فلسفۂ اجتماع

مسٹر عبد الماجد بی اے مصنف فلسفۂ جذبات نے علم النفس کی یہ دوسری کتاب انجمن کے لیے لکھی ہے جس کا انگریزی ایڈیشن تھوڑے سے تغیر کے ساتھ انگلستان کے مشہور کارخانہ کنشرافون کمپنی کے یہاں چھپا ہے۔ فلسفۂ جذبات میں جہاں افراد انسانی کے نفسیاتی ادراک اور اس کے زیر اثر جو افعال سرزد ہوتے ہیں اُن سے بحث کی گئی تھی۔ وہاں فلسفۂ اجتماع میں اُن کیفیات وحسیاتِ نفس کا بیان ہے جو مجامع اور اُن کے اثرات سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں فاضل مصنف نے بڑی خوبی و امثال کے ساتھ اُن تعلقات کا ذکر کیا ہے جو لیڈروں اور عوام میں پایا جاتا ہے۔ قیمت غیر مجلد عہ مجلد عہر

البیرونی

اس میں مسٹر سید حسن برنی بی اے (علیگ) نے بڑی کوشش و جستجو سے علامہ ابوریحان برُنی کے حالات جمع کیے ہیں اور اس علامہ اجل کی سوانحمری مرتب کرکے اہل ملک کو کتاب الہند کے مصنف کی زندگی کے اہم واقعات اور اُس کے کمال ذوق علمی اور طالبعلمانہ تجسس و تلاش سے آشنا کردیا ہے جس کے مطالعہ سے اس بات کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے کہ کسی علم و فن کے حاصل کرنے کے لیے کس درجہ استقلال۔ ہمت اور جفاکشی کی ضرورت ہے۔ بیرونی کی حقیقی عظمت کا زیادہ صحیح احساس اُردو خواں اصحاب کو اُس وقت ہوسکے گا جب کتاب الہند کا ترجمہ ہماری زبان میں ہوجائے گا۔ مگر اس نسبتاً مختصر سوانحمری اور تبصرہ سے بھی ایک حد تک اُس جلیل القدر محقق کے مرتبہ و مدارج کمال کا اندازہ ہوجائیگا قیمت مجلد عہر

طبقات الارض

مولفہ جناب مرزا مہدی خاں صاحب کوکب۔ اس کتاب میں علم طبقات الارض کے بنیادی اصول اور اُس کے تمام اجزا نہایت شرح وبسط کے ساتھ درج کیے گئے ہیں اور اُس کی علمی اصطلاحات جو خاص طور پر وضع کی گئی ہیں اُنکی فرہنگ آخر میں شامل کردی گئی ہے۔ قیمت عہر

ان مطبوعاتِ انجمن کے علاوہ اگر شایقین علم ادب کو کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہو تو وہ بازار سے خرید کر شامل کردی جائے گی۔ اور اس خدمت کے لیے خریداروں سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔ لکھنؤ میں جو اُردو علم ادب کی اشاعت کا سب سے بڑا مرکز ہے، تقریباً سب اعلیٰ درجے کی اور مستند و مشہور کتابیں مل جاتی ہیں جو کسی دوسرے مقام پر ہر وقت دستیاب نہیں ہوتیں۔ اس لیے شایقین کو ہمارے ذریعہ سے کتابیں منگانے میں آسانی اور کفایت ہوگی۔

ملنے کا پتہ :- مہتمم دار الاشاعت انجمن ترقی اُردو۔ کٹرہ حسین خاں۔ چوک۔ لکھنؤ

محصول ڈاک ہر صورت میں ذمہ خریدار ہوگا

تاریخ تمدن

یعنی سرہنری طامس بکل کی مشہور تصنیف "ہسٹری آف سولیزیشن" کا اُردو ترجمہ جس کو منشی محمد احمد علی بی اے ایل ایل بی کاکوروی نے حسب فرمائش و پسند انجمن ترقی اُردو نہایت محنت اور جاں فشانی سے ترجمہ کرکے با اضافۂ دیباچہ و حواشیِ مفیدہ و دیگر امور ضروریہ مرتب کیا۔ فلسفۂ تاریخ کی یہ بہترین کتاب ہے۔ جس میں تاریخ کے اصول اسی طرح مرتب کیے گئے ہیں جیسے کہ طبیعات کے اصول مرتب ہو چکے ہیں۔ مجلد۔ قیمت عہ

مطبوعات جدید

مبادی سائنس

اس کتاب میں حیوانات۔ نباتات۔ حجریات و معدنیات کے تمام ابتدائی مسائل نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ اور مولوی معشوق حسین خاں بی اے (علیگ) کا نام نامی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ کتاب کے مطالب نہایت آسانی کے ساتھ ذہن میں آجائیں گے۔ مجلد۔ قیمت عمار

فلسفۂ جذبات

علم النفس کے مضمون پر اُردو کیا معنی۔ عربی فارسی میں بھی کوئی کتاب موجود نہ تھی۔ حالانکہ معیشت کامل کے جتنے عناصر و شعبہ جات ہیں سب کے لیے اس علم کی تحصیل لازمی ہے۔ انجمن کے دَورِ جدید میں سب سے پہلے جو کتاب شائع ہوئی وہ اسی علم کے شعبہ جذبات کے متعلق ہے۔ جسکے مصنف مُلک کے لائق انشا پرداز مسٹر عبد الماجد بی اے ہیں۔ ان کے دوسرے مضامین کی طرح اس کتاب کی عبارت بھی نہایت سلیس اور سریع الفہم ہے۔ اور آخر میں اس علم کے متعلق جس قدر اصطلاحات علمیہ بنائی گئی ہیں اُنکی فرہنگ دے دی گئی ہے۔ قیمت قسم اول عہ قسم دوم عدر

مقدمات الطبیعات

مولفۂ عالیجناب مرزا مہدی خاں صاحب کوکب ایم، آر۔ ایس۔ ایم، آر اے۔ ایس۔ ای، ایف۔ جی۔ ایس، سابق ناظم محکمۂ مردم شماری مملکت حیدرآباد دکن۔ مرزا صاحب ممدوح کو دولت آصفیہ نے خاص علوم طبعیہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے یورپ بھیجا تھا۔ یہ لاجواب تالیف جو اُردو زبان میں اپنی صنف کی پہلی ہی کتاب ہے اور تکمیل تعلیم کے بعد عرصے تک اس فن کے مطالعہ اور کامل غور و خوض کا نتیجہ ہے ضرور اس قابل ہے کہ وہ اصحاب جو اُردو میں اعلیٰ درجہ کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں، اس سے پوری طرح استفادہ کریں۔ محترم مؤلف چونکہ قدیم و جدید علوم و السنہ کے یکساں طور پر ماہر ہیں اس وجہ سے اصطلاحات علمیہ کا ترجمہ نہایت خوبی سے کیا ہے اور اُن اصطلاحات کی ایک فرہنگ بھی اس کتاب کے آخر میں دے دی ہے۔ حجم ۲۰ جزو قیمت عہ مجلد عمار

ملنے کا پتہ:۔ مہتمم دار الاشاعت انجمن ترقی اُردو۔ کٹرہ سید حسین خاں۔ چوک۔ لکھنؤ

دردو لفظ ہندی و فارسی ہم در عبارت صحت دارد مثل چھوچھو ہو جاو بمعنے جاؤ صحیح باشد - و اعلان نون در شعر ہندی در صفت و مضاف الیہ اگر با مضاف و موصوف مذکور شوند غلط باشد - مثل دیدۂ گریاں و سرو گلستاں کہ اینجا اعلان نون غلط است - فقط

قطعہ تاریخ اتمام ایں کتاب از مؤلف مع عبارتے خارج از کتاب بہ ختم یکی از نسخہ ہائے موجودہ دیدہ شد بعینہ نقل می شود - قطعہ تاریخ تکمیل ایں کتاب در قواعد اردو حسب ارشاد جناب عالی متعالی وزیر الممالک ناظم الملک یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر تصنیف احقر العباد راجی اللہ المستعان سید انشاء اللہ خاں چنیں بسلک نظم آورد -

چوں حسب حکم ناظمِ ملک وجہانیاں — نواب مستطاب وزیرِ فلک جناب
شد منتظم قواعد اردو بسلک نظم — اُردوے ناظمی شدہ تاریخ ایں کتاب
یک ہزار و دو صد و بست و سہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

الف گلِ لالہ باشد بکسرِ لام۔ و برقا در اصل برقع بودہ است لیکن در اُردو ہماں غلط صحیح بود از سبب فصاحت و لفظ صحیح جز بر زبان دہاقین وقت تکلم در ہندی جاری نبود و یا رغار بغیر کسرہ راء لفظ اول در اُردو فصیح باشد۔ و پہ قینچ معنی پر بریدہ اینجا قینچ بمعنی قینچی مستعمل است۔ و شولا در اصل شلہ است و آں قسمی از طعام باشد۔ و چنبل بجائے چنبر است۔ و مہتابی بجائے مہتاب آتش بازی۔ و سیو بجائے سیب۔ و شنگرف بر وزن مسطر ہماں است کہ در تحقیق حروف مذکور شد۔ و آبخورا بجائے آبخورہ لیکن در اُردو لفظ مذکور بر اصل خود نیز کثیر الاستعمال است۔ و قلفی بجائے قفلی۔ و قدر بحرکت حرف دوم بمعنی مرتبہ بجائے قدر بسکون حرف دوم۔ و کلک بحرکت لام بجائے کلک بسکون آن۔ و عذر بحرکت حرف دوم بجائے عذر بسکون حرف دوم۔ عذر بحرکت حرف دوم بجائے عذر بسکون حرف دوم و ہمچنیں صدر بحرکت حرف دوم بجائے صدر بسکون دوم۔ و سہی در اصل صحیح است و در کتابت الفاظِ صحیحہ غلط مستعمل شدہ بزبان اُردو مختلف است و در بعضی الفاظ رعایت اصل ملحوظ دارند و در بعضی نہ۔ ظاہر است کہ طرح بحرکت و سکون حرف دوم بمعنے روش و آئین در اُردو مستعمل شدہ لیکن در کتابت مراعات اصل بکار برند یعنی با طا و حا نولیسند و سہی را ہندی شمردہ بجائے صاد سین و بجائے حاء حطی ہاء ہوز آرند و حا آخریں نیز محذوف نمایند و بنوعیکہ در عربی توالی حرکات اربعہ در یک کلمہ ممنوع است در ہندی توالی حرکاتِ ثلاثہ ہمیں حال دارد مثل شرف النساء کہ بسکون را تلفظ آں نیکو باشد و بفتحہ آں غلط و بُر مکروہ گو در اصل صحت دارد۔ ہمچنیں تشکرانہ بفتحہ شین و بسکون کاف۔ و نظر دل میں بسکون ظا و واو عطف۔ در دو لفظ ہندی یا مختلفین مثل کسرۂ اضافت ہم غلط است لیکن در عبارت فارسی وقت بیان حقیقت چیز ہا ہر دو صورت جواز دارد چوں ایں عبارت کہ چھو چھو ہو جاو و کافور ہو جاؤ ہر دو در اُردو بمعنی یہاں سے جاؤ باشد و چھو چھو ہو جاؤ اور کافور ہو جاؤ نیز جائز باشد و اضافت

وآما ولگا وتانبا وتنبورا وپیالا وستارا وگل لالا وبرقا ویارغار والست والتوکلی
وپر قینچ وتنولا وجنبل وتہابی وسیو وشنگرف وآبخورا وقلفی وقدر وکلاک وغدر و
صدر وعذر وسہی۔ وہم چنیں پیداست کہ دلی وہلی است لیکن اگر سوائے شعر یا عبارت
فارسی در وقت اختلاط بہ زبان ہندی بر زبان کسی میگذرد باعث بر خراش سمع سامعان
می شود۔ فند در اصل فن است لیکن اعتراض بفند بمعنی مکر وعذر نمیرسد وسفیل
در اصل فصیل است ودر استعمال قابلیت دستگاہاں ہمین است لیکن ہرچہ بر زبان
قابل وناقابل میگذرد وسامعہ پسند اہل اُردو است سفیل است گو غلط باشد۔ و
منصر منحصر است در اصل واین از زبان بعضی زنان ومرداں مسموع است و
زبان اہل لیاقت واستعداد منحصر است لیکن منصر ہم سامعہ خراش نیست۔ ومچگر
بروزن مفعل بلفظ است ہندی بمعنی گردش کنندہ این تصرف اگرچہ بتقلید عربیان
غلط محض است لیکن صحیح است زیرا کہ در اُردو مروج است۔ وہمچنیں چپاڑ بصیغۂ
مبالغہ بمعنی چوپڑباز۔ ومجاز بجاے مزاج لفظ جاہلان است مثل منصر۔ وماعنی
بجاے معنی لفظ فصیح ومستعمل زباں داناں اُردو است ودر اصل غلط است ومعنی
بایاء معروف وباالف در آخر در اصل صحیح لیکن خلاف اُردو واقع می شود وآنچہ مستعمل
اردو است ہماں لفظ غلط است یعنی ماعنی۔ وشیر بروزن خیر بجاے شعر در استعمال
اہل اردو است وبفتحۂ حرف اول بروزن جعد یعنی شعر لہجۂ دہاقین باشد۔ وپجادا
بجاے پزاوہ کہ تنور خشت پزاں است۔ وصفاصفا بمعنی صفائی یعنی خالی شدن
نیز غلط است لیکن در اُردو ہمیں مستعمل۔ وارزق حتیم در اصل تبقدیم زای بر راء است
لیکن در اُردو ہمیں فصیح است کہ گفتہ آمد۔ وانا در اصل آنکہ۔ وتنکا اتکہ بودہ است
وتانبا بجاے طعمۂ باز وغیرہ۔ وپیالا وستارا بجاے پیالہ وستارہ وہاء در آخر جمیع الفاظ
فارسی در اُردو باالف مبدل شود۔ وگل لالا بسکون لام بعد گاف وتبدیل ہا با

بیت جداگانہ افتد ترکیب بند نامند - مثل بند محتشم کاشی علیہ الرحمۃ - و این ترکیب بند اقسام دیگر ہم دارد - و مسدس مصطلح ریختہ گویان ہم داخل آنست از آنجملہ است اینکہ بعد ہر بند مسمط از مربع تا معشر بیتے بقید قافیہ می آوردہ باشند و ہم بند ہشت مصرع مثل مسدس ریختہ گویان ازان بیرون نیفتد و واسوخت وحشی ازین قبیل است - و مستزاد بیشتر مراد از ملحق ساختن پارۂ از وزن رباعی باشد با ہر مصرع رباعی و این مشہور است و متقدمان پارۂ از وزن غزل با مصاریع غزل ہم الحاق نمودہ اند - و قطعہ مراد از بیتے چند است کہ در مصرع اول بیت اول آن قافیہ نباشد پس بناے قافیہ بر مصرع ثانی بیت اولین بود و دیگر ابیات در قافیہ تابع این مصرع باشد - و بعضی قصیدہ مختصر را ہم قطعہ گویند این است اقسام نظم -

---

دیگر مخفی نماند کہ ہر لفظے کہ در اُردو مشہور شد عربی باشد یا فارسی یا ترکی یا سُریانی یا پنجابی یا پوربی از روے اصل غلط باشد یا صحیح آن لفظ لفظ اُردو است اگر موافق اصل مستعمل است صحیح است و اگر خلاف اصل است ہم صحیح است صحت و غلطی آن موقوف بر استعمال پذیرفتن در اُردو است زیرا کہ ہر چہ خلافِ اُردو است غلط است گو در اصل صحیح باشد و ہر چہ موافق اُردو است صحیح باشد گو در اصل صحت نداشتہ باشد - اگرچہ پیش ازین ہم ضمناً اشارتے باین معنی کردہ شد لیکن درین مقام تصریح آن بعمل می آید بالجملہ براے مثال لفظی چند نوشتہ می آید ہمین قدر کافیست و حصر جمیع الفاظ از احاطۂ علم فقیر بیرون است و الفاظ مذکورہ مثل دلی و فند و سفیل و مُنصر و مُچکّر و چپار و مجاز و ماعنی و شیر و پچاوا و صفا صفا و ازق چشم

سلاطین با سلاطین - لیکن میرحسن مرحوم ریختہ گو قصۂ بے نظیر و بدر منیر را در ہمیں وزن
موزوں کردہ است از حق نباید گذشت خدا ایش بیامرزد خوب گفتہ است - دیگر
ہزج مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن خصوصیت دارد بذکر عاشق
و معشوق شیریں خسرو نظامی و یوسف زلیخائے جامی در ہمیں وزن است - دیگر
ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر یا محذوف الآخر مع الشرائط المذکورہ
فی العروض ایں وزن ہم مانند قبل خود اختصاص بہ بیان حالات طالب و مطلوب
دارد و لیلی مجنوں نظامی و نلدمن فیضی ناگوری در ہمیں وزن است - دیگر خفیف مخبون
مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن بیشتر مواعظ و حقائق و حکم مذکور شود و
حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی و سلسلۃ الذہب مولوی جامی در ہمیں وزن است - دیگر
رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن ہم ذکر حقائق و حکایات علماء
و اہل اللہ خوشنما است و بیان سوزش شوریدہ سراں ہم مخالف آں نیست - دیگر
رمل مسدس مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن نیز ذکر بزرگان دین
و ارباب حکمت پسندیدہ باشد تقطیعش اینست فعلاتن فعلاتن فعلن - دیگر سریع
مسدس مطوی مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن سوائے ذکر حالات عاشق
و معشوق طرف ہر چیز است و مخزن اسرار نظامی و قران السعدین امیر خسرو در
ہمیں وزن است - سوائے اوزان مذکورہ مثنوی در ہیچ وزنے دلچسپ نباشد
برائے ہمیں استاداں محصور کردہ اند در ہمیں ہفت وزن مثل اوزان رباعی کہ
مخصوص است بہ رباعی الامیر ابو العال نجات صفاہانی در گل کشتی ایں حصر را
برہم زدہ لیکن بردلہا نمی خورد - و تشبیب ہماں است کہ در ذکر قصیدہ گذشت.
و ترجیع مراد از برگردانیدن بیتے بود بعد غزلے و مجموع را بند نامند - لیکن اگر بعد ہر
غزل ہماں یک بیت مکرر آید آنرا در اصطلاح ترجیع بند گویند - و اگر بعد ہر بند

گفته مصرع رابع را ہماں قافیۂ اول دراں راجع ساخته به بند دوم موسوم سازند ہمچنیں بند سوم و چہارم و پنجم تا ہر قدر که اتفاق افتد۔ دریں ولا اکثر موزونانِ ہند که قوت شعر در طبیعت ندارند و برائے شہرت و ممدوح شدن در جاہلاں و جذبِ منافع از امرائے سخیف الرائے شروع بمرثیه گوئی کنند مراعات مربع مرکوز خاطر دارند۔ و در مخمس پنج مصرعے بہمیں طریق گفته شود۔ و حال مصرعۂ آخر بندہائے مخمس بعینه حال مصرعۂ آخر مربع در قافیه باشد۔ و بعضی مصرع آخر بند اول را مصرع آخرِ ہر بند سازند و مسدس عبارت است از شش مصرع بہمیں طریق و مسبع از ہفت مصرع و مثمن از ہشت مصرع و متسع از نو مصرع و معشر از ده مصرع۔ و ریخته گویاں مسدس چیزِ دیگر سوائے ایں قرار داده اند و آں ایں است که چہار مصرع به یک قافیه گفته دو مصرع دیگر در قافیۂ دیگر گویند و باں چہار مصرع اول ملحق گردانند و بند اول نام نهند من بعد باز چہار مصرع در قافیه دیگر گفته دو مصرع در قافیۂ دیگر باں ملحق نمایند و بند دوم خوانند ہم چنیں بند سوم و چہارم۔ و از مسبع تا معشر در قدمارائج بود حالا کسی نمیگوید۔ و حال مسبع و نظائر آں بقیاس مخمس و مسدس فارسی محتاجِ بیاں نیست و فرق میانۂ اینہا و ہرچه مذکور شد باعتبار عدد مصاریع است۔ و شعرائے زبانِ ریخته مسمط را ہشت قسم ساخته اند یعنی مثلثی براں زیاده کرده اند و آنرا به زبانِ خود شاں تکڑ بکسر تا و تشدید کاف و رائے ثقیل گویند۔ مثال یکے از ریخته گویاں گفته۔ تکڑ

اگرچه سیکڑوں اُس جا په ٹھٹھے کھڑے زن و مرد　　نشد قتیل زیاراں که یک کس از سر درد
سرے به نعش من خسته جاں بجنباند

و مثنوی مشہور است با حصر آں در ہفت بحر۔ یکی متقارب مثمن مقصور از روئے رکن آخریں یا محذوف از روے رکن مذکور و ایں بحر مخصوص است بذکر محاربات

روزگار باشد و آں بر دو گونہ بود یا ابتدا بمدح کنند یا چیزے دیگر در چند بیت پیش از مدح گفتہ شود و من بعد بر سر مدح آیند و آنرا گریز نامند و ابیات مذکورہ را بحسب شہرت تمہید خوانند لیکن اہل تحقیق تشبیب گویند مطلقاً- خواہ آں ابیات متضمن ذکر شراب و شاہد و ایام جوانی باشد خواہ شامل بود احوال دیگر را- و بعضی فرق کردہ اند زیراکہ تشبیب نزد آنہا ہماں است کہ دراں ایام شباب و صحبت معشوق و کیفیت شراب ذکر کنند- و ہر چہ غیر آں گفتہ شود آنرا تشبیب نہ نامند و در قصیدہ ہم مانند غزل مطلع ضرورست و باقی ابیات در مصاریع آخریں چوں غزل رجوع بقافیۂ مطلع نمایند و جائز است کہ در قصیدہ دو مطلع و سہ مطلع و زیادہ ازیں ہم در مدح ممدوح باشد و ایں حسن قصیدہ است۔ و فرد عبارت است از یک بیت بے قافیہ متضمن مثلے یا ورائے آں و وجہ تسمیہ خالی بودنش از قافیہ و عدم وقوع در غزلے یا قصیدۂ باشد- پس ثابت شد کہ ابیات غزل و قصیدہ را در حال واحد بودن آں فرد نگویند اگر چنیں می بود کہ ہر ہر بیت بے قافیہ اطلاق فرد روا می داشتند قسمی جداگانہ چرا می بود و فرد گفتن بیشتر طریق قدما بود و اکثر ابیات غزل میرزا صاحب تبریزی علیہ الرحمہ مشبہ بہ فرد است- و رباعی مراد از چہار مصرعے است در وزنے کہ بیشتر در عروض مذکور شدہ و از بسکہ مشہور است شرح آں تطویل بلاطائل است- و مسمط سوائے معنی لغوی کہ مفعول تسمیط است و آں گوہر برشتہ کشیدن باشد عبارت است از جمع شدن چند مصرع متحد القوافی در اصطلاح شعرا بایں صورت کہ اول مصاریع مذکورہ بیک قافیہ موزوں نمودہ مجموع را اول نامند باز چند مصرع دیگر متحد القوافی در قافیۂ دیگر گفتہ در مصرع آخر موافق شمار بند اول رجوع بقافیۂ اولیں نمایند- و مسمط بر ہفت قسم است- مربع و مخمس و مسدس و مسبع و مثمن و متسع و معشر- مربع عبارت است از کلامے کہ اول چہار مصرع متحد القوافی گفتہ آنرا بند اول نام نہند من بعد سہ مصرع متحد القوافی بہ تبدیل قافیہ

ہم گنجایش پذیر باشد زمین دیگر گفتہ شود زمین آن غزل نمیگویند کہ در بحر دیگر است۔ شعرائے فارسی ہم غزلہا در یک بحر گفتہ بعضی اشارہ در آخر غزل اول بغزل دوم کردہ اند و بعضی بر سبیل ندرت تخلص در مطلع نیز بیان کنند و در ہمان غزل در مقطع نیز مکرر آرند۔ و اگر تخلص را باین طریق در مقطع ذکر کنند کہ پے بمعنی دیگر بردہ شود و دال برین نبود کہ تخلص شاعر است نزد عوام پسندیدہ و خواص را ہر آئینہ ازاں گریز باشد ازین سبب کہ از چنین شعر معلوم نمی شود کہ قائل آں فلانے است تا وقتیکہ قائلش خود نگوید یا خواندہ ظاہر نکند مثل لفظ تمنا کہ بمعنی خواہش است اگر شاعرے متخلص باین لفظ گردد باید کہ این لفظ را در مقطع چناں آرد کہ دلالت براں کند کہ تخلص شاعر است مثال آن بیت۔

وعدہ ہر روز نیا کب تلک اے وعدہ خلاف
آشنا اب کہ تمنا کی تمنا ہے یہی

نہ اینکہ سامع در مدت العمر تا از دیگرے نپرسد دریافت نہ نماید۔ مثال آن بیت

عاشق خستہ کی رخصت دم آخر ہے ضرور
ہے اُسے تیرے ہی آنے کی تمنا باقی

این شعر سوائے تمنا کہ از روے فرض تخلص قائل است اگر بسودا ہم منسوب نمایند مانع چیست بخلاف شعر اول۔ و در ریختہ گویاں تصرفے چند دراں کردہ اند و ہماں مطبوع است۔ از انجملہ مطلعے در زمین غزلے کہ میگویند دنبالۂ مقطع سازند و بعضی در زمین دیگر نیز۔ و این چیزہا قباحت ندارد۔ و ابیات غزل از پنج کمتر نمی شود و جانب دیگر بیشتر ہفت و نہ و یازدہ است لیکن تا پنجاہ بیت ہم در کلام متاخران فارسی گو یافتہ می شود و درین امر اعتراض نمیرسد آدم خوب بگوید بد نگوید مختار است۔ قصیدہ بیتے چند است متضمن مدح ممدوح و این بیشتر است و کمتر مشتمل بر حال ابنائے

باغ دل آرا بنا پذیر است بر تقسیم میوۂ اقسام نظم وجنبانیدنِ شاخ شگوفۂ فوائد دیگر

باید دانست کہ نظم بدہ[۱۰] قسم منقسم است۔ غزل[۱] و قصیدہ[۲] و فرد[۳] و رباعی[۴] و مسمط[۵] و مثنوی[۶] و تشبیب[۷] و ترجیع[۸] و مستزاد[۹] و قطعہ[۱۰]۔ غزل عبارت است از کلام موزونے کہ بیت اول آں مقفیٰ باشد و آنرا بمطلع نامند باقی ابیات بایں صورت باشند کہ میانۂ ہر دو مصرعِ بیت قافیہ ضرور نیست لیکن مصرع ثانی ہر بیت در آخر رجوع بقافیۂ بیت اول نماید چنانچہ بر شعرا ظاہر است۔ و در بیت آخریں قاعدۂ اہل عجم است کہ شاعر تخلص خود را دراں ذکر کند۔ و آں بیت متمم غزل و موسوم بمقطع باشد و دراں ابیات سوائے ذکر شاہد و شراب و شکوۂ المِ مفارقت و بیان جفا و خوے بد معشوق زیبا نباشد۔ و ہر چہ خلاف آنست غزل نبود و تصرفات یاراں اعتبار ندارد۔ و کسانیکہ اشعار غزل برائے اظہار رعب بر ابلہاں و ملقب شدن بصاحب طرز جدید معما ساختہ اند کلام آنہا ہمہ غیر فصیح است و دُور از پایۂ قبول و شہرت در بلید طبعاں ہرگز نزد عقلا معتبر نیست۔ و شعرائے ریختہ در کلام تتبع شعرائے فارسی میکنند معشوق ایشاں امرد است بخلاف بھاکھا کہ آنجا معشوق کافراں نار بستانند۔ اگر در ریختہ آئی وہ دلربا بجاے آیا وہ دلربا بستہ شود غلط محض است۔ و اگر کسی مفتون زنے باشد بگوید مختار است لیکن کلام مجانین اتباع را نشاید و ایں طرز مخصوص بگویندہ است۔ و ایں ہم گفتہ اند کہ ہرچہ قائل عمداً گوید از غلطی پاک باشد زیرا کہ خطا در عبارت و کلام از عدم معرفت یا نسیان حاصل آید۔ و ارباب ریختہ چہار غزل در یک زمین بگویند و در آخر ہر غزل اشارہ بغزل دیگر نمایند۔ و زمین غزل مراد از ردیف و قافیۂ آں غزل ست با قید بحر۔ و اگر آں ردیف و قافیہ در بحر دیگر

دیگر تلمیح و تملیح ہم درست است وآں موقوف داشتن معنی شعر بر دریافت قصۂ باشد مثال ۔ شعر

غیر اپنا اور اپنا غیر ہے دل ہی کے ساتھ
ماں نے بیٹی سے اُٹھایا ہاتھ آخر ہار کر

یعنی گُنا باپس خاطر سب براتن کہ حق پرورش اوبر گردن داشت در دیوان عدالت با مادر خود اظہار خشونت کرد و سر رشتۂ طرفداری پرورندہ از دست نداد آخر مادر دست بردار شد و راضی نامہ در عدالت العالیہ رسانید مضمونش اینکہ دختر خود بالغہ و عاقلہ است ہر جا کہ دلش خواستہ باشد باند من مزاحم او نیستم ۔

دیگر حشو وآں عبارت از لفظ زیادہ بر مطلوب باشد وآں سہ گونہ است ۔ ملیح و متوسط و قبیح ۔ مثال حشو ملیح ۔ شعر

زیب و زینت حسن کو کیا چاہیے پنجۂ خور طالبِ حنا تم نہیں

زیب و زینت ہر دو مترادف است لا محالہ یکی زیادہ بر مطلوب باشد لیکن از کثرتِ استعمال ہر دو لفظ باہم خوشنما بود ۔ مثال حشو متوسط بیت

تو ہے بحرِ بیکراں میں تشنہ و تفتیدہ لب
اے جہانِ جود و ہمت پیاس کو میری بجھا

یکے از جود یا ہمت حشو است لیکن نہ باعث زینتِ کلام است و نہ موجب قبح ۔ مثال حشو قبیح ۔ بیت

اگر تو نے ستم مجھ پر کیا تو کیا ہوا پیارے
جفا معشوق اور محبوب کا سہتے ہیں سب عاشق

لفظ محبوب زائد و قبیح است با لفظ معشوق ۔

دیگر تعجب این صنعت سامعاں را در عجب می اندازد۔ مثال شعر

فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا
سرو کی بیخ سے پھولا گل اورنگ ابتک

دیگر متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ یعنی بیت یا عبارتے در دو زبان یا چند زبان خوانده شود مثال دو زبان فارسی ۔ او نیز والی ولایت کر بوده گوئی پاسبانی بنی آدم بہر دور کرے ۔ مثال سہ زبان عربی ۔ کَیۡ تَرٰہُمۡ بِاَنَّہٗ ۔ فارسی کے برنم یلہ ۔ ہندی کی پریم نانہ ۔

دیگر جامع اللسانین ۔ یعنی عبارت در دو زبان وقت تلفظ معلوم شود ۔ فارسی ۔ یارا جاے تو بہتر ۔ ہندی، یار آجاے تو بہتر ۔

دیگر معما ۔ این صنعت حالا بر اسقی است و طریق دریافت آں در رسائل این فن مذکور است برائے مثال شعرے نوشتہ می شود ۔ شعر

کوئی سر نیشکر کا آگے لاؤ کہ ظاہر ہو پری ہندوستاں کی

طابع گوید کہ نیشکر را در ہندی گنا گویند و سر آنرا کہ گاف است آگے لاؤ یعنی پیش کنند یعنی رفع دہند گُنا شود کہ اسم معمائے است ۔

دیگر لغز کہ آنرا در فارسی چیستاں و در ہندی پہیلی نامند شرح آں از سبب اشتہار ضرور نیست ۔ مثال ۔ شعر

کیا ہے وہ شمع کہ جس کا ہے دل خلق لگن
ہر شب اُسکی ہو تجلی سے نیا گھر روشن
کبھی ایوان سلاطین کی ہو بزم افروز
کبھی بالیں پہ گداوں کے کرے شب کو روز

یعنی زن کسبی ۔

لفظ لیکن در بیت اول و لفظ مگر در بیت ثانی دلالت بر مطلب مخالف جملۂ اول مینماید
زیراکہ قاعدۂ لیکن این است کہ درمیان دو جملۂ مخالف بایکدیگر واقع شود چنانچہ در بیات

سیدھو برابر خوبصورت رنڈی آج لکھنؤ میں دُوسری نہیں۔ لیکن تین بڑے عیب
ہیں اُس میں۔ ایک تو یہ کہ گھر اُسکا ہمارے گھر سے بہت دُور ہے دوسرے یہ
کہ ذرا بھی مروت سے آشنا نہیں تیسرے یہ کہ ہر پاجی سے مختلط ہوجاتی ہے۔

دیگر نیز مثل لیکن باشد و فرق میانۂ ہردو نازک است مثال

تو چاہیے کہ کل ہمارے پاس آوے مگر ایک بات ہے کہ اگر محبوبن لچھمی کو بہکادے
تو پھر نہیں آسکتی۔

دریں ہر دو بیت کہ مذکور شد این ہر دو لفظ یعنی لیکن و مگر سامع را منتظر ہجو ممدوح
و مدح شخص قابل الہجو میسازد۔ لیکن جملۂ کہ بعد ازینہا مذکور شدہ باز جملۂ اول را بوجہ
احسن ذہن نشین او میکند۔

دیگر حسن طلب این صنعت آنست کہ شاعر از ممدوح آنچہ مطلوب است بنوعے
طلب نماید کہ بر طبعش گرانی نکند و سوال اورا بدرجۂ قبول رساند مثال قطعہ

دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہی سو دینار سُرخ
میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں
سُنکے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں
جھوٹھ سے کیا فائدہ فرمایئے اے مہرباں
آپ ہیں مداح ایسے کے کہ جسکے ہاتھ سے
بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیبِ کاں
کسکو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اندنوں
اس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کہاں

کس طرح ہنسے اُس دہن تنگ سے وہ شوخ
تقسیم پہ جزکے ہیں دلائل سبھی باطل

دیگر المبالغہ واین سہ قسم بود یا اینکہ موافق عقل وعادت راست بود وآنرا تبلیغ نامند۔ یا ازروے عقل راست وازروے عادت دروغ باشد یا ازروے عقل وعادت ہر دو دروغ باشد۔ اول را اغراق ودوم را غلو خوانند مثال تبلیغ

بیت کیا بیاں اُسکی سخا کیجے کہ سائل کو اگر
کچھ نہ پہنچے ہو طبیبوں کا بہت بازار گرم

یعنی از ہیجان صفراے غضب تپ میکند این مبالغہ نزدیک عقل ممتنع نیست وتپ کردن از جہت ترک عادت است زیراکہ او عادت بر سوال ندارد۔ مثال اغراق

مصرع گدا کو بخشے تو ملک سکندر

یعنی ملک بقدر ملک سکندر گدارا می بخشی۔ ہرچند این قدر سخاوت عادت کسی نیست لیکن ازروے عقل محال نمیتواند شد۔ ازین جہت کہ ممکن است کہ پادشاہے تمام ملک خودرا بسائلے بخشیدہ خود ترک دنیا نماید۔ مثال غلو در تعریف است۔ بیت

ہاں کہتے ہوے یہ حسبت کرے وہ کہ وہاں
پہنچے دس لاکھ برس میں بھی نہ کان اُسکے تلک

دیگر تاکید المدح بمایشبہ الذم۔ مثال آں بیت

تو سراپا حسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی
کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہر کیا ہے تو

دیگر تاکید الذم بمایشبہ المدح۔ مثال آں بیت

بُرا تجھ سا نہیں کوئی زمانے میں مگر کیا ہے
کہ گر صحبت میں کوئی بیٹھے تو وہ تجھسا ہی بنجاوے

سب سخی ہیں ابر و دریا اور وہ عالیجناب
پاویں فیض انسے نباتات اور غواص و گدا
پر کرے ہے نالہ دریا ابر روے وقت فیض
بالبِ خنداں وہ والا فر رہے ہے دائما

دیگر رجوع ایں عبارت است از روصفتی مسبوے صفتی کہ بالاتر ازاں باشد مثال آں بیت

میرا وہ خرمن نسریں پری سے ہمسر ہے
نہیں نہیں یہ خطا ہے پری سے بہتر ہے

دیگر حُسن التعلیل یعنی بیان کردن سبب بطرز پسندیدہ۔ بیت

میں نے کہا کہ لب پہ مسی تو نے کیوں ملی
بولا مسی نہیں یہ چھُری ہے نگاہ کی

دیگر حسن التکریر مثال آں بیت

تو نے مجھے پیارے بُرا گر کہا کہا   یا مصلحت سے غیر کے مُنھ پر کہا کہا

دیگر القول بالموجب و ایں صنعت مراد از بردن لفظ بمعنی دیگر سوائے مراد گوینده است مثال آں۔ شبے در مجلسے زن جوانے از لولیاں نشستہ برصورت نوجوانے نظر می انداخت شخصے از مجلسیاں گفت کہ بی جی آپ کی تو آنکھ لگ گئی گفت کیا کیجیے صاحب نیند آئی ہے۔ مراد گوینده از آنکھ لگ گئی عاشق شدن بو دطرف ثانی برائے اخفاء راز از زنان دیگر آنرا بمعنی خواب بردہ جواب مناسب آں داد۔

دیگر المذہب الکلامی و ایں عبارت از مدلل نمودن کلام است برطرز متکلماں واز متکلم درینجا شاعر مقصود نیست بل ثابت کنندگان مقدمات نقلی بدلائل عقلی۔ مثال

ایں لف و نشر مرتب است مثال غیر مرتب بیت

یاد میں اُس طرۂ و رخسار کے ہاتھ سر پہ مارتا ہوں صبح و شام

شام از روے ترتیب بر صبح مقدم میباید لیکن بضرورت قافیہ موخر گردیدہ۔ مخفی نماند
کہ نزد سکاکی تفسیر را وجودے نیست ہمہ اش لف و نشر است و بعضی انچہ دراں
تشبیہ و مراعات نظیر باشد آنرا لف و نشر خوانند سواے آں ہرچہ باشد داخل تفسیر سازند۔
دیگر جمع وایں جمع نمودن چند چیز است در بیت۔ بیت

دولت و بخشش و علم اور صفاے باطن
کرم اپنے سے تجھے حق نے دیا ہے سب کچھ

دیگر تفریق۔ بیت

ترے آگے میں لوں رستم کا کیا نام شنیدہ کے بود مانند دیدہ

دریں بیت اظہار فرق درمیان ممدوح و رستم مقصودِ گویندہ است۔
دیگر تقسیم۔ بیت

وہی دیوے گا مجھے صبر و سکوں جس نے دیا
رخ زیبا تجھے اور دیدۂ گریان مجھکو

مورد قسمت رخ زیبا و دیدہ گریان است دیگر الجمع مع التقسیم۔ بیت

تیغ و افسر کا ہی تو مالک عنایت سے تری
تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا

دیگر الجمع مع التفریق۔ بیت

دونوں صاحب فیض ہو آپس میں نیساں اور تُو
پر وہ دیتا ہے صدف کو قطرہ تو مجھ کو گُہر

دیگر الجمع مع التفریق والتقسیم۔ قطعہ

صاحب مفتاح این صنعت را سوق المعلوم مساق غیرہ نامیدہ یعنی رواں کردن معلوم بجاے رواں کردن غیر معلوم۔
دیگر لفؔ ونشر و اصلش اللف والنشر باشد۔ لف بمعنی پیچیدن ونشر بمعنی پراگندہ کردن است و در اصطلاح ذکر چند چیز بطریق اجمال باشد این است لف۔ و بعد ازاں بتفصیل آں پردازند این است نشر۔ و ایں تفصیل گاہے بترتیب بود و گاہے بے ترتیب۔ انچہ باترتیب است آنرا در فارسی لف ونشر مرتب گویند و ہرچہ بے ترتیب باشد نام آں لف ونشر غیر مرتب۔ مثال مرتب فردوسی گوید قطعہ

بروز نبرد آں یلِ ارجمند　　بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
بُرید و درید و شکست و ببست　　یلاں را سر و سینہ و پا و دست

مثال در ہندی قطعہ

کفِ بخشش سے ترے معدن و دریا و بہار
تینوں حاصل کریں اے سرور فرخندہ تبار
لعل معدن کو ملے بحر کو دُر جوش آب
دیکھے ہر لالہ و نسریں سے بہار اپنی کنار

مثال دیگر بیت

آہو و نافہ و نسریں کو سدا بخشے تو
نافۂ و بوے خوش و رنگ ہو جتنا درکار

بعضی ایں را لف ونشر نگویند قطعہ اول را تفسیر جلی و قطعہ دوم را تفسیر خفی نامند و قطعۂ فردوسی ہم ازیں قبیل است۔ مثال براے لف ونشر بیت

سرو و گُل شوق میں تیرے قد و عارض کے سدا
نالہ کرتے ہیں ہم قمری و بلبل کی طرح

مفروضۂ آنرا جمع نمودہ موافق آں از مصرع جامع حروف جواب دہند مثلاً
کسی شین از مصرع ہندی جامع حروف گرفت وآں درمصرع اول رباعی و
سیوم وچہارم آنست وہندسہ ہاے مفروضۂ آں سیزدہ است جواب بدہند کہ
حرف مضمر حرف سیزدہم از جامع حروف است وشین ہم چنین است۔
دیگر محتمل الضدین وآں این است کہ بیت یا نثر احتمال دو معنی داشتہ باشد
کہ ہر دو ضد یکدیگر باشند۔ وہجو ملیح ہم قسمی ازاں باشد نہ انیکہ ہر چہ چنیں بود مشتمل
بر ہجو ملیح باشد وہر دو معنی در رتبہ برابر باشد خوب وزشت آں بقرینہ میتواں
یافت ودر بعضی جا قرینہ ہم گم شود وہر دو معنی ازاں مقصود سامعاں بر سبیل
اختلاف باشد مثال آنچہ متضمن مدح وذم بود۔

اک قطرہ ہے سمندر ترے مُنھ کے آگے

یعنی دہن تو آں قدر تنگ واقع شدہ کہ یک قطرۂ آں سمندر معلوم می شود دیں
گنجایش معلوم این قدر فراخ کہ سمندر را مثل یک قطرہ در دہن میگیری۔ مثال
انچہ ہجو زید باشد واگر تامل کنند راہ بہ ہجو عمرو یابند مانند عمر کہتا ہے کہ ہجو زید کی کر
میں کہتا ہوں لعنت خدا کی اسپر۔
دیگر تجاہل العارف یعنی از چیزے کہ بدانند اظہار بیخبری نمایند و این بحرف تردید
حاصل آید وگاہے محذوف ہم گردد مثال شعر

آدمی ہے یا فرشتہ یا پری یا حور ہے
یا کوئی تصویر ہے یہ یا درخت نور ہے

مثال حذف تردید شعر

اُس شوخ کی دریافت ہوئی کچھ نہ حقیقت
انساں ہے فرشتہ ہے پری ہے نہیں معلوم

واگر در دوم وسیوم وچہارم باشد حرف چہاردہم واگر درہر چہار مصرع باشد حرف پانزدہم درینصورت مجموع حروف مصرع پانزدہ حروف بود بعد گفتن مصرعہاے مذکورہ مصرع اول کہ دراں حروف جمع شدہ است پیش کسے بخوانند وبگویند کہ حرفی کہ ازیں مصرع خواستہ باشند در خاطر نگاہ دارند تا نشان می دہیم کہ فلاں حرف است ہرگاہ طرف ثانی بگوید کہ گرفتم باز مصرع اول رباعی خواندہ پرسند کہ حرف مذکور دریں مصرع ہست یا نیست اگر گوید ہست حرف اول ایں مصرع کہ جامع ایں حروف است نشان بدہند ہمچنیں سوال از مصرع دوم وسیوم جدا جدا با اول ودوم وسوم بطریقیکہ گفتہ آید مثال آں مصرع

سخن عشق جز بیار مگو

رباعی

آں شاہ بتاں نمود با حسن وجمال
چوں گاں خط وگوے کہ آں نقطۂ خال
شد ہوش دلم چو جلوہ گر شد معشوق
گفتم کہ مباد ہرگزت بیم زوال

مثال دیگر درہندی۔ مصرع۔ ہے لب دوست مخزن شکر

رباعی

عاشق سا مہر وار راز دل زار
سو طرح کا زیور اور خال رخسار
سب آؤ کرو غور نشاں دو صاحب
مشتاق کا عزم جان کر آخر کار

باید دانست کہ اصل قاعدۂ کلیہ دریافت واستخراج ایں چنیں مضمر ظاہر امصنف را معلوم نبود لہذا ذکر نہ نمود۔ طالع آنرا می نویسد کہ بہر چہار مصرع رباعی یک ہندسہ فرض کنند مثلاً بر مصرع اول یک بر دوم دو بر سوم چہار وچہارم ہشت پس حرف مضمر در ہر مصرع کہ نشان ہندسہ

دیگر ایہام یعنی ایراد لفظ دلالت کنندہ بہ دو معنی باشد مثال آں شعر

عرش پر کیونکر نہ ہو تیرا دماغ　　دی گورنر نے تجھے کرسی پہ جا

مثال دیگر شعر

سب سے اونچا بیٹھنا اچھا نہیں　　ہاتھ سے مونڈھا ذرا کیجے جدا

دریں مقام ذہن سامعان اول معنی قریب درمی یابد وآں کرسی مقابل عرش و شانہ مقابل دست است و بعد تامل بمعنی بعید کہ مقصود گوئندہ است میرسد یعنے کرسی مناسب با گورنر و مونڈھا مناسب با نشستن -

دیگر تدبیج و ایں صنعت مراد از ذکر رنگہا در شعر بطریق کنایہ باشد مثال - میر باقر صاحب نے پرسوں جو سرخ پیراہن موت کا پہنا تھا سو اگلی رات میں سبز ہو گیا - یعنی میر باقر کہ پری روز شہید شدند ہماں شب داخل بہشت شدند چہ لباس جوانانِ بہشت سبز است -

دیگر اظہار مضمر یعنی ظاہر کردن بہ کسے آنچہ در ضمیر او باشد و کنہش این است کہ چند حرفے در مصرع جمع کنند و چار مصرع دیگر بر وزن رباعی بایں طریق گویند کہ حرفی از حروف جمع شدہ در مصرع اول کہ سوائے ایں رباعی است در یک مصرع یا دو مصرع یا سہ مصرع یا چہار مصرع آں رباعی موجود باشد اگر در مصرع اول فقط باشد حرف اول مصرع مذکور خواہد بود و اگر در مصرع دوم یافتہ شود حرف دوم آں و اگر اگر در اول و دوم باشد حرف سوم و اگر در مصرع سوم یافتہ شود حرف چہارم آں و اگر در اول و سیوم باشد حرف پنجم و اگر در دوم و سوم باشد حرف ششم و اگر در اول و دوم و سیوم باشد حرف ہفتم و اگر فقط در چہارم باشد حرف ہشتم و اگر در اول و چہارم باشد حرف نہم و اگر در دوم و چہارم باشد حرف دہم و اگر در اول و دوم و چہارم باشد حرف یازدہم و اگر در سیوم و چہارم باشد حرف دوازدہم و اگر در اول و سیوم و چہارم باشد حرف سیزدہم

کل کی بات ہے کہ ایک پیسے پر جھنال دلال کو پچاس مچھیاں دیتا تھا اور
بات بات میں روتا تھا محلے والوں نے مرزا رووؔ نام رکھا تھا۔ نہ مانو تو میر منھگا
کے بیٹے میر جھینگا سے پوچھ لو۔ آپ کو کیا مناسب ہے کہ اس لگرے کو اس قدر منھ
لگایا ہے۔ قبلہ بہت گھمنڈ نہ کیجیے گا گھڑی میں گھڑیال ہے۔ انگریز کے جاسوس جا بجا
ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ کی بعضی باتوں کی خبر ہو جائے تو ناک سے نکلنا دوبھر ہو جائیگا۔
یہ فرمائیے کہ جہاز صاحب کی خدائی نے آپکی جان بچائی یا کچھ روپیہ یا کوئی دوست
کام آیا۔ خدا کے واسطے پینس پر چڑھ کے نہ خدا کو بھول جائیے۔ یہ باتیں کچھ اور
ہیں اور وہ بات رنڈی کے سامنے کچھ اور ہے کہ ذرا طبلہ جو برا بجا تو کہنے لگے بجے نہ
طبلے بجتا کیوں نہیں۔ ایک غلام آپ کا ہے اور ایک غلام میاں فہیم تھے کہ ایک
پل بقدر چار پل وار بنا کر اپنا نام کر گئے آج تک اس کروفر اور شیخی پر ڈال ڈالی
منھ سے صاف نہیں نکلتا اُس دن جو دریا خاں کے دو کبوتر پکڑے تو کہنے لگے کہ
کبوتر کے نام ایک پرندوں کا شعور دیکھیے کہ مسلم بوٹی ہرن کی دسترخوان پر دیکھ کر کہتا
ہے کہ قیا ہے ہم بھی ایک بات کہتے ہیں ہم کیا بلا ہیں اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ
اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ برادرا تو در مزرع دنیا چہ کشتی تو اس کا جواب کیا دیجیے۔ خدا
کی قدرت کا کیا بیان کریں کہ کل نواڑی کا پھول اتنا بڑا دیکھا کہ بلہ بلہ وہ شیخ
بھی کھڑا تھا جو سوت ہٹی میں رہتا تھا اور آپ اکثر نواڑ آگر بیچا کرتا تھا اور جھنال
لاہی کے تھان اُسکے ہاتھ بیچا تھا اور چند روز بڑی بھی پانوں میں غریب کے رہی
خدا جو چاہے سو کرے بڑے بڑے بلیوں کے پانوں میں زنجیر پڑتی ہے اور اماں جی
اُٹھی رویا کرتی ہیں۔ بھئی مرزا خیراللہ بیگ تم نہ چھپو تم سے بھی ناحق ناحق کوتوال نے
ڈانڈ لیا تھا تم میں کوئی عیب نہیں بلکہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہو خدا نے تمہیں بھی
ایک فہم رسا دیا ہے ؎

شدہ ہر طفل نابالغ بر بالغ کلاں زمانِ سابق میچربد۔ و سوائے ضلع مناسبت دریان
دو چیز مخالف یکدیگر بہ یک لفظ بیان کنند و آنرا نسبت نام نہند مثلاً اگر کسی بپرسد کہ
کنوے اور آتشبازی میں کیا نسبت ہے باید گفت کہ چرخی۔ یا بپرسد کہ بندوق اور
مہاجن اور فرنگی میں کیا نسبت باید گفت کہ کوٹھی۔ یا این کہ شمشیر و پلٹن باہم چہ
نسبت دارند باید گفت باڑھ۔ یا میانہ چوپڑ و دوپٹہ چہ نسبت است باید گفت کہ
گوٹ۔ مثال ضلع ذکر چیزہاے مناسب با دریا۔

آپ کا بحرہ کچھ آج کھل گیا ہے۔ واللہ تمھاری بات پانی بہت مشکل ہے۔ ہمیں کل
سوتا چھوڑ گئے۔ ہرچند ضعف نالی کی تو بھی رتھ میں جگہ ندی۔ ایک باولی رنڈی
کے کہنے سے ہماری چاہ دل سے اُٹھا دی۔ بات کا نہ سننا آپ کے جد و آبا کا طریق
چلا آتا ہے۔ دو کبوتر تکھی اور ایک گھاگھرا مرزا جان کے بیاہ کے دن تانبے کا
چنبل بیچ کر مول لیے تھے سو کوئی آدمی چرا لے گیا ایک آدمی یوں کہتا ہے کہ سرکار کا غلام
لے گیا ہے پر وہ راوی کچھ رند مشرب سا ہے دن رات اسی سعی میں ہے کہ دو آدمیوں
کو لڑا دیجیے۔ مراد خاں تو تلا حیات خاں سے کہتا ہے کہ بیٹا اسکی ایک بات نہ مانیو اسیلیے
بندہ آپ سے بولتا نہیں اگر تحقیق ہو تو پھر سرکار کے غلام کو یہاں جمنا مشکل ہو جائیگا
میں تو بنارس چلا تھا اسواسطے اٹک گیا کہ چور معلوم ہو جاوے اس غلام کو آپ نے
اپنا زبدا ہے اور کوئی تو خاکروب کے برابر بھی نہیں جانتا ہے۔ سرکار عالی کے تو ایسے
ہی لوگ قوت بازو اور یار وفادار ہیں۔ دو بوڑھ مثال محمد لیث کشمیری دزدیدہ بود اور
اسپر آپ کو یہ گھمبیر سمجھتا ہے کہ اللہ اللہ جس وقت کمخاب کی قبا پہن کر گرا گھوڑا اکڑاتا ہی
اُسوقت شان اُسکی دیکھا چاہیے۔ آپ منہ نہ لگائیں تو پھر دھوبی کا کتا نہ گھر کا ہے نہ
گھاٹ کا لیکن خدا جانے اُس نے پارسال سے کیا جادو کیا ہے کہ آپ وار وار جاتے ہیں
کیوں نہ پھر پچاس پاٹ کا نیمہ پہنے۔ جب خاوندگی یہ صورت ہے اور سب باتیں تو درکنار

شہر سوم در بیان بدائع معنوی

یکی از انہا تضاد است یعنی استعمال نمودن ضد لفظی کہ مذکور کنند مثال آن۔ جو تھوڑا ہنسے گا سو بہت سا روئے گا۔ ظاہر است کہ بسیار ضد اندک و گریہ ضد خندہ است۔

دیگر طباق کہ آنرا مراعات نظیر ہم گویند وآں استعمال لفظ موافق لفظ مذکور باشد مثال آن ؎

فلانا ہندو بچا جو نیا نیا مسلمان ہُوا ہے کل جو کسی نے اُسکے سامنے گنگا کا ذکر
کیا اور بزرگی اُسکی پوچھی تو مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا نزدیک تھا کہ چہرہ سے
اُسکے پسینے کے نالے بہنے لگیں یا اگر ہو سکے تو چُلّو بھر پانی میں ڈوب مرے ؎

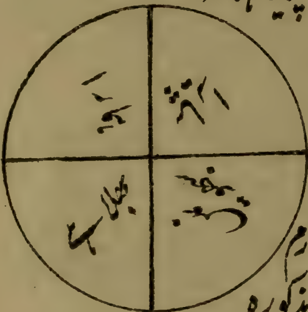
پانی و بھر وغیرہ ہمہ را علاقہ با دریاست۔

دیگر ایہام طباق و تضاد یعنی آوردن لفظی کہ صاحب دو معنی باشد یکی قریب دیگر بعید جمعے در ہند مشہور بہ جگت باز اند و ضلع بولنے والا نیز گویند و اینہا در ادا کردن صنایع زیادہ از شعرا ہستند ہیچ کلام شان خالی از تجنیس و مراعات نظیر و ایہام نباشد در فارسی لقب این قوم بذلہ سنج و لطیفہ گو و در عربی بلیغ باشد۔ کسانیکہ عالمِ علمِ بیان و بدیع اند در جنب اینہا حکم ابکم دارند۔ زیرا کہ دانندۂ این فن بعقد تمام و وصرف ہمت عبارتے درست می تواند نمود۔ و این فرقہ را بے سعیِ تلاش این چیزہا بر زبان باشد۔ بعد خرابی حضرت دہلی در نزہت بنیاد لکھنؤ چند کس ازین جماعت صاحب نام و نشان بودہ اند۔ و درین زمانِ سعادت نشان کہ از سبب اعتدالِ ہوا روح نفسانی سکنۂ این بلدہ را قوت روز افزون از مبدأ فیاض عنایت

کُرتہ و دوپٹہ با پختہ شدن ہیچ علاقہ ندارد لیکن دلالت میکند بر فرطِ خواہشِ مہمان. بیچارہ چوں لباس نداشتہ است و سوال صریح را عیب پنداشت اداے مطلب دریں لباس کرد۔

دریافت آن نتواند نمود مگر چہار صورت برای ابتدایان نوشته می شود۔ مصرع

ہمارا پیارا سبھوں میں بھلا ہے
پیارا ہمارا سبھوں میں بھلا ہے
سبھوں میں بھلا ہے ہمارا پیارا
بھلا ہے سبھوں میں پیارا ہمارا



صورتش در دائره بدیں نہج است۔
دیگر مثلث این صنعت آنست که شاعر سه مصرع رباعی باین طریق گوید که بعضی الفاظ آن ہر سه مصرع را که باہم جمع کنند مصرع چہارم پیدا شود۔ لیکن قاعده این است که الفاظ مذکوره بسرخی می نویسند مثال آن۔ رباعی

تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشک قمر
محبوب کوئی نہ ہوگا تجھ سے بہتر
اے دلبر نازنیں تجھے کہتے ہیں سب
تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر

دیگر مشاکلت۔ این صنعت مراد از استعمال لفظی بود که مخالف مقام و موافق خواہش گوینده باشد مثال آن۔ مثنوی

کسی کے گھر گیا مہمان مفلوک — تن اُس کا ضعف سے تھا غیرت دوک
کہا یہ میزباں نے دیکھ اُسکو — غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو
کہ پکوا دیں بورچی کو بلا کر — کھلا دیں آپ کو کھانا بٹھا کر
کہا اُس نے پکاو ایک کُرتا — اور اُسکے ساتھ کوئی موٹا دوپٹا

دیگر عکس این صنعت گاہے در دو لفظ باشد و گاہے در دو فقرہ و گاہے در یک بیت
بتصنیف آں مثال آں دو لفظ

مارے افلاس کے سونے کا کٹارا اور کہار کا سونا دونوں بک گئے۔

مثال دو فقرہ

تمھاری سیرت تمھاری صورت سے بہتر ہے اور تمھاری صورت تمھاری سیرت سے بہتر ہے

مثال نظم

یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہاں پائی
یوسف نے کہاں پائی یہ خوبی و زیبائی

و ازیں صنعت بیت بچند وزن درست می آید مثال آں مصرع۔

پیا زو ہمیں دے گی بلا کر نئی گالی
وزن دیگر مصرع — دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
" — دیگی ہمیں پیا زو گالی نئی بلا کر
" — دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
" — ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

ازیں تقدیم و تاخیر دو وزن در بحر بسیط پیدا شدہ یکی سالم کہ اول مذکور شد دیگر
آنکہ زحاف دارد مثال آں مصرع

ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

دیگر مدور این صنعت چناں باشد کہ شاعر مصرعے بگوید باین طریق کہ چوں ارکان
آنرا در دائرہ بنویسند از ہر رکن کہ خواستہ باشند شروع نمایند و از یک مصرع چندیں
صورت بہم رسد و معنی بحال خود ماند از تقدیم و تاخیر چہار رکن مذکورہ بیت کہ نوشتہ
می آید زیادہ از چار صورت متصور است۔ مرد با خبر را حاجت بہ تفصیل آں نیست خود بخود

کلام مشتمل بر تعطیل را مہمل نیز گویند۔
دیگر منقوط عبارت متضمن حروف نقطہ دار باشد مثال آں۔
"بی بی زینب نے تین شب سے پنج چھنے"
دیگر رقطا یعنی یکحرف خالی از نقطہ و حرف دیگر منقوط تا آخر مصرع یا فقرہ یا قصیدہ یا رقعہ مثال آں؛
"قرب حضرت سید جعفر خلف حضرت منیم باعث رفعت ہے"
دیگر خیفا و آں بودن عبارتے بر وجہے باشد کہ یک کلمہ خالی از نقطہ باشد و کلمہ دیگر تمامش منقوط تا آخر عبارت مثال آں
"او زینب آپ چھنے کہا بی بی مہر و چیت گاؤ"
دیگر تضمین المزدوج و ایں مراد از آوردن دو لفظ مسجع باشد چوں نیزہ و ریزہ مثال آں بولا کا کولا ہلتا چلتا ہے۔
دیگر ترافق و آں گفتن چار مصرع باایں طریق باشد کہ ہر مصرع را کہ خواستہ باشند مصرع اول سازند و ہم چنیں ثانی و ثالث و رابع مثال آں۔ شعر
مفتوں ہوں میں اس شرم و حیا کا دل سے
عاشق ہوں میں اس ناز و ادا کا دل سے
شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے
کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے
دیگر جامع الحروف و ایں صنعت چناں باشد کہ حروف تہجی ہمہ دراں گنجایش پذیرد در بیتے یا در فقرۂ مثال آں شعر۔
ایں جفا ہا الغیاث اے کافر ترسا لقب
لذت صد خط مریض عشق تو برد از خطت

دیگر مقطع یعنی حرفے با حرف دیگر در کتابت پیوند پذیر نباشد مثال آں۔

رام رے رام رسے اور سے اور سے رام دوڑے دوڑے آؤ ذرا ان دا۔

دیگر موصل یعنی حرفے از حروف بغیر پیوند با حرف دیگر نباشد وایں بر چند قسم است موصل دُو حرفی و سہ حرفی و چار حرفی و زیادہ نیز مثال دُو حرفی۔

چوٹی کو کا جی کی لڑکی کی گویا کالی ناگن ہے پر جب جی چاہے ہے تب کاٹے ہے جو جو خوبی حق نے کو کا صاحب کی لڑکی کو دی ہے شاید نوشابہ کو دی ہو تو دی ہو۔

مثال سہ حرفی

منا چند کیا چلا گیا چچا میر بقا بہت فکر مند پیر نگر گئے میر ظفر علی مغل بیگ کنے نیا پیش قبض لیے چلے گئے۔

مثال چار حرفی۔

جیسی قطبی بیگم تیسی بخشی بیگم جیسی نخفو تیسی کیا کیا کہتی ہیگی نخفو ہمسے بہتر نخفو کہتی ہیگی چمنی ہمسے بہتر۔ محبت عجب نقشہ ہیگا قطبی بیگم کہتی ہیگی بیٹا بخشی بیگم بخشی بیگم کہتی ہیگی بیٹا قطبی بیگم۔

مثال پنج حرفی

مینجا ہیلی کیگی جگنو کینجنی ہمیشہ جلیگی۔

تمام مصرع نیز موصل موصل آید لیکن تکلف محض است مثال آں ڈھاڑی کا لڑکا کہنے لگا (تننتننتننا) وایں را موصل کا سنان المنشار ہم میتواں گفت یعنی موصل شبیہ بدندان آرہ۔

دیگر تعطیل وایں عبارت از تحریر بیتے چند یا سطرے چند کہ خالی از نقطہ بود مثال آں۔

آسارام دلارام کا سالا علم رمل کا علم کھڑا کر کر رمال کامل ہوا اگر سرکار والا کا ارادہ ہو کہ ملک عدا کا مالک ہمارا رام ہو اسکو کہو کہ علم رمل کا در کھول کر کہ کہ ملک عدو کا مسلط ہمارا ملوک کم حوصلہ ہوگا کہ عدو اس ملک کا مالک ہو ہمارا ہمسر ہوگا۔

خدا سے ٹک تو ڈرو یاد تو کیجیے قراروں کو

مثنوی

اجی صاحب سنو تو تم نے کل | کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل
گئے اپنے کلام سے صاحب | ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب
ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے | پر تمھارے تو دیکھے ڈھنگ نئے
واہ جی واہ آپ کے قربان | ہو بچے کیا ہی نِھٹے اور نادان
بنگئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو | یاد تو کیجیے قراروں کو

دیگر حذف این مراد از نظمی یا نثرے بود کہ دراں حرفے از حروف تہجی نیارند مانند خطبۂ کہ از امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام خالی از الف نقل کنند مثال در ہندی خالی از نون:-

جس کا جی چاہے ہمارے پاس آئے گھر ہے اُس کا اور جو کوئی آتا آتا کیبارگی رہ جاوے تو ہم کو کیا غرض۔ اگر یہ چاہے کہ ہم سا بے لیاقت بھی کبھی کبھی آیا کرے تو یہ بات بہت مشکل ہے اسواسطے کہ عاصی پُر از معاصی ایسا عہد کر بیٹھا ہے کہ اس گوشہ ہی کے بیچ اسی طرح جما رہے کہ اگر ہزار بار دورۂ کامل فلک ہاشتم کا کہ جسکو خلق خدا کی کُرسی کہتی ہے سر پر گزر جائے تو بھی اس جگہ سے اُٹھکر جو بہت جائے تو اس دوسرے حجرے تک جاوے سو بھی دیکھا چاہیے یہ بھی اسوقت کا ایک زٹل قافیہ ہے۔

دیگر حاجب یعنی واقع شدن ردیف میانۂ دو قافیہ مثال آں

شعر

کل جو اُٹھ کر مرے پہلو سے گیا دلبر گھر
گلہ اُٹھ جانے سے میرا ہی رہا دلبر پر

شعر مشتمل بر حاجب را محجوب نامند و نزد بعضے مردف نیز گویند۔

بغیر پُری کسرۂ اضافت و صفت نثر است مثال نثر در ہندی

اے پری ہوں میں ترا بندہ دل و جاں سے سدا
کیا ہوں میں مجھ سے غلام درِ دولت ہیں بہت
مہر تاباں و مہ چاردہ دونوں اور چرخ
تیرے مشتاقِ رُخِ فتنہ و قیامت ہیں بہت

ایں ہر دو بیت را نثر میتواں ساخت لیکن لفظ (مَیں) کہ در مصرع اول بر وزن یکحرف متحرک خواندہ می شود۔ باید کہ در نثر بر وزن جی خواندہ شود۔ و بندہ با علان ہاء مختفی تا بالف بدل شود و واو (دل و جان) اور گردد و ہوں نیز بر وزن مَیں باید و میم در (غلام) چنیں مکسور است کہ در تقطیع بعد میم یا نوشتہ می شود۔ و ایں در نثر عیب کلی است و (ہیں) نیز بجاے یکحرف متحرک است و در نثر بر وزن (جی) می باید و تقدیم آں بر (بہت) ہم بضرورت نظم است در نثر عبارت را قبیح می سازد۔ و بجاے مہر تاباں در نثر مہر تابان با علان نون و بجاے واو عطف (اور) و پُری کسرۂ ہاء (مہ) متروک و بجاے چرخ آسماں و بجاے (تیرے) کہ بر وزن فاع در مصرع است تیرے بر وزن فعلن می باید و بجاے واو عطف کہ درمیان رُخ فتنہ و قامت است اور می باید۔ و حال ہیں دریں مصرع ہمچوں حال ہیں در مصرع دوم بیت اول باشد۔ پس ایں قسم نثر را کہ از نظم حاصل شود در نظم النثر معتبر نگیرند۔ بلکہ نظم النثر آنست کہ باندک تفاوت نظم نثر شود۔ و بعضی پُری کسرۂ و چند چیز دیگر روا داشتہ اند لیکن تقدیم و تاخیر لہذا روا نمی دارند مثال آں۔

؎ اجی صاحب سنو تو تم نے کل کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل گئے اپنے کلام سے صاحب
ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے پر تمھارے تو
دیکھے ڈھنگ نئے واہ جی واہ آپ کے قربان ہو جیے کیا ہی نخمی اور نادان بن گئے ہو

فاءفہم ودرسطرچہارم زاازثل والف الحادویاءہووے وواو اورجد اجدا نوشتن بطریق سطراول پُرضرور است تادریافت آں بردیگراں آسان شود و ودرسطرپنجم ہمیں واو واہی بسرخی یابسبزی یازردی باید نوشت یابہرزنگ دیگرکہ خواشتہ باشد۔ ازیں عبارت بگرفتن ایں حروف نام چہار محبوبہ برمی آید۔ پیازو۔ کمیا۔ بندی۔ الفو۔ وبعضی تمام کلمہ رامیگیرند تامبتدا وخبرے درست نمودہ آید مثال آں۔

پیازوالے کو آج کمیا کے یار نے بندی کے گھرناحق تاحق الفو کے سامنے مارا۔
گھرمیں سندری تھی سودوشالے کی گاتی باندھے جوڑی بجارہی تھی خوب جب غل ہوا تواُٹھ
گئی اور کوٹھے پرجاکرلیٹ رہی اورجونچیاں تھیں ہوہو کرنے لگیں اور سرفرازوتوروئی۔

اگردرسطراول لفظ پیازو وواو والے وکمیا وبندی والفو نگیں نوشتہ شود ودرسطر ثانی گھر سو وگاتی وخوب ودرسطرسیوم گئی ورہی ووہی وروئی بہمیں طریق چہار عبارت متضمن مبتدا وخبربروں آید یعنی [پیازوگھرگئی اورکمیا سورہی اوربندی گاتی ہے اورالفوخوب روئی]

دیگرنظم النثر گویندکہ ایں صنعت ایجاد امیرخسرو دہلی است شرحش اینکہ بیتے چندبگویند کہ درنثرہم خواندہ شود لیکن الفاظ شستہ وشگفتہ آوردن شرط است والا بغیرایں قید ہرمنظوم رامنثور می تواں خواند زیراکہ ترک پری کسرۂ اضافت وصفت وتلفظ بواو دہاءمختفی ہرنظم رانثرمی نماید ودیگرضروریات شعرہم نباید آورد۔ مثل تقدیم بعضی الفاظ بربعضی کہ درنظم بضرورت جوازدارد وحذف بعضی روابط کہ درنظم حذف میتواں کرد ودرنثرحذف آں قبیح نماید مثال

بنام جہاندارجاں آفریں حکیمی سخن برزباں آفریں
خداوندبخشندۂ دستگیر کریم خطابخش وپوزش پذیر

در وزن دیگر ہم رسد واگر ابیات زیادہ باشند بیتہا بدست آید مثال آن بیت

جس نے دم میں کیے ہزاروں خوں
مارے لاکھوں غریب پڑھ کے فسوں
یاد میں اُسکے سب گئے ہیں بھول
آب وناں کا تھا جس قدر معمول
ہو تو آگاہ نام سے اُس کے
چاروں مصرع کے حرف اول لے

واز ہمیں قبیل است معقد ومشجر یعنی مصاریع ابیات را چناں نویسند کہ بر شکل گرہ یا درخت معلوم شود عزیزے کتابے دریں صنعت نوشتہ بود در ظاہر ہمیں ایک کتاب بود و در ہر سطر چند جا برنگے سوائے رنگہاے دیگر لفظی نوشتہ بود بطریقے کہ اگر آں الفاظ محاذیہ را از سطر اول تا سطر آخر کتاب در طول جمع میکردند نسخۂ دیگر مختصر وموجز متضمن علمی یا مطلبی ہم می رسید واز یک کتاب شش کتاب دیگر بر می آید۔ راقم الحروف ہم بایماے میر انشاءاللہ خاں صاحب عبارتے نوشتہ بود کہ ازاں عبارت دوازدہ عبارت دیگر بر می آید مثال نثر

پروردگار کا شکر کیا چاہیے کہ ہم سے نالایق بندوں کو ایسے کھانے کھلاتا ہے
یہ اُس کی عام عنایت ہے اور خاص لطف جن جن لوگوں کے واسطے ہے اُنھیں
پر ہے یہاں کچھ جاے گفتگو نہیں ہے جو کوئی دیوانہ ہو اور فہم نہ رکھتا ہو تو زٹل
سمجھے یا الحاد کا غلبہ طبع پر کسی کے ہووے سو ایسا اور کون ہے سوا واہی کے ؟

در سطر اول بار فارسی پروردگار و کاف کا کہ علامت اضافت است و باء بندوں کو و الف ایسی برنگہاے مختلفہ باید نوشت و در سطر ثانی یاء یہ ومیم عام ونون جن ودم ولام لوگوں کے و در سطر سیوم الف انھیں و یاء یہاں و دال دیوانہ د

اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل
کچھ بھی انصاف کر اے سرورِ رواں بہر خدا

بعد از حذف نمودن لفظ اول از ہر مصرع وزن رباعی باقی بماند۔

رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
کیا فائدہ گر تو نے کیا مجھکو قتل
انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا

و منقوض مراد از بیتے است کہ اگر از آخر آں لفظی برداشتہ شود وزن دیگر پیدا شود۔

بیرحم جلانہ جی کو میرے چپ رہ
معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے چپ رہ
کس واسطے اس قدر بتولے بس بس
تو آوے گا ہاے میرے ڈیرے چپ رہ

از دور کردن چپ رہ وزن رباعی وزن لیلی مجنوں نظامی میشود۔

بیرحم جلانہ جی کو میرے　　معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے
کس واسطے اسقدر بتولے　　تو آویگا ہاے میرے ڈیرے

دیگر ذو قافیتین و ذو القوافی یعنی ذو قافیہ دریک بیت یا زیادہ آرند و مرصع نیز داخل ذو القوافی میتواند شد مثال ذو قافیتین۔ شعر

غیر کے آنے میں گھر تیرے ہے نقصان تیرا
میں ترے واسطے کہتا ہوں کہا مان مرا

دیگر موشح توشیح عبارت است از گفتن چند بیت بایں طریق کہ اگر حرفے از اول ہر مصرع یا کلمۂ از اول یا اوسط یا آخر گیرند و آں را باہم جمع نمایند نامے یا مصرعے

شمردہ اند مثال آں - سعدی

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ

وے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ

اے قبلۂ من روے تو وے کعبۂ من کوے تو

صد ہیچ مں ہندوے تو از من چرا رنجیدۂ

مثال آں در ہندی میر حسن صاحب مثنوی سحر البیان مرثیہ گفتہ کہ مطلعش این است - مرثیہ

تم تو سر دینے رن میں سدھارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا

آج آفت ہے گھر پہ تمھارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا

ابیات باقی قافیہ ندارد و سجع ہر بیت قافیہ است -

دیگر تلمیع تلمیع مراد از جمع کردن زبانہاے متعدد است در یک بیت دو زبان جمع شوند و در خمس پنج زبان مثال آں -

جھپکی سی ہمیں دور سے دکھلا دے خدارا

اے نور خدا در نظر از روے تو مارا

دیگر متلون مراد از ایراد بیت در دو وزن یا زیادہ باشد مثال دو بحرین

تجھ سیتی میں کیا کہوں اے بے وفا

گزری جو کچھ گزری جو تھا ہو چکا

تا بست و چہار وزن فقیر ہم جمع می تواند کرد - و قسمی است از متلون محذوف و منقوص محذوف عبارت از بیتے باشد کہ اگر لفظ اول آں بردارند موزونیت برجا ماند و در وزن دیگر شود مثال آں نظم

مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا

بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا

قافیۂ کامل زیراکہ دل ہم قافیۂ عاقل می تواند شد۔
دیگر لزوم این صنعت چنان است کہ شاعر دو چیز یا سہ چیز یا زیادہ در شعرے جمع کند و در ہر شعر ذکر آں لازم گیرد تا آخر قصیدہ مثل شتر حجرہ کابیتی و لک لک و مگس خسرو دہلوی این در ہر بیت لک لک و مگس بیان نمودہ و او در ہر بیت شتر حجرہ را ذکر کردہ مثال در ہندی نظم

ناگنی کو جس طرح سے مور جاتا ہے نگل
میں بھی کھا کر غم کو تیرے روز رہتا ہوں اٹل
ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
دو پہاڑوں میں چھپے ہیں ڈر کے کونسے نکل

در نسخۂ دیگر باین نہج است۔ نظم

ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
جس طرح ہو مور سے اس ناگنی کو تو بچا
ناگنی جا نبر کہاں ہو مور سے تدبیر بن
مور جس کا ہو چلے وہاں ناگنی کا زور کیا

دیگر مسجع و آں مراد از چار پارہ کردن بیت سوائے مطلع باین طریق است کہ سہ پارۂ اول باہم قافیہ داشتہ پارۂ آخرین بقافیۂ اصلی رجوع نماید مثال آں۔ شعر

کل آنکھ میری لڑ گئی اُس کافر عیار سے
ہے آج نوبت سر پٹکنے کی در و دیوار سے
اُس شوخ سے جا کر کہو لے بدمزاج تندخو
بیرحم تو اتنا نہ ہو ٹک شرم کر دادار سے

وبعضی قدماے فارسی در غزل مسجع رجوع بقافیۂ اصلی نکردہ ہماں سجع را کافی

مثالها بسیار است۔ امیر خسرو بیت

شکر بتر از وے وزارت برکش
شو همره بلبل بلب هر هوش

هر مصرع مقلوب مستوی است راقم گوید مصرع

من ازاں بر عمل علم عرب نازانم

راقم حقیر رقعه دریں صنعت نوشته است بطریق ارمغان برائے طالباں ایراداں مینماید

رقعه

دارا دربانم بی ذرادادیدن لب شکر نگاں آبنوش قو دوق نعیم حبیب فر شاهاں پناه جهاں گلهاے اجر را بو دره بیسر از مرج مدام غم درم ماه ساں از یم قیر نام لیل بنموده از مم طرب ارب راهمه در درسم خطبه ات ای ارک رایات اه بط خم سر درد همه ارب را بر طرم مزاد و من بلبل با فریق میزان اسهام مردم غماد مجرم زار سیه دبار رجاے اهل گناه جهاں پناه اشرف بی جمیع نقود و قشون یا نام گبر کش ملبند بی دا دا زیب منابه وارا د۔

دیگر مربع و ایں صنعت مراد از چند سطر و بیت است که در طول و عرض خوانده شدن آں یکساں باشد مثال آں

کہو کچھ	اجی تم	خموشی	کہاں تک
اجی تم	سنو تو	پہیلی	بھیانک
خموشی	پہیلی	بتاؤ	یہ کیا ہے
کہاں تک	بھیانک	یہ کیا ہے	یکایک

دیگر لزوم مالایلزم یعنی لازم گرفتن چیز غیر لازم بر خود چوں قافیه موسه مانند عاقل

دائم اسکو بھی مجھپہ ہے لطف نہاں

دیگر مقلوب وآں مراد از لفظ عبارت و مصرع و بیت بازگونہ باشد وآں بر چند قسم است ۔ مقلوب کُل چوں حور و روح ۔ و مقلوب بعض چوں رشک و شکر و عربی و ربیع و علم و لمع ۔ و مقلوب مجنح مجنح بروزن مفعل صیغۂ مفعول است و معنی آں باز و دار بودہ و در اصطلاح بودن لفظ در آخر مصرع ۔ مقلوب لفظی کہ در اول مصرع باشد ۔ و مقلوب مستوی مراد از بودن عبارت و مصرع و بیت مقلوب بر صورت اول ۔

مثال مقلوب کُل مصرع

بات کی باقی نہیں ہے مجھ میں تاب

وقسمی است از مقلوب کُل کہ چہار مصرع بایں صفت گویند کہ لفظ اول مصرع ثانی مقلوب لفظ آخر مصرع اول باشد و لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر مصرع دوم و لفظ اول مصرع چہارم مقلوب لفظ آخر مصرع سیوم و لفظ اول مصرع اول مقلوب لفظ آخر مصرع چہارم باشد ۔ مثال آں ۔ رباعی

رُت پہ پیدا ہمیشہ ہووے نوبر
ربّ کی قدرت سے ہوتے ہیں وہ اسب ور
رد جو کوئی یہ بات کرے اُس کا تن
نت کھیچے قچیاں لگا خون سے تر

مثال مقلوب بعض مصرع

خرف ہوگئے ہیں میاں فخر کیوں

مثال مقلوب مجنح مصرع

تھان دو ململ کے لایا برج ناتھ

مثال مقلوب مستوی اوبی ریتی تیری بوا ۔ ریتی نام کسبی فرض باید کرد و در فارسی

دیگر رد العجز علی الصدر معنی آں از روے لغت باز گردانیدن سُرین بر سینہ باشد و در عرفِ بلیغاں مراد از ذکر لفظی بود در آخر مصرع دوم کہ در اول مصرع اول ذکر کردہ باشند خواہ بہ وضع تجنیس خواہ ورائے آں مثال تجنیس شعر

مانگ اپنی سنوارتی ہے آج
جس نے کل دل لیا تھا ہم سے مانگ

مثال ورائے تجنیس۔ شعر

آدمی کا مارنا اچھا نہیں
مظہرِ ذاتِ خدا ہے آدمی

و اقسامِ آں در فارسی بسیار است از انجملہ است لفظ اول مصرع دوم در آخر مصرع دوم آوردن و ایں ہم تجنیس و غیر تجنیس باشد مثال تجنیس شعر

جس نے کل ٹیکا کھلایا تھا ہمیں
پال میں آنبوں کے ڈالی آج پال

مثال غیر تجنیس شعر

خدا جو کچھ کہ میسر کرے وہ کھا لیجیے
پُلاؤ گر نہ میسر ہو کون کھائے پُلاؤ

و قسمی است ازہمیں لفظ آخر مصرع اول در اول مصرع ثانی و لفظ آخر مصرعِ ثانی در اول مصرع سیوم و لفظ آخر مصرع سوم در اول مصرع چہارم آوردن و آنرا معاد نامند۔ مثال آں رباعی

آتا نہیں کیوں مرا وہ آسایشِ جاں
جاں جس پہ فدا کرتے ہیں سب اور ایماں
ایماں ہے مرا محبت اُسکی دائم

اول فقرہ اول و لفظ ثانی سجع لفظ ثانی ہم چنین سیوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم تا جائیکہ تمام شود۔ و نیز لفظ اول این مصرع قافیہ لفظ اول مصرع ثانی و دوم قافیہ دوم و سیوم قافیہ سیوم تا تمام شدن مصرع مثال فقرہ پونڈا پھیکا اتنا بُرا کہ جسکی برائی بیان سے باہر ہے۔ پونڈا اکڑوا ایسا بھلا کہ اسکی بھلائی گمان سے بڑھکر ہے۔ مثال مصرع۔

نکھڑا اترا ظہورِ خدائے کریم ہے
گو جا بجا وفورِ بلائے عظیم ہے

دیگر ترصیع با تجنیس مثال آں مقصود بیگ دو مقصود بیگ دو۔ دیگر معرب و این مراد از عبارتے بود کہ مشتمل بر حرکتے بود از حرکات ثلاثہ کہ زبر و زیر و پیش باشد یعنی اگر متضمن فتحہ باشد ضمہ و کسرہ دراں نیارند و اگر ضمہ دارد کسرہ و فتحہ نمی باید و اگر اول قید کسرہ کنند باید کہ از فتحہ و ضمہ پاک باشد۔

دیگر اشتقاق واین آوردن لفظی چند است کہ مشتق از یک مصدر باشند مثال جس جانے والے کو دلی جانا ہو جاتے جاتے چاہیے کہ ہم سے رخصت ہو کے جاوے اس طرح کے جانے میں اُس کا کیا جاتا ہے۔

دیگر مسجع و آں سہ نوع است متوازی و مطرف و موازنہ۔ متوازی آنکہ دو لفظ در حروف و حرکت از روے عدد برابر باشند نہ مثل یکدیگر مانند وقار و حصار و کنار و کبار۔ و مطرف آنکہ جزوِ ہر دو مساوی باشد چوں اطوار و حصار در نیجا دار و صار باہم سجع واقع شدہ در بعضی بحور اطوار و حصار آخر بیت بجاے قافیہ می آید و در بعضی اوزان نہ۔ و موازنہ آں بود کہ وزن دو لفظ دراں مساوی باشد و موافقت روی دراں شرط نہ بود مانند گل و پر و دل و در و سر و خم مثال موازنہ تیرا باپ عجب بشر ہے جس کا مان سدا رہا ہے۔ دو قسم اول عام است در نظم و نثر ہر دو می آید و قسم آخر خصوصیت بانثر دارد۔

براں نشتید و بمعنی شانہ یعنی کتف۔ دوم تجنیس ناقص و ایں شبیہ بودن دردو لفظ
در حروف فقط باشد و درحرکات مخالف ہم۔ چوں بَیر بمعنی دشمنی و بیر بمعنی کنار۔
سیوم تجنیس مکرر و آں جدا کردن جزوے از لفظ مقابل لفظی است کہ بعد ازاں
بلا فاصلہ مذکور شود مثال آں ۔ بیت

ہم سے کیوں رکھتا نہیں ہے وہ بتِ خود کام کام
جس نے اپنا کردیا ہر ایک پر انعام عام

چہارم تجنیس مرکب یعنی ترکیب دو کلمہ با کلمہ و جز و کلمہ لفظی مقابل کلمہ پیدا شود و آں
مقرون بود و مفروق۔ مقرون آنکہ در تلفظ و کتابت ہر دو مثل ہم باشد۔ و مفروق
آنکہ در کتابت مخالف آں بود مثال ہر دو بیت

تجھ کو نہ کبھی دیکھ مجھے ترس آیا
بھر عمر نظارے کے لیے ترسایا
تقصیر سوائے عشق کے کیا مجھ سے ہوئی
ڈرٹک تو خدا سے کافرا ترسایا

پنجم تجنیس خط چوں مشکیں و مسکیں و خط و حظ و زر و رز و باک و پاک۔ ششم تجنیس زائد
و آں عبارت است از زیادہ بودن حرفی در لفظی مقابل لفظی کہ در تلفظ و کتابت
مثل آں باشد و ایں حرف زائد خواہ در اول لفظ بود خواہ در وسط خواہ در آخر۔
مانند چاہ بمعنی کنواں در فارسی و چاہا بمعنی مہر در ہندی و یال و خیال و کار و کنار۔
ہفتم تجنیس مطرف و آں مختلف بودن حرف اخیر در دو لفظ شبیہ ہم باشد چوں آزاد
و آزار و آفاق و آفات۔

دیگر ترصیع و ایں صنعت چناں بود کہ فقرہ بنویسند یا مصرعے موزوں نمایند و مقابل
آں فقرہ یا مصرعہ فقرہ یا مصرعے بایں طریق آرند کہ لفظ اول ایں فقرہ سجع لفظ

یعنی عاشق است پروانا خاص است و عاشق عام۔ اللہ کپڑا میرا بھیگ گیا یعنی انگر کہہ میرا بھیگ گیا کپڑا عام است و انگر کہہ خاص۔ و جُز بجاے کُل و کُل بجاے جُز مثال آں حُقّہ لاؤ بجاے قلیان و نیچہ و چلم با تمباکو و آتش۔ پیدا است کہ حُقّہ جزو ایں ہیات اجتماعی است اور گھر ہمارا گر پڑا بجاے اینکہ دیوارِ خانۂ ما اُفتاد دیوار تمام خانہ نیست بلکہ جزوِ خانہ است۔

شہر چہارم در حُسن و قبح کنایہ

بدانکہ حُسن و قبح در ہر چیزی می باشد تشبیہ و استعارہ و مجاز ہم ہر قدر کہ بود اگر نادر و غیر مبتذل باشد بہتر است۔ ہم چنیں کنایۂ سریع الفہم مبتذل بکار نمی آید مانند پیٹ کا ہلکا بمعنی شخص راز نگاہ ندارندہ یا بے مُہار اونٹ یعنی یاوہ گو دریدہ دہاں۔ اگر چنیں گفتہ آید ہر آئینہ ابلغ باشد فلانا حلال خوروں کا روپے دینے والا ہے یعنی سخی ہے۔

شہر اول از جزیرۂ ہفتم در علم بدیع

کہ دراں دو شہر دلچسپ یک باغ جاں نواز در نظر نظارگیان حُسنِ عروسانِ بہارِ معنی و مضامین جلوۂ ظہور میدہد در بدایع لفظی از انجملہ است۔

جناس کہ آنرا تجنیس ہم نامند یعنی بودن دو لفظ شبیہ ہم۔ و آں چند گونہ بود۔ اول تجنیس تام یعنی شبیہ بودن دو لفظ در حروف و حرکات بغیر ترکیب چون کَل بفتحۂ کاف و سکون لام بمعنی دیروز و فردا و قرار و آرام۔ و مونڈھا بمعنی چیز یکہ برآن

برائے آنست یعنی لفظ نرگس از گل نرگس برائے چشم محبوب مستعار گرفتہ شد و مشبہ بہ مستعار منہ برائے آنست کہ ازاں ایں لفظ را گرفتہ اند۔

شہر سیوم در تفصیل مجاز

مجاز یا مایئول الیہ بود یا مرسل معنی مایئول الیہ ہرچہ بآں انجامد باشد خواہ نظر بہ زمانۂ گزشتہ بود خواہ بہ زمانۂ آئندہ مانند ایں مردہ ندانم کے مرد یا ایں کشتہ را کہ کشتہ است۔ مردن مردن مُردہ یا کشتہ شدن کشتہ نظر بہ زمان گزشتہ باشد کہ زمان حیات ہردو بودہ است۔ و مردہ را در حال زندگی مردہ گفتن مردن او ثابت کردن نظر بزمان مستقبل بود کہ کارش بآں انجامد۔ ہم چنیں حالِ گشتہ و مولوی گفتن طفلے کہ طلب علم نماید نظر بہ زمانِ آئندہ باشد یعنی روزے مولوی خواہد شد۔ و طبیب زادہ را طبیب گفتن نظر بہ زمانِ ماضی بود بخیال انیکہ پدرش طبیب بود یا بہ نظر زمانۂ مستقبل کہ روزے بعد تحصیل علم بمنصب پدر خواہد رسید۔ و مرسل بمعنی گزشتہ شدہ باشد و ازیں جہت نامیدہ شد کہ علاقۂ تشبیہ را دراں ترک نمودہ اند و ایں مجاز را اقسام بود گاہے سبب را بجائے مسبب نوکر کنند و گاہے مسبب را بجائے سبب گویند مثال آں۔ جس ندی نالے کو جنگل میں دیکھا سب میں مینھ نظر آیا یعنی آب کہ مسبب باران است اور تمام دن آج باجرا برسا کیا۔ یعنی باران نرم کہ سبب پیدا شدن غلہ باشد۔ و ظرف بجائے مظروف و مظروف بجائے ظرف مثال آں گلاب کو طاق میں رکھدو یعنی شیشۂ گلاب را بر طاق گزارید اور قارورہ انکا بہت سرخ ہے یعنی بول کہ در قارورہ میگیرند بسیار سرخ است۔ و خاص بجائے عام و عام بجائے خاص مثال آں فلانا آدمی بنو پر پڑا نہ ہے

مثال تشبیہ تفضیل چاند تو تو ہے لیکن چاندنے یہ کج کلاہی کہاں پائی۔ یا قد تیرا مانند سرو کے مسلم لیکن سرو میں یہ قباپوشی کہاں ۔

شہر دوم در بیان استعارہ

استعارہ در لغت طلب چیزے بعاریت باشد و در عرف بلیغاں مراد از مجاز یا تشبیہ باشد یعنے مجازاً مشبہ بہ را ذکر کنند و در حقیقت ذکر مشبہ مرکوز خاطر باشد یا آنچہ مناسب با مشبہ بہ باشد از روے حقیقت در مشبہ ثابت کنند از روے مجاز یا ہرچہ مناسب با مشبہ باشد در اصل یا مشبہ مذکور سازند و گاہے بجاے مشبہ بہ ضد آں تعریض یا ببغض استعمال نمایند از روے مجاز۔ اما سہ قسم اولیں را اتفاقیہ و قسم چہارم را عنادیہ نامند مثال قسم اول کالا ناگ آتا ہے یعنی آدم موذی می آید یا میری ہرنی کو لاؤ یعنی محبوبہ مرا بیارید یا چاند رتھ میں جاتا ہے یعنی محبوبہ کہ چوں ماہ است در رتھ میرود۔ مثال قسم دوم موت کے پنجے سے کوئی بھی جیتا بچا ہے یعنی از مرگ کہ مانند شیر است ہیچگونہ جان می تواں برد۔ مثال قسم سوم تیرے سُرمہ میں رنگے کنول اور تیری انگیا کے بھونرے کسی کے ایمان کو باقی نہیں رکھتے ظاہر است کہ سرمہ را با کنول علاقہ نیست الّا با چشم محبوب و شا ماکچہ را با بھونرا چہ تعلق مگر با سر پستانِ کافر بے پیر۔ مثال قسم چہارم شیر آتا ہے وقتیکہ غرض ازاں شخص نامرد باشد۔ دریں مقام تعریض واقع شدہ لومڑی آتی ہے بجاے اینکہ مرد شجاع می آید از روے بغض و عداوت بود۔ و مشبہ را دریں بحث مستعار لہ و مشبہ بہ را مستعار منہ و لفظ را مستعار خوانند مانند نرگس کہ ایں لفظ را مستعار و چشم معشوق را کہ مشبہ است مستعار لہ و گلِ نرگس را کہ مشبہ بہ است مستعار منہ گویند۔ مشبہ را مستعار لہ ازاں گفتند کہ استعارہ لفظ

مذکور شود مفصل نامند مانند ایں عبارت کہ فلانا شجاعت میں شیر جیسا ہے۔ والا مجمل مثل اینکہ فلانا شیر جیسا ہے ایں از اول بہتر بود۔ و تشبیہ با حرف تشبیہ موکد نامیدہ شود بنوعے کہ گفتہ شد۔ و بغیر آں مرسل و مرسل بلیغ تر از موکد باشد مثل فلانا شیر ہے و مشبہ و مشبہ بہ عقلی بود یا حسّی۔ مثال حسّی در تشبیہ چہرہ با آفتاب گزشت۔ و مثال عقلی چوں تشبیہ علم بحیات است و تشبیہ جہل بمرگ۔ جہل و علم ہر دو امر عقلی است۔ حسّی نیست۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ ہر دو حسّی باشند وجہ شبہ اعم ازاں است کہ حسی باشد یا عقلی۔ مثال وجہ شبہ حسّی در مثال مشبہ و مشبہ بہ حسّی بیان کردہ شد زیرا کہ وجہ شبہ در تشبیہ چہرہ با آفتاب روشنی است و آں حسّی بود۔ مثال وجہ شبہ عقلی در مشبہ و مشبہ بہ حسّی۔ مولوی فخرالدین صاحب میرے نزدیک ایسے تھے جیسے مسلمان کے نزدیک قرآن شریف۔ مولوی فخرالدین صاحب و قرآن شریف ہر دو محسوس است و وجہ شبہ در ہر دو ہدایت آدمی و آں امرے است عقلی۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ عقلی باشند بضرورت وجہ شبہ عقلی باشد نہ حسّی چوں بقاے نام در تشبیہ علم بزندگانی و فقدان نام در تشبیہ جہل بمرگ۔ و گاہے مشبہ عقلی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ حسّی و گاہے برعکس مانند تشبیہ خلق کریم بعطر یا تشبیہ روح بہ گل یا العکس آں یعنی مشبہ حسّی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ عقلی چوں تشبیہ آتش بذہن وقاد۔ و اگر در تشبیہ دو مشبہ و مشبہ بہ باشد آں تشبیہ را تشبیہ تسویہ نامند۔ و اگر دو مشبہ بہ و یک مشبہ باشد تشبیہ جمع۔ و اگر ہیأت اجتماعی مشبہ و ہیأت دیگر بہیں صفت مشبہ بہ بود تشبیہ مرکب یا تشبیہ ممثل خوانند۔ و نوعی است از تشبیہ موسوم بہ تشبیہ تفضیل یعنی بیان کردن فضل مشبہ بر مشبہ بہ۔ مثال تشبیہ تسویہ تیرے بال اور میرا حال دونوں اندھیری رات ہیں۔ مثال تشبیہ جمع۔ آج کی اندھیری رات ایسی سیاہ ہے جیسے میرا دن اور تیری چوٹی۔ مثال تشبیہ تمثیل لہو بھری تلوار میں جوہر ایسے نمایاں ہیں جیسے کالی گھٹا میں بجلی کے چمکنے سے تارے نظر آویں۔

و کُتا با عتبار بد خلقی و گینڈا باعتبار فربہی۔ مثال اشتراک در ہر دو۔ زید کا گھوڑا جو کُمیت ہے اور سَو کوس جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسا عمرو کا کمیت گھوڑا کہ سو کوس راہ جاتا ہے۔ درینصورت کہ ہر دو اسپ درحقیقت و صفت لون و راہ رفتن یکی ہستند فائدہٴ تشبیہ معلوم نمی شود۔ زیرا کہ در تشبیہ ترقی چیز کم قدر در کار می باشد چہ در تشبیہ خر با فیل و تشبیہ جاہل با بوعلی۔ فائدہ این است کہ خر را آزار ندہند و جاہل را حقیر نشناسند۔ و در تشبیہ بوعلی با کرگس بیان قوت حسن بصر شیخ است و در تشبیہ شجاع با شیر و احمق با خر بیان شجاعت و حماقت ہر دو منظور است۔ مثال تبائن در ہر دو چیز، بوعلی سینا مانند چنار کے درخت کے طبع جدید اور ذہن سلیم رکھتا ہے۔ دریں صورت ہم تشبیہ ثابت نمی شود زیرا کہ تشبیہ بغیر اشتراک در دو چیز کہ از او وجہ شبہ نامند بہ ثبوت نمیرسد مانند تشبیہ بیضہٴ مرغ با رشتہٴ زنار۔

موجز اینکہ ارکان تشبیہ پنج است مشبہ و مشبہ بہ و وجہ شبہ و حرف تشبیہ و غرض تشبیہ۔ مشبہ آنکہ آنرا بچیزے کہ زیادہ از وے در صفت باشد مشابہ سازند و صفت اعم از مدح و ذم بود۔ و مشبہ بہ آنکہ در صفت از مشبہ زیادہ باشد و قدر مشبہ را بیفزاید۔ و وجہ شبہ آنکہ گفتہ آمد۔ و حرف تشبیہ آنکہ دلالت بر تشبیہ نماید۔ و غرض تشبیہ آنکہ تشبیہ چیزے بچیزے برائے آں باشد مثال آں فلانے کا چہرہ روشنی میں مانند آفتاب کے ہے۔ چہرہ مشبہ آفتاب مشبہ بہ روشنی وجہ شبہ و مانند حرف تشبیہ۔ ترقی معشوق غرض تشبیہ۔ و در اُردو تشبیہ ملا لینا و مشبہ را ملتا ہوا و وجہ شبہ را میل نامند و برائے مشبہ بہ و حرف تشبیہ نامے در اُردو نیست و غرض تشبیہ خود چیزے نیست کہ نامے برائے آں مقرر کردہ می شد اینجا ہم ہمیں می تواں گفت۔ و حروف تشبیہ در ہندی بسیار است مانند ہم در استعمال اُردو است و در استعمال فصحا نظیر و عدیل و مقابل و مشابہ لفظ مقابل و برابر و جیسا و جوں در ریختہ گویاں و ازیں قبیل۔ و تشبیہے کہ دراں وجہ شبہ

آں بحث مجاز آسان می شود بخلاف بحث مجاز که از دریافتن آں راہ باستعارہ آسان
نمی تواں بُرد - و استعارہ را بعد تشبیہ مذکور کردہ اند - اینجا وجہ تقدیم تقدیم جز بر کل
و ہم زیادہ بودن بحث تشبیہ از بحث استعارہ است - پس گفتہ می آید کہ اول اصول
چہارگانۂ فن بیان کہ مدار آں بر دلالت تضمنی و التزامی است و ہر دو را عقلی نیز گویند
تشبیہ بود - و آں عبارت است از یکی کردن دو چیز کہ از ہم جدا باشند در یک امر کہ میانۂ
ہر دو مشترک باشد - و آں اشتراک باید کہ در ہر دو برابر نبود در یکے و در یکے زیادہ -
تا کم را باآں زیادہ برابر گفتہ قدرش بیفزائیم - و آں مشترک در حقیقت باشد یا صفت -
اگر دو چیز در حقیقت مشترک است باید کہ در صفت جدا باشد - و اگر در صفت مشترک است
باید کہ حقیقت ہر دو جُدا جُدا بود - و اگر در حقیقت و صفت ہر دو غیر یکدیگر باشند یا در ہر
دو امر مساہم و مساوی - در ہر دو صورت تشبیہ باطل شود - مثال اشتراک در حقیقت
خر مانند فیل است و فیل مانند خر - یعنی در حقیقت ہر دو حیوان اند و در صفت فیل فیل است
و خر خر - مثال اشتراک در صفت زید چوں اسپ صد کردہ راہ میرود یعنی در صفت
راہ رفتن زید و اسپ ہر دو برابر اند و در حقیقت خاص جُدا جُدا - یعنی زید حیوان ناطق
است و اسپ حیوانِ صاہل - در تشبیہ اول حقیقتِ عام مقصودِ گویندہ است و در تشبیہ
ثانی حقیقت خاص - مثال دیگر از تشبیہ اول یعنی اشتراک در حقیقت و مغائرت در صفت
ہر جاہل مثل بوعلی سینا است یعنی در حقیقت کہ انسانیت ہر دو یکے ہستند و در صفت
جُدا جُدا - جاہل جاہل است و حکیم حکیم - مثال دیگر از تشبیہ ثانی بوعلی سینا در تیزی نظر
چوں کرگس است - یعنی بوعلی سینا و کرگس ہر دو در صفت کہ تیزی نظر است برابر اند
و در حقیقت خاص جُدا جُدا - و در اُردو ہم آدم بدخلق را کٹ کھنا کتا نام نہند باعتبارِ
صفت - گویند کہ فلانا گدھا ہے یا شیر ہے یا پری ہے یا کتا ہے یا گینڈا ہے جابجا صفت
جدا جدا معتبر باشد گدھا باعتبار حماقت و شیر باعتبار شجاعت و پری باعتبار وجاہت

فن است کہ معنی لازم وتضمینی را سوائے معنی موضوع لہٗ استعمال نمایند مانند اینکہ شیر آتا ہے یعنی مرد شجاع آتا ہے چوں لازم شیر شجاعت است و شجاع را نیز شجاعت لازم از لفظ شیر شجاعت کہ لازم اوست مراد گویندۂ ایں عبارت باشد وہم چنیں از پروانہ عشق کہ لازم آں بود و بادسائط چوں خاکروبوں کا پوچھنے والا بجائے سخنے صاحب مروت مہمان نواز زیراکہ برداشتن براز ملزوم ریدن بسیار وجود خورندگاں و اجتماع مردم کثیر برائے خوردن و ملزوم آں خورانیدن میزبان آنہارا بمہربانی چوں در کنایہ وقت ذکرِ معنی لازم ملاحظہ معنی ملزوم اصلی نیز می باشد و در مجاز چنیں نیست چراکہ از ذکر پروانہ بمعنی عاشق معنی اصلی پروانہ مقصود نیست پس کنایہ را نوعے از مجاز تواں شمرد و مجاز را جنس ۔ و دریں صورت مجاز جزو کنایہ است مانند حیوان کہ جزوِ انسان است و جزبر کُل مقدم می باشد پس ذکر کنایہ بعد از مجاز اولیٰ بود وہم چنیں استعارہ مرکب از مجاز و تشبیہ است درینجا نیز ہماں قاعدہ جاری می تواں کرد۔ یعنی ذکر استعارہ بعد از ذکر مجاز استحسان دارد۔ و تقدیم استعارہ بر کنایہ از سبب تقدیم جزو آں بر کنایہ باشد اگر کسی بگوید کہ کنایہ ہم قسمی از مجاز است مثل استعارہ ۔ پس سبب تقدیم ایں بر آں چگونہ باعث استحسان است۔ گوئیم کہ در کنایہ معنی مجاز باقی نہ می ماند۔ استعارہ صفتی از از مجاز باشد و کنایہ مبائن آں ۔ باآنکہ در اصل نوعے از مجاز است ثبوت نوعیت نظر بمعنی عام مجاز است کہ در خارج وجود ندارد۔ و مغائرت آں با جنس بملاحظہ مجازات مقید است مانند نوعیتِ انسان بملاحظۂ حیوان کہ وجود ظاہر خارجی ندارد۔ و مغائرت آں با حیوان مقید چوں فرس و اسد۔ بالجملہ از روے قاعدۂ مجاز بر استعارہ و استعارہ بر کنایہ مقدم می بایست ۔ لیکن اصحاب بلاغت ذکر استعارہ پیش از مجاز نیکوتر دانستہ اند۔ منشاء استحسان اینکہ بحث استعارہ از سبب اجزائے تشبیہ زیادہ از بحث مجاز است۔ از خواندن و دریافتن۔

شہر اول از چہار شہر دلپذیر جزیرۂ ششم
کہ متضمن تحقیق غوامض فن بیان است

در تعریف تشبیہ

باید دانست کہ ہر لفظی را کہ خلاف وضع واضع شہرت میکنند منقول میخوانند بشرطیکہ
معنی اصلی آں در استعمال ترک نمودہ باشند مانند ٹوپی والا بمعنی مغل۔ ظاہر است
کہ ہر جا کہ کلہ پوش است آنرا ٹوپی والا گفتن صحت دارد لیکن سوائے مردم ولایت
سید باشد یا مغل یا افغان دیگرے را ٹوپی والا نمی گویند۔ و منقول دو گونہ است
عرفی و شرعی۔ و عرفی نیز دو گونہ بود یا در عرف عام مستعمل شود مثل ٹوپی والا یا در
عرفِ خاص چوں کافور ہو جاؤ بمعنی بر وید مخصوص بہ بعض اہل اردو۔ و شرعی مانند تعزیہ
بمعنی تابوت امام و اگر گاہے بمعنی اصلی و گاہے بمعنی نو استعمال کنند از دو حال بیروں
نیست۔ اگر بمعنی اصلی استعمال نمایند حقیقت گویند۔ و اگر بمعنی نو بر زباں آرند آنرا مجاز
نامند چوں قارورہ بمعنی بول کہ در اصل بمعنی شیشہ بود۔ و مجاز سہ قسم است ما یئول الیہ
مثل مولوی گفتن طالب علم نظر بزمان مستقبل زیرا کہ بعد فراغ از تحصیل علوم مولوی
گفتہ خواہد شد۔ مرسل و آں بر چند نوع باشد مثل پروانہ بمعنی عاشق۔ و آنچہ متضمن
تشبیہ بود آنرا استعارہ خوانند۔ و ہر چہ دران معنی نو از معنی اصلی گرفتہ وقت
استعمال لفظ بمعنی اول دلیلی قوی بر وجود معنی دوم داشتہ باشد آنرا کنایہ گویند۔ دریں
صورت در فن بیان ذکر سہ چیز ضرور افتاد یعنی مجاز و کنایہ و استعارہ و ہمیں ہر سہ چیز
اصول ایں فن باشد۔ چوں استعارہ مجاز یا تشبیہ است آگاہی از تشبیہ ہم بر جویائے
کمال واجب بود ازیں جہت تشبیہ را بر سہ اصل چہارم شمردہ اند و از مسلمات ایں

مقدر باشد۔ دیگر کتنا یا کس قدر بعدِ تمام شدن کلامِ غیر در مدح یا مذمت کسی درانجا
تصدیقِ قول او چنانکہ باید مقدر کردہ اند۔ مثلاً کسی بگوید کہ زید مردِ مفتری و کذاب،
است و دیگر گوید کتنا یا کس قدر مفتری ہے کہ نظیر اپنا نہیں رکھتا یا عبارتے سوائے
این متضمن ہمیں معنی بعد کس قدر یا کتنا در ذہن باشد۔ و تفاوت میانہ حذف و تقدیر
این است کہ قاعدۂ حذف در لفظ معیّن جاری شود و تقدیر بحسب اقتضائے مقام
باشد۔ مثلاً لفظِ سرگذشت بمعنی ماجرا در فارسی مشہور است و اہلِ اُردو ہم ہمیں معنی
آرند و بمعنی از سرگذشتہ نیز مستعمل ہیں صاحباں باشد زیرا کہ در فارسی از لفظ از سر
گذشتہ از را محذوف کردہ سرگذشتہ را بجائے از سرگذشتہ رواج دادند و ہندیاں از
سرگذشتہ ہا را نیز پردا شتند یعنی سرگذشتہ با ہائے ہوز فارسی باشد و سرگذشت بغیر ہا بایں
معنی ہندی۔ درین الفاظ قاعدۂ حذف نزد صاحب فہماں یافتہ می شود مثالِ
تقدیر، کل مارا جائے گا زید اور باندھا جائے گا زید، درین مقام بعد مارا جائیگا
و باندھا جائیگا دیکھیو مقدر است۔

و بر ہر چہ مذکور شد اعتراض ہم نکنند، واجب آن است کہ تابع سماعت باشد۔ دیگر آنکہ
حذف و تقدیر را ہم در کلام ہر زبان کہ باشد دخل بسیار است، مانند جھوٹے کی
با یاء معروف در آخر در جواب شخصے کہ کلامش ربطے با صدق نداشتہ باشد ایسی تیسی
بعد لفظ جھوٹے کی محذوف است و نزد بعضی دشنام محذوف شدہ۔ دیگر سر گذشت
بمعنی از سر گذشتہ۔ دیگر یا علی بمعنی یا علی آئیو۔ و گاہے تکرار دلالت بر اضطراب
نماید مثل یا علی علی یعنی زود بہ فریادِ من برس۔ دیگر فلانا نوکروں کا دشمن ہے
یعنی اپنے نوکروں کا دشمن ہے۔ دیگر خبردار بمعنی خبردار کہاں جاتا ہے۔ و دیگر
بیٹھ بمعنی بیٹھ تو چپکا رہ۔ ایں قدر برائے مثال کافی است و الا محذوفات در کلام
اردو بسیار گنجایش دارد خود بخود بر دانا ظاہر می گردد۔
آدم بر سر مقدرات۔ ہائے ہائے دلی، در ینجا ہے تو کیوں چھوٹی مقدر است۔
دیگر گنا کی مسّی، در ینجا یاد ہے یا بھول گئے مقدر باشد۔ ایں لفظ در وقتے استعمال
پذیرد کہ دو کس ہم شہری یا آشنائی ہم کہ ہر دو روز مسّی گنا در مجلس حاضر شدہ باشند
و در شہر دیگر بعد چند روز در مجلسے بہ تقریب تماشاے رقص وارد شوند و بعد محظوظ شدن
مجلسیاں از رقص و سرود یکے ازاں ہر دو کس بہ دیگرے برائے ترفع خود در مجمع بگوید کہ
بھئی گنا کی مسی یعنی گنا کی مسی یاد ہے یا بھول گئے۔ غرضش ازیں سخن آں باشد
کہ اہل مجلس بدانند کہ ایں مرد زیادہ ازیں مجمع صحبتہا دیدہ است کہ آنرا یاد میکند،
مثلِ ما مردم نیست کہ در تمام عمر ہمیں یک صحبت را دیدہ ایم۔ دیگر تھوک ہے، در ینجا
تیرے ظرف تنگ میں مقدر است نزد اشخاص صاحب حیا۔ و اراذل و اجلاف
و شرفاے تربیت نا شدہ بیحیا از زبان نام آں ظرف را بگیرند۔ دیگر بس جی بس،
دریں مقام تمہاری بھی حقیقت معلوم ہوئی یا تم کو بھی دیکھ لیا یا بہت بیجا نہ بکو یا
خدا کے واسطے چپکے رہو مقدر باشد۔ دیگر آئے جی آئے در ینجا ہولی کے بھڑوے

شہر چہارم در بیان فوائد ضروری

بر طالبان مخفی مباد کہ بعضی الفاظ عربی و فارسی کہ مرکب از سہ حرف است و حرف اوسط شان ساکن در اُردو بحرکت آن حرف استعمال یافتہ اند مانند شرم و گرم با گاف مفتوح و کبر با کاف مکسور و نرم با نون مفتوح و صبر و علم و ظلم و عقل و قبر و جبر و شکل و فکر و اجر و فخر و صلح۔ پیدا است کہ الفاظ مذکورہ کہ ہمہ بر وزن برف است یا صرف یا شکر در اُردو متحرک الاوسط بہ تلفظ در آرند سوائے روزمرہ بعضی قابلیت دستگاہاں کہ با استعمال سروکار نداشتہ قدم براہ تحقیق میزنند و ہمچنیں بعضی حروف متحرک را ساکن سازند مانند بشریت بسکون شین۔ کیست کہ از فتحۂ شین در بشریت آگاہ نیست حاجت بہ بیان ندارد۔ و محل و نظر را کہ حرف اوسط شان مفتوح است وقت جمع ساکن الاوسط خوانند مثل نظروں میں اور محلوں میں محلوں و نظروں بر وزن قبروں کہ در مفعول شدن و متعلق شدن با حرفے از حروف جمع قبر است می آید۔ ایں موقوف بر استعمال است و الا نظر و محل بر وزن قبر نیست زیرا کہ حرف وسطی آنہا در اصل متحرک است و حرف وسطی قبر ساکن۔ و بعضے اُردو داناں محل را کہ بر وزن اثر است بر وزن مہد ادا کنند و خطر را کہ بمعنی بیم است خطر گویند بسکونِ طا و بجائے گزراں کہ با ذال مفتوح دارد گذران بر وزن برہان بہ تلفظ در آرند و حرف متحرک ثانی لفظ را در حالت ترخیم نیز ساکن کنند مانند حسنو باسکون سین۔ سین حسنو کہ اصلش حسن علیخاں یا حسن بیگ یا حسن علی فقط بودہ متحرک میماند لیکن در اُردو بر ظاہر کنندۂ فتحہ در سین منخندند۔ خلاصہ کلام اینکہ آدمِ دانا سوائے ساکن ساختن حرفِ ثانی منادی بعد ترخیم دیگر چیز ہا را قاعدۂ کلیہ نپندارد

دیگر او میاں برائے مذکر۔ دیگر ہوت دیگر او ہو این ہر دو نیز مشترک است مانند
بھیّا ہوت و مادھو ہوت و بنو یا گُنّا او ہو و بخشو او ہو۔

و ہم چنیں چند حرف برائے تحسین بود مثل آہا و اہاہا و بل بے و بلہ رے و واہ ہو و
ہُی ہے دیکھ نہ پوچھو۔ مانند آہا یا آہاہا کس دھج سے چلی آتی ہے۔ یا ہُی ہے کافر
ذرا اِدھر تو دیکھ۔ یا او ہو جی ذرا اِدھر تو دیکھیے۔ یا بل بے تیری سج مار ڈالا
کافرنے۔ یا بلہ رے تیری آمد ہم تو وہیں تمام ہو گئے۔ یا کل گنا کو دیکھا ہے کہ
کچھ نہ پوچھو۔

و چند حرف دیگر برائے مذمت باشد مثل چھنے و چھیا و دُور پار و در گور و اے ہے و
صدقے کیا تھا و نوج ہوا از زبانِ زناں۔ اور تبرا ہے اور لعنت ہے اور بناہ بخدا
اور کتے کا گوہ لفظ مردان شہر۔

ونہیں تو ہم بہ ہمیں معنی آید مثال فلانا میر جعفر کا بیٹا ہے نہیں تو میر بدیع الزماں
کا بیٹا ہے یعنی پسر میر جعفر است یا پسر میر بدیع الزماں۔ کیا نیز بہمیں معنی مثال
آج سواری میں دونوں کا جانا صلاح نہیں مکان اکیلا رہ جائے گا کیا میں جاؤں
کیا تم جاؤ۔ ایں ہم لفظ کسانے است کہ جہاں را کہاں وجیبا را کیبا وجب را
کب وجو را سو گویند۔ باعتقاد من یا برائے استفہام وغیر استفہام ہر دو مناسب
است۔ مثال استفہامی آج صبح تم دریا گئے تھے یا کسی آشنا کی ملاقات کو۔ مثال
غیر استفہام آج زید سے دو ہزار روپے نقد لیتا ہوں یا سبزہ گھوڑا۔ وکہ برائے
استفہام خوشنما است مثال آن تم آج دریا جاؤ گے کہ اور جگہ۔ ونہیں تو دائما غیر استفہامی
باشد۔ دیگر پھر بمعنی بعد ازاں مثال آپکی شادی میں یہ فرمایئے کہ کونسا طائفہ اچھا
نہیں آیا گنا آئی پھر سنو آئی پھر کلو آئی پھر بانی والی نورن آئی پھر عاشورن
غلام علی والی آئی۔ دیگر اُسکے پیچھے مثال آں پہلے شبراتن والی گنا آئی اُسکے پیچھے محبوبن
دیگر نہیں کل حضور میں تو گنا آئی تھی نہ نعیمہ نہیں۔ دیگر بلکہ برائے ترقی مثال گنا شام کو
چاندنی دیکھنے جاویگی بلکہ شبراتن بھی۔ دیگر یہاں تک مثال آں کل کے جلسہ میں شہر
کے سب لوگ آئے تھے یہاں تک کہ اعلیحضرت بھی۔ دیگر لیکن برائے استثناء مثال
جو رنڈی تھی شہر میں سو کل کربلا گئی تھی لیکن گنا۔ مراد از معطوف ومعطوف علیہ است
کہ ہر دو در فعل وخبر شریک یکدیگر باشند۔

وچند حرف برائے ندا آید سابق تفصیل آں قبل آمدہ دریں مقام باز نوشتہ می شود کہ
ذکر حروف در بحث حروف اولی باشد۔ بالجملہ یکے او دیگر ابے دیگر اوبے دیگر اوجی
دیگر اجی دیگر اے باے مجہول برائے مذکر وارے با یاء معروف برائے مؤنث ودر
دیگر حروف ندا کہ مذکور است سوائے اجی واوجی کہ خصوصیت با مذکر دارد ہمہ مشترک
است در مذکر ومؤنث۔ دیگر اے ایں ہم مشترک است۔ دیگر ارے بی برائے مؤنث۔

کوئی تربوزہ ہمیں بھی دو، و بمعنی ہرگز ہم آید مثال، میں کوئی نہ جاؤنگا یعنی من ہرگز نخواہم رفت لیکن زبان فصیحان نیست۔
وحرف عطف ہم بسیار باشد مثل اور بروزن غور وگاہے واو در الف غائب شود مثال
مصرع۔ تم اور ہم ہم یار جانی ہیں دونوں
وحذف این حرف نیز درست است مثال

بیت
سیر کو کوٹھی کی بی بی اور روانہ ہوگئیں
داڑھی سندری الٰہی بخش رتھ میں بیٹھ کر

یعنی داڑھی اور سندری اور الٰہی بخش درینجا حذف حرف عطف بنا بر ضرورت شعری خیال نباید کرد در نثر ہم جواز دارد مثال، گنا بنو مغلو چیلا چاروں حضور میں مجرا کرنے گئیں ہیں یعنی گنا اور بنو اور مغلو اور چیلا۔ وکیا کہ حرف استفہام ومخصوص بہ غیر ذوی العقول است ہم برائے عطف بجائے اور آید مثال گنا کیا مغلو کیا بنو کیا چیلا کیا حسینی کیا الفو سب حضور میں گئیں ہیں۔ وہوا برائے مفرد مذکر وہوے برائے جمع مذکر وہوئی برائے مفرد مؤنث وہوئیں برائے جمع مؤنث نیز قائم مقام اور بود۔ مثال مفرد مونث، گنا ہوئی بنو ہوئی چیلا ہوئی مغلو ہوئی یہ سب رنڈیاں حضور میں ہیں یعنی گنا اور بنو اور چیلا اور مغلو۔ مثال جمع مونث، ڈومنیاں ہوئیں کنچنیاں ہوئیں رام جنیاں ہوئیں سب آپس میں ایک ہیں گھونگھرو کی باندھنے والیاں وہ بھی یہ بھی۔ یعنی ڈومنیاں اور کنچنیاں اور رام جنیاں۔ مذکر را نیز بر مؤنث قیاس باید کرد۔ دیگر یا برائے تردید مثل اینکہ، یہاں تم بیٹھو یا میں بیٹھوں، بامعنی کہ اگر شما بہ نشینید من بروم واگر من بہ نشینم شما بروید، رفتن ہر دو صلاح نیست وہم چنین نشستن ہر دو۔ وکاف مکسور بغیر ہا ہم مفید این معنی گردد مثال تم کل آؤگے کہ پرسوں، اور یہاں تم بیٹھو کہ میں بیٹھوں۔

مخصوص بجمع ذوی العقول بود مثال فاعل، مغلوں کی جو آپ ہجو کرتے ہیں یہ فرمائیے ہندوستان کو اُنکے سوا کنھوں نے سر کیا ہے، شیخوں نے تلوار ماری ہے یا اور قوم نے۔ مثال حرف، جو تم مغلوں سے توقع کسی بات کی نہیں رکھتے ہو تو کنھوں سے رکھتے ہو۔ در اصل ایں لفظ پنجابی است اکثر فصیحان اُردو از اں اجتناب دارند و دریں مقام کن و کس استعمال نمایند مثال فاعل مغلوں کی جو آپ اس قدر ہجو کرتے ہیں یہ فرمائیے کہ ہندوستان کو انکے سوا کن نے سر کیا ہے، یا کس نے سر کیا ہے نیز درست باشد۔ دیگر کون سا این لفظ خصوصیت بغیر ذوی العقول دارد و ہر گاہ لفظ دیگر بآن پیوند د مشترک گردد در ذوی العقول و غیر ذوی العقول مثال، کونسا شخص یا آدمی ہے کہ آپ کی ذات سے کامیاب نہیں یا کونسی چیز روے زمین پر ہے کہ نواب یمین الدولہ کی سرکار عالی میں موجود نہیں حق تعالی ہمیشہ تا قیام قیامت اس گھر کی دولت کو روز افزوں رکھے۔ و بغیر پیوند لفظ دیگر بر ذوی العقول صادق نیاید بخلاف غیر ذوی العقول مثال، یہ کونسا ہے، بمعنے یہ کون آدمی ہے ہرگز صحت ندارد بلکہ بمعنی یہ کونسا مینڈھا ہے یا کونسا مرغ لقصاؤ ہے۔ و ہمچنیں آنچہ غیر ذوی العقول باشد ہمہ درست آید۔ و ہے حرف رابط باشد و جمع آں ہیں خواہ مذکر خواہ مؤنث ایں لفظ لفظ فصیحاں باشد۔ و ہیگا نیز بہمیں معنی لفظ اردو است و غیر فصیحاں استعمال نمایند و دریں لفظ مذکر و مونث باہم تفاوت دارند پس ہیگا برائے مفرد مذکر و ہیگی برائے مفرد مونث و ہینگے بایاء مجہول برائے جمع مذکر و ہینگی بایاء معروف برائے جمع مؤنث و بعضی ہینگیاں نیز فرمایند و ایں زبان صاحبان مغل پورہ باشد۔ و کوئی بمعنی ہیچکس و ہیچ چیز ہر دو آید مثال گھر میں کوئی نہیں بمعنی کسی درخانہ نمیست یا ٹوکری میں تو کوئی نہیں بمعنی ہیچ خربزہ در سبد نمیست۔ و برائے قید کردن اسم جنس بوحدت نیز آید مانند اینکہ کوئی خربوزہ یا

ومستقبل ہم واضح تر کہ کس مارتا ہے اور کس مارے گا وکس نے مارتا ہے وکس نے ماریگا
نیز از زبانِ کسی نشنیدہ ایم۔ واگر سوال از مفعول کنند ہر سہ فعل درست آید زیرا کہ فاعل
شخص دیگر است مانند زید نے کس کو مارا اور زید کس کو مارتا ہے اور زید کس کو ماریگا
وسوال از مضاف الیہ ہم بلفظ کس درست باشد مثال، زید کس کا بیٹا ہے۔ وسوال
بحرف ہم در فعل ماضی ومضارع صحت دارد مثال زید کس سے لڑا ہے اور زید کس سے
لڑتا ہے اور زید کس سے لڑے گا۔ در الفاظ مذکورہ حال مؤنث ہم مثل مذکر باشد
یعنی جائیکہ مذکر آمدہ است اگر مؤنث را بامراعات صیغۂ آں بیارند نیز صحیح باشد کس
اگر مجرد است بر غیر ذوی العقول صادق نیاید واگر لفظی دیگر باآں ملحق سازند ازخصوصیتی
کہ باذوی العقول دارد بر می آید مثال، کس لکڑی سے میں اس لڑکے کو ماروں
اور کس چیز سے میں اسے ڈراؤں اور کس مصیبت سے میں نے اسے پرورش کیا ہے
اور کس ڈھب سے میں نے اس وحشی کو رام کیا ہے۔ وکن بکسر کاف ونون ساکن
در وقت سوال از فاعل فعل متعدی ماضی بمعنی کس بود مثال، عمرو کو کن نے مارا ہی
یعنی کس نے مارا ہے، ودر حال سوال از مفعول واضافت وعلاقہ لفظ با حرف
برائے جمع آید مثال آں، جناب عالی نے آج کن کو خلعت دیے یعنی کن لوگوں کو۔
اور کوئی کیا جانے یہ کن کا باعث ہے کہ ہم یہ تیری باتیں سنتے ہیں اور دم نہیں مارتے
یعنی کن صاحبوں یا کن لوگوں یا کن شخصوں کا باعث ہے۔ اور کن سے شکوہ کیجیے
زمانے کا بخدا کہ جو اپنے دوست جانی ہیں وہ بھی ان دنوں ہمارے لہو کے پیاسے ہیں
کن ہم مشترک بود در ذوی العقول وغیر ذوی العقول بخلاف کس کہ مختص بہ
ذوی العقول است الا باضم ضمیمہ بر غیر ذوی العقول نیز صادق می آید در ذوی العقول
چنانکہ گفتہ شد۔ ودر غیر ذوی العقول بشرطِ تکرار مثال آں، کن کن چیزوں سے
دنیا میں رہ کے پرہیز کیجیے، اور تیری کن کن باتوں کا گلا لے بیٹھیے۔ وکنھوں

کون و کس و کن و کنھوں و کونسا ہر پنج لفظ برای استفہام باشد۔ اما کون با حرف
رابطہ کہ ہے باشد برای سوال از ذوی العقول مفرد بود و باہیں کہ حرف رابطہ برای
جمع است مفید سوال از جمع ذوی العقول باشد مثال مفرد، یہ عزیز کون ہے اور
یہ دونوں یا تینوں صاحب کون ہیں اور یہ خربوزہ کون ہے غلط باشد۔ وچون
فاعل فعل لازم گردد ہے و ہیں بعد فعل آرند مثال کون آیا ہے اور کون آئے ہیں۔
و در مضارع حال ہیں حالت است مثال کون آتا ہے اور کون آتے ہیں و در
مستقبل گا با گاف و الف و گے با گاف و یاء مجہول آخر فعل آید بجای ہے و ہیں
مانند کون آویگا اور کون آویں گے۔ و ہرگاہ سوال از فاعل فعل متعدی باشد
گنجایش این حرف در حال و مستقبل بخلاف ماضی بود مثال حال، اس لڑکے کو کون مارتا ہے
یا اس لڑکے کو کون مارتے ہیں یا کون لوگ مارتے ہیں۔ مثال مستقبل اس لڑکے کو کون
مارے گا اور اس لڑکے کو کون ماریں گے یا کون لوگ ماریں گے۔ کون لوگ در جمع
از کون فصیح است۔ و در ماضی اس لڑکے کو کون مارا ہے غلط باشد اور کون نے
مارا ہے نیز ہمچنان غلطی۔ لفظ اول ازین جہت ثابت است کہ در فعل متعدی ماضی
نے علامت فاعل است کہ بلا فاصلہ بعد فاعل آرند مانند، زید نے مارا عمرو کو، پس
کون مارا ہے بغیر نے غلط بود و غلط بودن کون نے مارا ہے از سبب عدم استعمال محاورہ
دانان اردو، زیرا کہ درین مقام کس نے مارا ہے گویند۔ اگر کسی سوال بلفظ کون
از چیز غیر ذوی العقول نماید صحیح نباشد مثال آن، یہ کتاب کون کتاب ہے اینگونہ
استعمال الفاظ در ناقصین اردو آموز بسیار رواج دارد۔ و کس ہم برای سوال
از ذوی العقول مفرد بود اما اگر سوال از فاعل کنند منحصر در فعل ماضی متعدی باشد
مثال، اس لڑکے کو کس نے مارا ہے، عدم استعمال آن با فعل لازم ظاہر است
کہ کس آیا ہے اور کس آتا ہے اور کس آویگا زبان کسی نیست۔ و در فعل متعدی یا حال

وبعینہ، داخل گفتگو ساختند گویا برائے مشابہت بیان آید مثل اینکہ، زید ایسا غصہ سے
چلا آتا ہے گویا کہ شیر چلا آتا ہے یعنی بسیار ما نا بشیر است در سر و کلہ و دست و بازو و
گردن و شانہ و زور و شجاعت، لیکن آدمی است شیر نیست، و ہو بہو دلالت بر عین
یکدیگر بودنِ دو چیز می نماید مثال آں، زید بھی ہو بہو شیر ہے یعنی آدمی نیست شیر است
نہ مانند شیر و بعینہ مترادف با ہو بہو باشد۔ وبعضی ازاں طرف جواب میدہند کہ ترکیب
در لفظ معتبر نیست چہ اگر جزو لفظ دلالت بر جزو معنی کند و آں معنی ترکیبی منتقل بہ یک
معنی نشود ہر آئینہ ترکیب را در لفظ و معنی اعتبار است و ہرگاہ چنیں نباشد بلکہ معنی ترکیبی
بہیئت اجتماعی قائم مقام یک معنی شدہ باشد آں وقت ترکیب لفظی و معنوی ہر دو از
پایۂ اعتبار ساقط خواہد بود مثل، کوئی جانے بمعنی گویا۔ واگر ترکیب لفظی با وصف
ایں علت بازند فصیحاں و بلیغان صاحب اعتبار است لفظ ہو بہو کہ مرکب از دو اسم
یعنی دو ضمیر منفصل غائب است داخل حرف نفی تواند شد و ہمچنیں بعینہ۔ تمام شد بحث
طرفین حالا من میگویم کہ ہو بہو و بعینہ بموقع خود استعمال می پذیرند مترادف گویا نیستند
و ہر دو لفظ لفظ کسانے باشد کہ خود معرفت با عربی داشتہ باشند یا در صحبت علما آمدو
رفتِ شاں اتفاق افتد و اِلا در اُردو ہو بہو و ہو بہ ہو بجائے ہُو ہُو بر زبانہا جاری است
و گویا لفظ اکثر فصیحانِ اُردو بود و کوئی جانے کمتر کسانے بجائے گویا آرند لیکن آنہا
نیز فصیحان اُردو ہستند۔ و جانو و جانیے ہم زبان غیر فصیحان است۔ و بجائے کاش
لفظی در اُردو مسموع نگشتہ مگر در بندیل کھنڈ کجات دریں مقام مستعمل شود لیکن مارا
بالغتِ بُندیل کھنڈ چہ علاقہ، لفظ شاہ جہاں آبادیان خود نیست۔ وبعضی صاحبان
(کیا ہوتا جو) بجائے کاش می آرند۔ بشتر ہمیں کاش مشہور است مثال، لکھنؤ کی
رنڈیاں جوانوں پر غش کرتی ہیں کیا ہوتا جو ہم بھی جوان ہو جاتے، یعنی کاش ہم
بھی جوان ہو جاتے۔

بریں حرف گفتگو ندارد، می تواں گفت کہ اُردو است۔ و نزد بعضی جیسے بمعنی گویا بود
مثال آں، فُلانا ایسا آتا ہے جیسے شیر۔ لیکن صاحب فہماں ایں را ہم حرفے از
حروف تشبیہ بندارند ہر چند گویا ہم از قبیل است لیکن مواقع استعمال جدا جدا است
جائیکہ چوں در فارسی مستعمل خواہد شد گویا استعمال نخواہد یافت و ہر چہ مرادف
چوں خواہد بود قائم مقام چوں است مثلاً، دریں مقام کہ فلانے چوں شیر ژیاں
می غرد میتواں گفت کہ فلانے بسان شیر ژیاں و برنگِ شیر ژیاں و مثل شیر ژیاں
و شیر ژیاں آسا و شیر ژیاں وار می غرد۔ بخلاف انیکہ فلانے گویا شیر ژیاں می غرد
یا فلانے بنداری شیر ژیاں می غرد و در مقام گویا مانند ایں عبارت کہ از پردہ
بر انداختن فلانی خانہ تاریک جگر سوختگاں روشن می شود گویا رویش شمع فروزان
است، حرف تشبیہ بجا است اگر بجائے گویا چوں داخل عبارت کردہ آید باین
طریق کہ رویش چوں شمع فروزاں است تالیف عبارت برہم میخورد، زیرا کہ در ذکر
لفظ چوں شمع فروزاں است۔ فقرۂ دیگر با حرف کاف بیانی در شروع متمم خود را
میخواہد و در لفظ گویا بما قبل رابطہ دارد، پس ازینجا یافتہ می شود کہ موقع استعمالِ
گویا مقام تشبیہ نباشد۔ و بعضی فصیحاں در مقام گویا کوئی جانے بر زباں دارند،
و بعضی کوئی کہے مثال آں، آپ تو ہم سے اس قدر اکڑتے ہیں کہ جس کا ٹھکانا نہیں
کوئی جانے ہم تمھارے زر خرید غلام ہیں یا کوئی کہے ہم تمھارے زر خرید غلام ہیں۔
دریں عبارت بجائے کوئی جانے حرف تشبیہ مفسد عبارت است مثال تم بھی مجھ سے
اتنا اکڑتے ہو کہ جس کا کچھ حساب نہیں میں تمھارے باپ کا غلام جیسیا یا غلام سا ہوں
و بعضی جاہلاں در زبان اُردو جانو و جانیے بجائے کوئی جانے آرند۔ مختصر انیکہ کوئی
جانے لفظ فصیحانِ شہر است و بر زبان اہل اُردو جاری۔ لیکن چوں ترجمۂ آں
در فارسی کسی بندارد باشد بعضی ہندوستان زبان یکحرف ندانستہ ہمیں گویا و ہو بہو

باعث ہر علوِ مرتبہ مشبہ باشد ازیں سبب نزد ملبغان اُردو عملِ حرفِ تشبیہ کہ الف آخر لفظ را بایاء
مجہول مبدل گرداند لغو گردیدہ و فائدۂ لغو شدن عملش دلالت نکردن سا بود کہ حرف تشبیہ
است برانیکہ میانۂ ہردو لفظ تشبیہ واقع گشتہ بلکہ یکی عین دیگرے دانستہ میشود۔ و جیسا
برائے مفرد مذکر و جیسے برائے جمع مذکر و جیسی بایاء معروف مفرد مؤنث و جمع آن نیز
و جیسیاں برائے جمع مونث فقط مثل سا حرف تشبیہ باشد۔ مانند اینکہ، تیرے قد جیسا
ایک بوٹا باغ میں نہیں، باقی را ہم قیاس بریں باید کرد۔ و ایسا بمعنی چنیں و ویسا
بمعنی چناں و کیسا بمعنی چہ طور و کیونکر بمعنی چگونہ باشد۔ و اہل مغل پورہ ایسا را اس سا
و اس جیسا گویند و ایں ہم فصیح و صحیح نزد اُردو داناں بود۔ و ویسا را او سا فرمایند
و ایں لفظ لفظ پنجاب باشد نہ زبانِ اُردو۔ و گویا و کاش و شاید و اگر حرف تشبیہ
و تمنی و ترجی و شرط در فارسی باشد۔ سوائے اگر کہ آنرا گاہے اگر استعمال کنند و گاہے
جو مقابل آں آرند مثالِ آں، جو تم ہمیں دوست رکھو گے تو ہم بھی تمھیں دوست
رکھیں گے۔ و تو با تا و واو مجہول علامت جزا باشد و اگر تم ہمیں دوست رکھو گے
نیز دریں مقام بہ تلفظ در آرند۔ باقی حروفِ مذکورہ مقابل خود حرفے در اُردو ندارند
بنوعیکہ در عبارتِ فارسی بمصرف میرسند در ہندی ہم جزوِ عبارات شوند۔ مگر بجاے
شاید چاہیے تراشیدۂ اہل دار الخلافہ است مثالِ آں، بڑے بھائی بھی چاہیے کہ
شام تک آویں۔ لیکن اکثر صاحبان ہمیں لفظ شاید دریں مقام بر زبان دارند۔
و گویا و کاش در اُردو ہم گویا و کاش ہستند۔ و کہے تو اور تو کہے ترجمۂ تو گوئی و گوئی تو
ایجاد میر محمد تقی میر است لفظ اُردو نیست در شعر بتقلید و تتبع میر تواں بست در روزمرہ
خیر۔ و جوں با جیم و واو مجہول و نون غنہ حرف تشبیہ بود بمعنی گویا می تواند شد لیکن
استعمال آں در مقام گویا نزد صاحبان اُردو ثابت نیست بلکہ بمعنی تشبیہ ہم حرفِ
شاہ جہان آباد نہ بودہ است۔ ریختہ گویاں بزور اُردو ساختہ اند لیکن احدے

کے یعنی کاف و یاء مجہول در اول او ذکر کنند مثل، چمن کے بیچ اگرچہ چمن بیچ ہم زبان شہر است لیکن فصیح تر ہمین است۔ و چمن میں از ہمہ نیکو تر بود۔ و بعضے ساکنان شہر چمن کے بیچ میں ہم گویند و ایں بسیار قبیح بود۔ و گھر بیچ میں ہم زبان ہندوان دہلی بود۔ و کاہے کو و کیوں و کس سبب سے و کس جہت سے و کس واسطے و کسلیے بمعنی چوں و چرا باشد۔ کیوں و کس واسطے فصیح تر۔ و کاہیکو و دیگر الفاظ ہم سوائے آں فصیح بود۔ و جوں با واؤ مجہول و نون غنہ بایں معنی زبان اکبرآبادیان ہندو و بعضی پاجیان آن شہر باشد۔ و سا حرف تشبیہ بود مثال آں، چنار سا بڑا درخت ہندوستان میں کوئی نہیں۔ برائے مفرد سا و برائے مجموع سے باسین و یاء مجہول مثال آں چنار سے درخت ہندوستان میں ہزاروں ہیں۔ و سی با یاء معروف برائے مؤنث مثال آں، گنا سی پری اندر کے اکھاڑے میں ایک بھی نہیں۔ و برائے جمع مؤنث ہم سی فصیح تر باشد و سیاں ہم آرند، مثال، بنّو یا مغلو سی یا بنّو یا مغلو سیاں پریاں اندر کے اکھاڑے میں کسی نے دیکھی ہیں۔ و سا ہم الف آخر غیر ذوی العقول را بایاء مجہول مبدل گرداند مثال آں، خربوزے سا لذیذ میوہ میرے نزدیک دوسرا نہیں۔ خربوزہ موافق قاعدۂ ہندی خربوزا باشد چوں حرف تشبیہ باآں ملحق گردید الف بایاء مجہول بدل شد۔ و جائے کہ الف را بجال خود نگاہ دارند در آنجا عینیت مشبہ و مشبہ بہ مرکوز خاطر گوئندہ می باشد مثال آں، وہ بوٹا سا قد کیا جانے کہ قیامت برپا کرے گا، یعنی وہ قد کہ ایک بوٹا ہے کیا جانے کہ کیا قیامت برپا کریگا۔ قد مشبہ یعنی مشابہ کردہ شدہ و بوٹا مشبہ بہ یعنی مشابہ کردہ شدہ۔ بآں بحث مشبہ و مشبہ بہ در فن بیان مفصل خواہد آمد اینجا ہمیں خیال باید کرد کہ رخسارۂ یار را کہ شاعر ان بمہر و ماہ و گل و آئینہ و مصحف برابر می شمارند رخسارہ مشبہ و ماہ و دیگر چیزہا مشبہ بہ باشد و ہم قاعدہ است کہ مشبہ بہ بچندیں درجہ نیکو تر از مشبہ جویند در چنیں مقام عینیت مشبہ و مشبہ بہ

و تُل بامیم مضموم نیز ہمیں معنی دارد - و تک با فتحۂ تا و سکون کاف برای انتہا آید - و تلک
بزیادت لام ہم ہمیں معنی آید، ایں ہر دو لفظ بر زبان فصیحان جاری است - و غیر فصیحان
اُردو تگ ہم با لام و گاف مستعمل جائز ند بلکہ بعضی تلگ بضمۂ تا و فتحۂ لام و گاف بر زبان
دارند - دیگر حروف ایجاب مانند ہاں و کیوں و ہوں و کیا ہے و نہیں کیوں و کیوں
نہیں اور کس واسطے نہیں اور ٹھیک اور ہاں جی اور جی اور جی صاحب اور جی ہاں
ازیں الفاظ مذکورہ ہاں برائے جواب ندا باشد اگر ندا کنندہ مساوی با منادی باشد در
عمر و مرتبہ و ہوں نیز - و کیوں و کیا ہے نیز جواب منادی بشرطیکہ کم رتبہ باشد - و نہیں
کیوں و کیوں نہیں قائم مقام بلے باشد در عربی مثلاً اگر کسی با کسی گوید کہ من مگر
دوستدار و غمخوار شما نیستم باید کہ آن کس در جواب وگوید کہ کیوں نہیں یا نہیں کیوں یعنی
ہستی - بشرطیکہ جائے او در دل ایں کس باشد - اور کسو اسطے نہیں اور نہیں کس
واسطے اور کس لیے نہیں اور نہیں کس لیے اور کیونکر نہیں و عکس آں اور کس طرح
نہیں و عکس آں اور کس طرح سے نہیں و عکس آں - و دیگر ہرچہ مرادف اینہا بود یا
حاصل آں چنیں باشد مانند یہ کیا بات ہے ہمہ مانند نہیں کیوں برائے ردِّ نفی از کلام
طرفِ ثانی باشد - و کس واسطے ہم بغیر نہیں کہ حرف نفی است نائب مناب کس واسطے
نہیں بود - ٹھیک با تاء ہندی با ہا ملی شدہ و یاء معروف و کاف برائے تصدیق دیگرے
موضوع است مثال آں جو نجیب زادہ ہوگا وہ ماں باپ کا ادب کرے گا کلام قائل
جواب سامع ٹھیک یعنی راست میگوئی - و ہاں جی جواب ندا کنندہ عالی قدر تر از منادی
و ہاں جی ہاں و ہاں بتکرار و ہوں بتکرار و آں و اُوں ہمہ با نون غنہ بمعنی آرے
و بلے آید - و ہاں فقط و ہوں فقط و ہاں جی فقط نیز باینمعنی آرند - جی و جی صاحب
نیز جواب ندا کنندہ والا قدر تر از سامع است و کمتر بجائے بلے و آرے نیز آید - و جی ہاں
با تکلف برائے تصدیق بجیلوی تمام - دیگر بیچ بمعنی در کہ برای ظرفیت باشد لیکن فصحا

شہر سوم در تفصیل حروف کہ ربطِ کلام در اکثر مواضع بدون آں ممکن نبود

برطالباں واضح باد کہ حرف در اصل ہماں حروف مذکور است کہ در دُردانۂ اول ذکر یافت و در اصطلاح نحو دانان عبارت است از انچہ ربطِ کلام بآں درست شود گو بعضی گفتگوہا ازاں مستثنیٰ باشد مثل زید آیا یا عمرو گیا، اما بیشتر احتیاج افتد گوینده را بآں ازانجملہ است یکی سے با س و یاء مجہول بمعنی از در فارسی و مِن و عن در عربی۔ مثال آں ہم سے آپ کیوں خفا ہیں۔ ایں لفظ فصیحان است و غیر فصیحاں بچند قسم دیگر استعمال نمایند۔ ہندواں سین بافتحۂ س و سکون یا و نون غنہ گویند و شین بکسرۂ حرفِ اول و سکون ثانی و نون غنہ نیز مستعمل آں فرقہ و بعضی مسلمانان بود۔ و سوں با س بروزن چوں با نون غنہ زبان اولادِ ساداتِ بارہہ و غیرِ شاں باشد، و سیتی بکسر سین و تاء مکسور و یاء معروف۔ و سیتی نیز بزیادت یاء مجہول بعد سین لفظ قدیمان اُردو بود۔ دیگر میں با میم مکسور و یاء مجہول و نون غنہ بمعنی در در فارسی و فی در عربی زبانِ فصیحاں۔ مَیں با فتحۂ میم و سکون یا و نون غنہ لفظ ہندواں باشد بہمیں معنی۔ و مُوں با میم مضموم و واوِ مجہول و نون غنہ زبان قدیمانِ شہر بود۔ دیگر پر بدو معنی باشد، یکی بمعنی بر در فارسی و علیٰ در عربی، مثال آں مَیں گھوڑے پر خوب چڑھتا ہوں۔ و بعضی فصیحان الف و واو معروف ہم بر آں زیادہ کنند و اوپر خوانند و بعضی کہ واو در الف غائب کرده بروزن ہنر در تلفظ در آرند، یا در مصرعہ موزوں نمایند، خونِ فصاحت برگردنِ شاں ثابت باشد۔ دیگر بمعنے لیکن آید مثالِ آں، میں آپ کے گھر چلتا ہوں پر ایک شرط سے کہ بتکلف پیش نہ آؤ

تکلف محض است۔ بھلا کے بمعنی صیغۂ ماضی آمدہ است وکدام اُردو داں دریں مقام استعمال می نماید واچھا و بُرا و بھونڈا نیز ہمیں حال دارد بخلاف چمکا و کھلا کہ ہر دو صیغۂ ماضی باشد۔ مثال آج اور ہی ستارا چمکا اور آج نیا پھول کھلا۔ اگرچہ بظاہر و بادی النظر بنائے ایں اعتراض مستحکم است لیکن نزد اہل تحقیق ہیچ است زیرا کہ نِعمَ وحبّذا وبِئسَ وساءَ ہم جداگانہ از اسم مخصوص بالمدح والذم استعمال نمی پذیرد مثل نعم الرجل زید، نِعمَ فعل رجل فاعل زید مخصوص بالمدح وہمچنیں باقی وعدم استعمال آں بغیر اسم مخصوص بالمدح والذم آنرا از قید ماضی بودن برنمی آرد۔ وہرگاہ درعربی نعم وحبذا وبئس وساء را کہ ہرگز شبیہ بصیغۂ ماضی ومستعمل ہم مثل آں نیست فعل ماضی قبول کردہ باشم، بھلا واچھا و بُرا و بھونڈا چہ قصور دارد کہ آنرا در اُردو صیغہ ماضی نگفتہ باشم چہ الف کہ در آخر ایں لفظ ہست علامت صیغۂ ماضی است بلکہ ایں الفاظ برائے ماضی شدن مستحق تر از الفاظِ عربیہ مذکورہ ہست ازیں سبب کہ در عربی حرف اول صیغۂ ماضی معروف ابواب ثلاثی مجرد ہمیشہ مفتوح می شد ودر نِعمَ خلاف آں آمدہ ہرچند اصلش نَعِمَ بفتحۂ نون وکسرۂ عین بودہ لیکن حکم بر آنچہ مشہور ومستعمل است می تواں کرد، ودر اُردو ایں قیدہا نیست ومیتواند کہ حرفِ اولِ ماضی مفتوح باشد یا مضموم یا مکسور پس برابر وزن ہوا صیغۂ ماضی بغیر نقل است ونعم بہ نقل، وترجیح لفظِ اصیل بر لفظ غیر اصیل کہ بنقل حاصل شدہ باشد ظاہر وہویدا است۔

دیگر افعال قلوب ایں افعال ایماء دومفعول را میخواہد مثل جانا میں نے زید کو فاضل اور پہچانا میں نے زید کو غنی یا عاقل۔ اور سمجھا میں نے زید کو احمق۔ اور دریافت کیا میں نے زید کو چھچھورا۔ اور معلوم کیا میں نے زید کو بہیا، اور پایا میں نے زید کو ناآشنا۔ دیگر ہرچہ بایں معنی باشد۔

ٹوٹا حقہ ہے سر زید کا - پھٹا دودھ ہے بدن عمرو کا - لٹا مغل ہے زید - چھکا اونٹ ہے زید - بگڑا ہاتھی ہے زید - و دیگر الفاظ ورلے الفاظ مذکورہ برائے مدح و ذم بسیار است مانند بھلا پھولا برائے مدح - و سوجا پھولا برائے ذم - مثل بھلا پھولا درخت زید ہے اور سوجا پھولا بیل عمرو ہے و علی ہذا القیاس - و بعضی این قول را قبول ندارند و گویند کہ این قسم الفاظ کہ شبیہ بصیغہائے ماضی باشد الفاظ مدح و ذم نمی تواند شد زیرا کہ در اصل صفت مشبہہ است و صفت مشبہہ را فعل نمیخوانند بلکہ قسمی است از اسم و اینگونہ لفظہا در ہر مادہ بعد حذف ہوا کہ با فعل ماضی علامتِ صفتِ مشبہہ است بہم میتواند رسید - زیرا کہ چمکا بمعنی چمکا ہوا و بڑھا بمعنی بڑھا ہوا و ہمچنین گھلا بمعنی گھلا ہوا باشد و باقی را قیاس کن بر ہمیں - پس الفاظ مدح و ذم عبارت است از چند لفظ شمردہ شدہ نہ اینکہ شمار آن از احاطۂ بیان بیرون باشد مثل صیغہائے صفت مشبہہ شبیہ بفعل ماضی - بالجملہ افعال مدح و ذم نزد این فرقہ زیادہ از چہار نباشد دو برائے مدح و آن اچھا و بھلا و دو برائے ذم و آن برا و بھونڈا بود، مانند اچھا آدمی ہے زید اور بھلا آدمی ہے زید اور برا آدمی ہے زید - اور بھونڈا آدمی ہے زید - ہر چہ بایں معنی آید و شبیہ باین الفاظ در آخر بود و نیز داخل این الفاظ است مانند کھوٹا آدمی ہے زید - رای این فرقہ از فرقۂ اولیٰ نزدیکتر بصواب است زیرا کہ چنین الفاظ غیر متناہی نمی باشد بلکہ اقل - چنانچہ در نحو عربی بیش از چہار مذکور نیست یعنی نِعْمَ و حَبَّذَا و بِئْسَ و سَاءَ و شاید کہ در لغت یا کتاب دیگر سوای این ہم باشد لیکن باز ہم برابر صیغہائے ماضی حاصل شدہ از صفت مشبہہ نخواہد بود - لیکن فرقۂ اول معترض برین الفاظ مثبتِ دعوای خود ہستند و گویند کہ صفت مشبہہ بغیر ہوا ثابت نمی شود مثل چمکا ہوا و چمکا بغیر ہوا صیغۂ ماضی است و در فعل قاعدۂ حذف بیان کردن درین مقام ضرور نیست و کثرتِ این الفاظ را در اردو مقابل قلتِ آن در عربی کردن ہم بحث بیجا ئیست و اچھا و بھلا و برا و بھونڈا را کہ اسمای موضوعہ برای مدح و ذم است افعال قرار دادن

آں بود کہ جملۂ آں محتاج ہیچ چیز نباشد مانند آیا زید کہ در فعل لازم است بدیہی است کہ مارا زید نے ناقص است تا وقتیکہ عمرو کو نگویم۔ اور اُٹھا زید روتا ہوا یا دیکھا میں نے زید کو ہنستا ہوا، اول بغیر ذکر روتا ہوا و ثانی بغیر ہنستا ہوا کہ حال است جملہ ناتمام است و جملہ بہ زبان ہندی بات و در عربی کلام است۔ دیگر افعال مقاربت و آں برائے اُمید و غیر آں آید، مثل ایسا ہووے اور یوں ہووے اور اس طرح ہووے اور دیکھیے اور خدا جانے اور کون جانے اور کون جانتا ہے۔ شرط است کہ میانۂ جملۂ فعلیہ کہ بعد ازیں افعال مذکور شود ویں افعال حرف کاف بیانی آرند مثال، ایسا ہووے کہ زید آج آوے۔ اور یوں ہووے کہ عمرو کل گھر جاوے۔ اور اس طرح ہووے کہ بکر کو تپ دق ہو جاوے۔ اور دیکھیے کہ آج فیض آباد سے بہلیں آتی ہیں یا نہیں۔ اور اور خدا جانے کہ آج فیض آباد سے چھکڑے روئی کے آتے ہیں یا نہیں۔ اور کون جانے کہ فیض آباد سے روئی کے چھکڑے کل آویں گے یا نہیں اور کون جانتا ہے اور کیا جانیے کہ میوہ ولایت کا دلی میں آچکا یا نہیں۔ و بعضی بیرونیاں بجاے کیا جانیئے جانے نفقط بایاء مجہول استعمال کنند۔ و حرف نفی کہ بعد حرف تردید یعنی یا با شد بنا بر مراعات روزمرۂ اُردو است و الّا اہتمام برائے ثبوت نسبت بود و آں بدون حرف تردید و حرف نفی حاصل است۔ دیگر افعال مدح و ذم مانند بڑھا و گھلا و کھلا و ہوا و ٹوٹا و پھٹا و لٹا و چھکا و دھوا و چمکا و بگڑا و کھلا۔ پوشیدہ نماند کہ ایں لفاظ صیغہاے ماضی است بعضی در مقام مدح آید و بعضی براے ذم۔ اما آنچہ براے مدح بود شش لفظ است کہ بڑھا و گھلا و کھلا و کھلا و ہوا و چمکا باشد۔ مانند بڑھا آدمی ہے زید اور گھلا آدمی ہے زید۔ اور کھلا مکان ہے صحرا۔ اور دھوا کپڑا ہے بدن زید کا۔ اور چمکا ستارا ہے مکھڑا اگنا کا۔ اور کھلا پھول ہے دہانا بنو کا۔ و اما ہرچہ براے ذم باشد نیز شش لفظ بود کہ موا و ٹوٹا و پھٹا و لٹا و چھکا و بگڑا است۔ مثال آں موئی جوں ہے زید۔

شہر دوم در ذکر فعل

وآں ہر چند گونہ است یکی آنکہ فاعل را خواہد و مفعول بہ را نخواہد۔ دیگر آنکہ ہر دو را خواہد مانند آیا زید اور مارا زید نے عمرو کو۔ اول را لازم و ثانی را متعدی نام نہند۔ و ناقص آنکہ فاعل پیوستۂ مبتدا باشد و خبر او اسم فاعل یا مفعول یا شبیہ آں مثل صفت مشبہ و غیر آں و مانند اسم جامد بہ ندرت۔ ذکر افعال تامہ در ینجا از جہت بیانِ کثرتِ امثلہ پیش ازیں تحصیل حاصل است۔ آمدم بر سر افعالِ ناقصہ کہ چند لفظی است در اُردو مانند تھا اور ہوا اور ہو گیا اور بنا اور واقع ہوا اور ٹھہرا اور مقرر ہوا اور ٹھہر گیا اور بن گیا اور مقرر ہو گیا اور نکلا اور نکل پڑا۔ مثال آں تھا زید بیٹھا، ہوا زید ذلیل، ہو گیا زید تباہ، بنا زید سانگ ہولی کا۔ واقع ہوا زید مسخرا۔ ٹھہرا زید لڑکوں کا کھلونا۔ مقرر ہوا زید یاروں کا بھڑوا۔ ٹھہر گیا زید گانے سے ڈومڑا۔ بن گیا زید بھانڈ۔ مقرر ہو گیا زید بھانٹا۔ نکلا زید شُہدا۔ نکل پڑا زید لُچا۔ مثال اسم جامد ہُوا زید عمرو۔ و ایں امثلہ بطور ترجمۂ عبارت عربی بعینہا در ہندی بود و الا افعال ناقصہ در ہندی بعد مبتدا و خبر باشد۔ مثال زید بیٹھا ہوا تھا۔ اور زید ذلیل ہوا۔ اور زید تباہ ہو گیا۔ اور زید ہولی کا سانگ بنا اور زید مسخرا واقع ہوا۔ اور زید لڑکوں کا کھلونا ٹھہرا۔ اور زید یاروں کا بھڑوا مقرر ہوا اور زید گانے سے ڈومڑا ٹھہر گیا اور زید بھانڈ بن گیا۔ اور زید بھانٹا مقرر ہوا۔ اور زید شُہدا نکلا۔ اور زید لُچا نکل پڑا۔ و سوائے ایں نیز افعال ناقصہ درست میتواند شد بمراعاتِ ایجاز ہمیں قدر برائے مثال کافی است۔ از اصطلاحِ نحویان عرب مجبورام و الا نزدِ راقم آثم ہیچمداں فعل متعدی و آنچہ بحال محتاج باشد نیز ناقص است ازیں سبب کہ جملہ افعال متعدی بغیر ذکر مفعول بہ و جملہ محتاج بذکر حال بیذکر حال بتمامی نمیرسد و تمام

وجان وجی در مذکر ہم فائدۂ تعظیم می بخشد مانند باوا جان وچچا جان وعمو جان و خالو جان وپھپھا جان وبھائی جان وباوا جی واخون جی واُستاد جی ومیاں جی۔ باوا جان آیا درست نیست باوا جان آئے پسندیدہ تر بود۔ ودیگر الفاظ ہم مانند باوا جان باشد۔ وصاحب در مذکر ومؤنث ہر دو مفید تعظیم افتد مانند باوا صاحب وبھائی صاحب واما صاحب وخالا صاحب وپھپھی صاحب وبیگم صاحب وخانم صاحب باوا صاحب آئے باید گفت باوا صاحب آیا نباید گفت وبیگم صاحب آئی خوب نباشد بیگم صاحب آئیں روزمرۂ اُردو باشد۔ ومیاں وقبلہ وسائیں لقب فقرا واجی مشترک در زن ومرد۔ میاں آئے صحیح ومیاں آیا غلط۔ ہمچنیں قبلہ وسائیں واجی مثل اجی اُٹھو نہ اجی اُٹھ القاب تحقیر۔ ہرچہ در مذکر ومؤنث بغیر جان وجی آید مانند میرا باوا آیا وزید کا باپ آیا نہ آئے اور عمرو کی ماں آئی نہ آئیں اور فلانے کی بہن آئی نہ آئیں لالہ وچچا وبھیا وبھائی مشترک مثل لالا آیا ولالا آئے ہر دو یکساں است وباقی مثل لالا ومیر ومرزا جمع القاب مثل شیخ ونواب ومولوی وملا ومیاں (از دو لقب نہ بمعنی پدر مصطلح بعضے بیرونیاں در شہر کہ پیشتر گزشت) ومیراں ومہاراج ورائے وغیرآں تعظیم را نخواہند، مانند شیخ ولی محمد آئے نہ آیا اور نواب احترام الدولہ آئے نہ آیا بخلاف ولی محمد آیا نہ آئے اور احترام الدولہ آیا نہ آئے اور مولوی مُبین آئے نہ آیا اور میراں سید بڑے آئے نہ آیا اور مہاراج آئے نہ آیا اور رائے گمانی لَل آئے نہ آیا ومیر گھسیٹا ومیر مستیا را بہ تعظیم میر گھسیٹے ومیر مستیے گفتن عادت دہقاں باشد نہ شہریاں۔

گویند از بیٹا بیٹا شوخی لیکن محذوف است یا دراں مقدر است۔ ہمچنیں در بھائی میرا کار خود لیکن مقدر یا محذوف از اں باشد و در ہا نجی زود شوید مقدر یا محذوف از اں در اسماء افعال مثل ہائے از زبان مرد باشد و اوہ از زبان زن باشد بمعنی باش این اختلاط لیکن۔ و مانند ایں وہیں خواہ مرد گوید خواہ زن بمعنی خاموش شو این چہ اختلاط است یا بس لیکن این چہ حرکت است۔ و بھلا بمعنی خواہم فہمید۔ و بہت خوب ہم ہمیں معنی و کہاں بمعنی اینجا میا۔ و ہوں نیز بمعنی خاموش شو۔

دیگر اصوات مانند قو برائے بودنہ تا از بیخبری بیروں آید۔ و کوّے کی جو روبرائے گویا کردن کوئل این صدا ہائے اطفال برائے آگاہ کردن کوئل است۔ و این این صدا ہائے اطفال برائے آگاہ کردن پدر و مادر از حال خود۔ و میل میل و بری بری و دھت دھت کہ صدائے فیلباناں باشد از ہمیں قبیل است۔

دیگر ظروف و آں عبارت از لفظی است کہ دراں گنجایش چیزے باشد۔ و از ظروف آنچہ مبنی است چند لفظ بود یکی از انہا آگے بود دیگر پیچھے مثال آں میں نے آگے ہی کہدیا تھا یا میں نے اس بات کے آگے یا اس بات سے آگے کہ دیا تھا۔ میں نے پیچھے سمجھا یعنی اس بات کے پیچھے سمجھا یا اس بات سے پیچھے سمجھا۔ آگے و پیچھے در وقتے ظرف کردہ شوند کہ گنجایش معنی اضافت دراں ممکن باشد چنانکہ گفتہ اند۔ و جب و جوں و جوہیں و جبھی و جسوقت و جس گھڑی ہمہ ظروف بود۔

و اسماء تعظیم یکی آنکہ با جان در القاب نسا مرکب بودنہ در اعلام زیرا کہ بیگمی جان آئی گویند و اگر کسی بہ تعظیم آئیں ہم بگوید مراعات از طرف اوست و الا بیگمی جان آئی روزمرۂ فصحائے اُردو است بخلاف انّا جان و انا جان و باجی جان و خالا جان و چچی جان و ممانی جان و پھپھی جان کہ اینہا را بہ تعظیم آئیں گفتن فصیح تر است از آنکہ آئی گفتہ شود۔ دیگر ہر چہ بعد بی و بی بی بود چوں بی ہنو آئیں و بی بی گنا آئیں۔

سُنی یا سو چاہے سو یہاں کا مالک ہو۔ دیگر جو کچھ وجو قائم مقام ہرچہ وآنچہ در فارسی
وما در عربی، مثال آں، جو کچھ تم چاہو سو فرماؤ یا جو تم چاہتے ہو سو کرتے ہو،
ایں از برائے ذوی العقول است۔ اینجا ہم بجائے جو کچھ سو کچھ وبجائے جو سو
زبان زد ناخیہا باشد۔ دیگر کوئی سا برائے مفرد مذکر وکوئی سی برائے مفرد مؤنث،
ہر دو غیر ذوی العقول۔ دونوں گھوڑوں میں سے کوئی سا پسند کرو سو لو یا دونوں
شیشوں میں سے کوئی سی پسند کرو سو لو۔ وبجائے سو دریں مقام تو ہم مناسب
باماقبل بود۔

دیگر کنایات وآں برائے عدد کتنے وکئی وکئے باشد وتفصیل آں گزشت۔ وکتنے
را بعضی بتشدید کتّے گویند۔ وکئی وکئے فارغ از مفرد وجمع بود بلکہ ہمیشہ دال بر
جمع بود۔ وکتنے فرع کتنا است ازیں سبب کہ کتنے برائے جمع آید وجمع فرع مفرد
باشد پس کتنا اصل کتنے بود وکتنی ہم بایاء معروف ازیں جہت کہ تانیث فرع
تذکیر است ہم فرع آں باشد۔ وکس قدر ہم باکتنے بایاء مجہول وباکتنی بایاء معروف
وباکتنا مرادف باشد۔

دیگر اسماء وافعال وآں عبارت از لفظی چند است کہ در اصل اسم اند ومعنی فعل
ازاں پیدا گردد مانند ہاں جی بمعنی زود وشو مثلاً زید را پیش عمرو بستہ آوردہ اند،
عمرو بنوکران خود میگوید کہ ہاں جی یعنی زود شوید بزنید اورا تا خبر جرا رواداشتہ آید
دیگر بیٹا بیٹا یا بھائی میرا یعنی کار خود بکن۔ بیشتر گاڑی باناں گاؤ را وقتیکہ ماندہ می شود
ودر رفتن راہ سستی میکند بھائی میرا گویند بجائے ایں عبارت کہ چرا کار خود را نمیکنی
یعنی در راہ رفتن کہ کار تست سستی مکن۔ وبیٹا بیٹا آو از نوکران خدمت گزار اسپ
باشد کہ وقت شوخی بیٹا بیٹا گفتہ صدا دہند ومراد ازاں شوخی مکن گیرند۔ ونزد بعضی
اینہا داخل اسماء افعال نہ بود بلکہ قاعدۂ حذف یا تقدیر را دریں مقام معتبر دانند،

واگر در فعل ضمیر مؤنث آوردن ضرور افتد در مؤنث تصریحِ اسمِ مؤنث بعد جو کوئی و جو باید کرد لیکن جواز جو کوئی بہتر باشد، مثال، جو عورت ہمیں چاہے گی ہم بھی اسے چاہیں گے اور جو ہمیں چاہے گی ہم بھی اُسے چاہیں گے از بلاغت دور است۔ ودر جمع جو عورتیں باید گفت این ہم برائے ذوی العقول است۔ ودر ہم مفعولیت و تعلق با حرف جس و جس کسی اینجا ہم مناسب است مثال مفعول مفرد مذکر بود خواہ مؤنث جسکو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی ہمیں کہے گا یا جس کسی کو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی ہمیں بیجا کہے گا۔ مثال مفرد متعلق با حرف خواہ مذکر خواہ مؤنث جس سے یا جس کسی سے ہم بیزار ہیں وہ بھی ہم سے بیزار ہے۔ مثال مفعول جمع مذکر بود یا مؤنث، جنھوں کو ہم ذلیل جانیں گے وہ بھی ہمیں ذلیل جانیں گے اور جن لوگوں کو اور جن صاحبوں کو ہم بجائے جنھوں کو درست باشد۔ مثال متعلق با حرف جمع مذکر باشد یا مؤنث، جنھوں سے ہم الفت رکھتے ہیں وہ بھی ہم سے الفت رکھتے ہیں۔ وبعضی دریں چند لفظ ہ را حذف نمایند یعنی جنوں و اُنوں و جنیں و اُنیں و ہمیں و تمارا و ہات و سات و ہونٹ۔ لیکن چار لفظ اول را اینجا بیان نشان دہند و پنج لفظ آخر را اُردو خاص پندارند و بعضی شعرا نیز پیروی شان اختیار کردہ اند و بعضی اُنھوں را نیز داخل این الفاظ کردہ اند۔ چند کس را مسلم دانند چند کس حذف کنند و سبھوں ہم مثل اُنھوں خواہ باہا خواہ بغیر ہا۔ و بغیر ہا اگرچہ در اہل اُردو نزد بعضی درست نبود لیکن از اُنھوں افصح و دلچسپ باشد۔ ودر عربی مقابل این الفاظ در جمیع حالات مَن موصولہ بود و فرق در اَلّذِی و مَن آنست کہ اَلّذِی موصوفے ماقبل خود میخواہد بخلاف مَن کہ خود موصوف با مابعد گردیدہ مبتدا می شود۔ و زناخی و دوگانا جان را دریں مقام از تبدیل جیم در جو کوئی و جو باسین گریز نباشد مثال سو کوئی چاہے ہمیں کہہ لے ہم کچھ کہتے نہیں یا سو بات تم نے کہی سو میں نے

جس کو کل میاں آفریں اور میاں تحسین حضور میں لائے تھے اور آج میاں تحسین اور میاں آفریں حضور میں لائے اُن دونوں غریبوں کو کہ جنکو پرسوں جناب عالی نے برج پر سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ دو شخص نئے اس شہر میں نظر آئے ہیں۔ مثال مؤنث آج دس ہزار روپے کا جواہر حضور سے اُس رنڈی کو ملا جس کو پرسوں سونے کے کڑے عنایت ہوے تھے اور آج حکم حضور سے میر منیڈھا کو یوں پہنچا کہ چار گھڑی دن رہے اُن رنڈیوں کو لیکر آؤ جنکو وارث علی مراد آباد سے ساتھ لے کر آیا تھا۔ و جسے و جنسے متعلق با حروف بود، مذکر و مؤنث اینجا ہم برابر است، مثال مفرد مؤنث، وہ رنڈی آج حضور میں خوب گائی جس سے پرسوں کلّو خوب لڑی تھی۔ مثال جمع مؤنث دو رنڈیاں آج حضور میں میر منیڈھا کی نالش لائی تھیں جن سے قلندر و منیا کو لاگ ہے مثال مفرد مذکر آج وہ گویّا حضور میں آیا ہے جس سے شکر مکھن ہمیشہ سر حساب تھے۔ جمع مذکر، آج وہ گوّیے حضور میں حاضر ہیں کہ جن سے میر بولا قوال کے بیٹے دلّی میں کبھی مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ در ہمیں مقامہا یعنی فاعل و مفعول و متعلق با حرف بجاے جس جس کسی درست آید و جن کنھی با ہا و نون غائب شدہ و یاء معروف ہم بجاے جس کسی می آید لیکن منحصر در فاعل بود۔ مثال آن جن کنھی نے ہمیں دو روپے دیے ہمنے اُسے دس روپے دیے و زبان فصیحان اُردو نیز نباشد۔ الفاظ مذکورہ در اُردو مقابل الذی و التی و اللذان و اللذین و اللتان و اللتین اللاتی در عربی است۔ دیگر جو کوئی و جو صاحب جو لوگ این براے فاعل آید۔ بہتر نیست کہ در فعل ضمیر مذکر باشد در حالت تذکیر و تانیث و مفرد و جمع، مثال مفرد جو کوئی ہمارے پاس آوے گا ہم بھی اُسکے پاس جائیں گے خواہ چنگیز خاں خواہ بنّو ڈومنی ہو۔ اور جو ہمارے پاس آوے گا نیز چنیں باشد۔ اور جو لوگ یا جو صاحب ہمارے پاس بیٹھیں گے ہم بھی اُنکے پاس بیٹھیں گے خواہ ہفت ہزاری امیر اور ساہوکار ہو خواہ منّا اور مہتاب

برائے ذوی العقول موضوع است، بر غیر ذوی العقول اطلاق آں روا نبود۔ و بجائے جس، جس کسی ہم صحت دارد، مثال آں ہم قائل اُس رئیس کے ہیں جو نسا رعیت پرور ہے اور ہم قائل اُس سردار کے ہیں جو رعیت پرور ہے۔ ایں مثال برائے مفرد مذکر مبتدا است۔ مثال مؤنث مفرد مبتدا، ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جونسی مفلس شوہر کی چاہنے والی ہے اور ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جو مفلوک شوہر کی چاہنے والی ہے۔ مثال جمع مذکر مبتدا ہم قائل اُن لوگوں کے ہیں جونسے مفلس آشنا پر فدا ہیں یا جو مفلس آشنا پر فدا ہیں۔ مثالِ جمع مؤنث مبتدا ہیں قائل اُن بیویوں کا ہوں جونسی یا جونسیاں یا جو اپنی فقیر شوہر کی بادشاہ سے زیادہ چاہنے والی ہوں۔ مثال برائے مؤنث فاعل فعل لازم نہ متعدی، زیرا کہ فعل لازم بمنزلۂ خبر است مانند اینکہ میں قائل اُس رنڈی کا ہوں جو کل فیض آباد سے آئی ہے یا دلّی کو گئی ہے۔ مثال مذکر، میں قائل اُس گویّے کا ہوں جو کل قدم شریف میں آیا تھا۔ اگر کسی گوید کہ حصر ایں خصوصیت در فعل لازم چہ ضرور فعل متعدی ہم بمنزلۂ خبر میتواں شد مثال آں میں قائل اُس کلاونت کا ہوں جو مظفر خاں کے سامنے بیٹھا کل گاتا تھا دُھرپت کو، جوابش این است کہ عمل فعل متعدی در صیغۂ ماضی کہ مثال مارا و لایا باشد قوی تر است ازاں صیغۂ ماضی کہ از قبیل لاتا تھا یا لاتا باشد و حال و مستقبل خود داخل حساب نیست چنانچہ تحقیق آں در جزیرۂ صرف گذشت و مراد ما نیز از فعل متعدی صیغۂ ماضی بانے باشد۔ بالجملہ جسنے برائے فاعل مذکر و مؤنث مفرد است و جنّے ہم بجائے جسنے صحیح باشد و جنھوں نے برائے تثنیہ و جمع آید مثالِ مذکر، قربان اُن دوستوں کے ہوجیے جنھوں نے دوستوں کے واسطے جان دی ہو مثال مؤنث نیز ہمین است۔ و جسکو و جنکو برائے مفعولیت خواہ مذکر باشد خواہ مؤنث، اول برائے مفرد دوم برائے تثنیہ و جمع۔ مثال آں، آج خلعت دیا جناب عالی نے

جمع مؤنث ہماں مفرد باشد مثل یہ سب اچھے ہیں۔ و برائے فاعل فعل لازم نیز (یہ) و (یے) و یہ لوگ و یے لوگ مثال آں یہ مُوا یا یے جیا یا یہ موئی یا یے اچھی ہوئی و یہ لوگ سب مر گئے اور یہ سب مر گئیں۔ ایں جا ھم برائے مؤنث ہمہ مفرد مقرر است و گاہے یہ ہم بجائے یہ لوگ آرند مانند یہ سب مر گئے۔ و برائے فاعل متعدی و چیز متعلق با حرف اگر مفرد است اُس موضوع است و ہمچنیں برائے مفعول ہمیں اُس۔ مثال فاعل اُس نے مجھے بہت ستایا ہے مثال مفعول اور اُسکو میں بہت چاہتا ہوں، مثال متعلق با حرف اور اُس سے مجھے کچھ غرض نہیں۔ و اگر جمع است برائے فاعل اُنھوں نے و برائے مفعول اُنھوں کو و اُنکو و ایں افصح بود ازاں۔ و اُنھوں سے و اُن سے برائے متعلق با حرف و اُن سے فصیح تر از اُنھوں سے باشد۔ مثال آں اُنھوں نے ہمیں بہت عاجز کیا ہے اور اُنکو خوب سا میں بھی خراب کروں گا۔ اور اُن سے خدا اپنا ہ میں رکھے۔ و اُس نے کہ درمیان واس مفرد مذکور باشد در روزمرۂ فصیحاں با اُنے مبدل شود۔ و دریں سطور اخیرہ کہ مبنی برائے افادۂ فاعل و مفعول و متعلق با حرف بود مؤنث و مذکر یک حکم دارد۔

دیگر موصولات و آں جزوے بود از جملہ بمنزلۂ مبتدا نہ مبتدا زیرا کہ مبتدا جزو اصلی بود و موصول جزو غیر اصلی راجع بجانب جزو اصلی۔ و آں برائے مذکر مفرد جونسا و جو و برائے جمع مذکر جونسے و جو و برائے مفرد مؤنث جونسی (با یاء معروف) و جو و جمع آں جونسیاں و جو و فصیحاں در جمع ہم جونسی آرند، و جونسیاں از استعمال فصیحان محتاط بیرون است بلکہ بجائے آں جو بر زباں دارند لیکن خلاف اُردو نیست۔ اور جس نے اور جنے اور جنھوں نے اور جسکو اور جنکو اور جس سے اور جن سے مذکر و مؤنث اینجا ہم یکساں است۔ و بعضی زناں و زن سیرتاں ہمہ جا بجائے جیم کاف آرند و ایں صحت ندارد گو آں جماعت ہم داخل در اہل اُردو باشند۔ و ایں ہمہ کہ گفتہ شد

با وجودِ تبدیلِ الف با یاء مجہول و معروف داخلِ ضمیرہاے اضافت بود، مثال
تیرے واسطے اور تیرے لیے با یاء مجہول اور تیری خاطر با یاء معروف اور تمہارے
واسطے اور تمہارے لیے با یاء مجہول اور تمہاری خاطر با یاء معروف اور اُسکے
واسطے اور اُسکے لیے با یاء مجہول اور اُسکی خاطر با یاء معروف اور اُنکے واسطے اور
اُنکے لیے با یاء مجہول اور اُنکی خاطر با یاء معروف اور میرے واسطے اور میرے لیے
با یاء مجہول اور میری خاطر با یاء معروف اور ہمارے واسطے اور ہمارے لیے با یاء
مجہول اور ہماری خاطر با یاء معروف۔ اور اُنھوں کے واسطے بجاے اُنکے واسطے
و ہمچنیں اُنھوں کے لیے اور اُنھوں کی خاطر نیز زبانِ غیر فصیحانِ اُردو باشد۔ و
کنے بمعنی نزدیک ہم مثلِ واسطے و لیے در عمل باشد مانند میرے کنے با یاء مجہول در
ضمیرِ متکلم۔ و واسطے و لیے در اُردو و فارسی مضاف شمردہ شود و در عربی حروفِ جر
کنندۂ لفظ باشد۔ و اُنھیں سے در اصل اُن ہی سے باشد لیکن حالا استعمالِ نقل
نیکوتر از اصل باشد۔ و میرا و تیرا کہ میرے و تیرے شدہ است داخلِ متغیرات نمی
تواند شد زیرا کہ متغیر آں باشد کہ از سبب مغیرے تغیرے دراں راہ یافتہ شود و ایں
از روزِ اول چنیں مقرر گشتہ ہیچ چیز دراں موثر نیست مانند نے کہ پیڑا را پیڑے می سازد
در حالتِ مفرد بودن نہ جمع مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب کیا ہے۔ یا کو کہ
در حالتِ مفعولیت بعد مفعول می آید مثال آں میں ایک پیڑے کو بھی کھا نہیں سکتا
ہوں۔ یا سے بمعنی از مثالِ آں ایک پیڑے سے ہمارا پیٹ کب بھرتا ہے۔ یا کا
کہ براے اضافت است مثال آں ایک پیڑے کا بھی پچانا تو مجھے دو بھر ہے۔
دیگر اسماء اشارہ، و آں براے مبتدا اگر جمع نباشد (یہ) و (وے) مقرر است براے
جمع یہ لوگ وے لوگ۔ مثال آں یہ بُرا ہے یا اچھا ہے براے مفرد مذکر۔ یہ بُری ہے
یا اچھی ہے براے مفرد مؤنث۔ مثال جمع مذکر یہ لوگ سب اچھے ہیں۔ براے

اُنھیں تُوبارے گا تثنیہ و جمع ہر دو۔ و شش متصل برائے فاعل باشد مانند کیا
اُس نے اور اُنے با نون مشدد نیز صحیح باشد این مثال مفرد مذکر و مؤنث غائب
است۔ اور کیا اُنھوں نے جمع و تثنیہ وہر دو۔ اور کیا تُونے اور کیا تم نے، اوّل
برائے مفرد مذکر و مؤنث حاضر و دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اور کیا میں نے
اور کیا ہم نے اور میں کیا یا کیا میں بجائے میں نے کیا اور کیا میں نے لفظ غیر فصیحان
شہر باشد، اوّل برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ و شش
دیگر متصل برائے مفعول آید و این ہمان شش ضمیر است کہ منفصل برائے مفعول آید۔
و مجھکو بجائے مجھے و ہمکو بجائے ہمیں و اُسکو بجائے اُسے و اُنکو بجائے اُنھیں و
تجھکو بجائے تجھے و تمکو بجائے تمھیں نیز روا باشد۔ و بمنزلہ مارا مجھے اور مارا ہمیں
اور مارا اُسے اور مارا اُنھیں اور مارا تجھے اور مارا تمھیں۔ و شش دیگر متصل متعلق حرف
باشد مانند اُس سے برائے مفرد غائب مذکر و مؤنث اور اُن سے جمع و تثنیہ آں تجھسے
اور تم سے اول برائے مفرد حاضر مذکر و مؤنث و دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اور
مجھ سے اور ہم سے اول مفرد متکلم مذکر و مؤنث، دوم برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ و شش
دیگر از متصل برائے اضافت آید مانند غلام میرا برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث۔ اور غلام
ہمارا برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اور غلام تیرا اور غلام تمھارا اور غلام اُس کا اور غلام
اُنکا۔ مجموع ضمیرہا نزدِ فصیحان بحسابے سی و پنج باشد و نزدِ غیر فصیحان سی و شش،
چرا کہ این جماعت برائے فاعل ضمیر منفصل غائب در مثنّی و مجموع وے بکسر واو و
یاء مجہول ثابت کنند و بحسابے دیگر سی نزد غیر فصیحان و بست و نہ پیش فصیحان در
صورتیکہ ضمیر متصل مفعول را در شمار نیارند و ہمان ضمیر منفصل مفعول را کافی دانند۔
و تیں داخل حساب نمی تواند شد، بدو جہت یکی اینکہ زبان فصیحان نیست دیگر از
برائے اینکہ دو لفظ مترادف حکم یک لفظ دارند۔ و ضمائر با واسطے و لیے و خاطر

یعنی ما قبل حروف محذوف باید که مبنی بر سکون بود- دیگر اعلام مرکّب یعنی نامهای
مرکّب که آخرِ کلمۂ اول آنها دائماً مبنی بر سکون باشد چوں احمد علی و حیدر علی و
محمد حسین و احمد حسین و محمد جعفر و مرتضیٰ حسن- دیگر مبدل منہ مانند مرزا کلّو بیگ و غیر آں
و میر منّو و غیرِ آں و شیخ کلّھو و غیر آں مرزا و میر و شیخ و ہرچہ ازیں قبیل بود مانند امام در
امام جعفر صادق و دیگر ائمہ علیہم السّلام و شاہ در شاہ کلو و دیگر فقرا و بابا در بابا فغانی
و دیگراں و لالا در لالا بہاری لعل و غیر آں و مسر در مسر کرپا رام و غیر آں و پنڈت در
پنڈت منسا رام و غیر آں و کاکا در کاکا سندر داس و غیر آں و نواب در نواب
نظام الملک و غیر آں ہمہ مبنی بر سکون در آخر بود- دریں صورت خواجۂ نقش بند
بهمزۂ مکسور و مرزاے کلّو بیگ بکسرۂ یا و میر منّو بکسرۂ را و شیخ کلّھو بکسرۂ خا و امام جعفر
بکسرۂ میم و شاہ کلو بکسرۂ ہا و باباے فغانی بایاءِ مکسور غلط محض باشد- ہمچنیں حال
الفاظ باقی- بالجملہ مبنی را نحویاں ہشت قسم شمردہ اند- ازانجملہ یکے مرکب است کہ امثلۂ
آں ذکر کردہ شد-

دیگر مضمرات یعنی ضمیرہا- و آں در عربی ہفتاد و در ہندی سی و پنج بود- پنج منفصل
براے فاعل آید وہ یا وہ براے مفرد مذکر غائب و مؤنثِ آں و تثنیہ و جمعِ ہر دو و نیز
نزدِ بعضی وے براے تثنیہ و جمع ہر دو بایاءِ مجہول باشد- اما فصحا ایں قول را قبول
ندارند و زبانِ ملّا ہا میے کمتبی پندارند- و براے حاضر مذکر مفرد و مؤنث آں- تُو- افصح
و زبان قدیمانِ اُردو تَیں بود- و تُم براے تثنیہ و جمع و ہر دو- و براے متکلم مفرد و
مذکر و مؤنث مَیں- و براے تثنیہ و جمع ہر دو ہَم- و شش دیگر منفصل براے مفعول
تجھے میں ماروں گا براے مفرد و مذکر و مؤنث حاضر- تمھیں میں ماروں گا براے
تثنیہ و جمع ہر دو- مجھے تُو مارے گا براے متکلم مفرد مذکر و مؤنث- ہمیں تُو مارے گا
براے تثنیہ و جمع ہر دو- اُسے تُو مارے گا براے مفرد غائب مذکر باشد یا مؤنث-

الف و نون و یا و نون با علامت مفعول واو و نون مستعمل گردد چوں گاجروں
کو مول لاؤ اور مولیوں کو بیچ ڈالو۔ و بے علامت مفعول بحال خود ماند مثالِ آں
گاجریں مول لاؤ اور مولیاں بیچ ڈالو۔ و دو حال دیگر ہمیشہ واو و نون مذکور شود
مانند گاجروں کا مول اور مولیوں کا مزا اور گاجروں سے پیٹ دکھتا ہے اور
مولیوں سے طبیعت سیر ہو گئی۔ دیگر مضاف ایں ہم چوں چیز مفرد بحیص و حرکت باشد
مثال زید کا بیٹا گھوڑے سے گر پڑا ایں فعل لازم بود در نیجا ہیچ عمل نکرد۔ مثال
فعل متعدی زید کے بیٹے نے آج گھوڑا دوڑایا اور زید کے بیٹے نے عمرو کے بھانجے
کو مار ڈالا اور زید کے بیٹے سے مجھے نفرت ہے۔ و بحذف علامت مفعول در حالت
مفعولیت متغیر نشود مثال، زید نے عمرو کا بیٹا مار ڈالا۔
و مبنی آنست کہ اصلا دراں تغیر راہ نیابد مانند فک کسرہ در مضاف و مضاف الیہ
فارسی در وقت مضاف شدن مضاف الیہ بزبان اردو مثل ہندوستان کا
والی اور زید کا غلام کہ قلب آں غلام زید کا اور والی ہندوستان کا باشد کسرۂ
آخر غلام و والی باین خیال کہ در اصل غلام زید و والی ہندوستان بکسرۂ میم و یا
بودہ اند غلط است۔ دیگر تقدیم صفت بر موصوف مانند برا آدمی اور بھلا آدمی
کہ الف آں در حالتِ مفعولیت و جمع و غیر آں یاء مجہول گردد یا واو مثالِ آں
برے آدمیوں سے خدا پناہ میں رکھے اور برے آدمیوں کو خدا غارت کرے
یا برے آدمیوں نے گھر خراب کیے ہیں یا بروں سے ڈریے یا برے سب زمانے
میں کامیاب ہوتے ہیں یا کامیاب ہیں۔ غرض ما از عدم تغیر عدم تقدم موصوف
بر صفت است۔ دیگر الفاظیکہ جمع و مفرد آں یکی باشد چوں لڈو و کدو و شلغم و ہاتھی
و غیر آں۔ دیگر حاصل بالمصدرے کہ بہ پن سازند چوں شہدپن و لڑکپن و دیوانپن
و بچپن کہ اصل آں شہداپن و لڑکاپن و دیوانہ پن یا دیواناپن و بچہ پن یا بچاپن باشد

و تعلق با بعضی حروف یا مفرد چیزے بحیں و حرکت در وقت فاعل مفعول و مضاف
و متعلق با حرف شدن در فعل متعدی بہماں شرط کہ جمع مذکور شد۔ و مبتدا شدن
نیز در جمع ہمیں قاعدہ را میخواہد مثل پیڑا کہ چوں جمع آں را فاعل آرند الف با
یائے مجہول مبدل شود مانند پانچ پیڑے میرے ہاتھ سے گرے۔ و اگر مفعول
آرند و علامت مفعولیت ہم ذکر کردہ شود بجائے الف مفرد واو و نون جمع
آید مثال آں، آج سات پیڑوں کو میں نے کھایا و بغیر علامت در مفعول
ہم ہماں یائے مجہول بجائے الف کافی است مثال اینکہ چار پیڑے آج میں نے
کھائے۔ و در اضافت و تعلق حروف ہم واؤ و نون بجائے الف صحیح باشد
والا غلط مثال پیڑوں کا مزا کچھ اور ہے اور پیڑوں سے ہرگز جلیبیاں بہتر نہیں
مثال مبتدا دو پیڑے ٹوکری میں اور ہیں یا تین پیڑے ٹوکری میں اور باقی ہیں
مثال مفرد۔ ہرگاہ آنرا فاعل فعل متعدی ساختہ نے را کہ علامت تعدیہ ست بعد
آں بلا فاصلہ آرند الف با یا مبدل گردد مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب
کیا۔ و در فعل لازم الف بحال خود ماند مثال آں، ایک پیڑا ٹوکری سے گر پڑا۔
و در حالت مفعولیت ہم یائے مجہول بجائے الف آید۔ مثال آں، ایک پیڑے کو
میں نہیں کھاتا چار پانچ ہوں تو کھاؤں۔ و اگر علامت مذکور نکنند الف بحال خود
ماند مانند اینکہ، ایک پیڑا میں نہیں کھاتا۔ مثال مضاف ایک پیڑے کا ٹکڑا میں
نہیں کھاتا۔ مثال متعلق با حرف ایک پیڑے سے اپنا پیٹ کب بھرتا ہے۔ دیگر
کا علامت اضافت است در مذکر بیان آں در بحث اضافت گزشت۔ دیگر
یا و نون غنہ و الف نون غنہ جمع کہ در حالت فاعل و مبتدا شدن دال بر فاعلیت
و مبتدا شدن باشد مانند گاجریں چلیں اور گاجریں ٹوکری میں ہیں اور مولیاں
بازار میں آئیں اور مولیاں گر دی ہیں۔ در وقت مفعول و مضاف و متعلق شدن با حرف

کتنے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے وگاہے چنیں نہ بود مثال تم لوگ بھی کتنے بے مروت ہو۔ وبا یک کس ہم در مقام تعظیم روا بود۔ وکے با کاف مفتوح ویا ہمیشہ برائے سوال بود مانند کئے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے۔ وکئی ہمیشہ مبرّا از سوال باشد مثال آں، کئی آدمی اُن کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ ودر عدد واحد زن ومرد مساوی باشد مانند ایک رنڈی وایک مرد ودر زیادہ ازاں برائے زن صیغۂ جمع درکار است وبرائے مرد صیغۂ مفرد مانند دو رنڈیاں اور دو مرد اور تین رنڈیاں اور تین مرد۔ وآنچہ بعضی گویند کہ مرد لفظ فارسی است واز جملۂ آں الفاظ است کہ مفرد وجمع آں یک حکم دارد مانند لڈو وہاتھی وانار وسیب وریں صورت فرق در مرد وزن ہماں باقی ماند، والّا باید کہ ہر لفظے کہ بمعنی زن بیاید سوائے واحد، جمع آں مذکور کنند وبمعنی مرد بخلاف آں مفرد وچنیں نیست۔ زیراکہ مردوا ہم بمعنی مرد است ودو مردوا وتین مردوا گفتن درست نباشد بلکہ دو مرد وے اور تین مردوے صحت دارد۔ جواب شاں بضعف این است کہ مراد از لفظے است کہ در مرد ان فصیح مروج باشد نہ انیکہ مخصوص بہ زناں۔ پس موافق قاعدۂ کہ ذکر کردہ آمد لفظ مرداں بمعنی زن در ہندی رنڈی وعورت وکسبی وخانگی وکنچنی وڈومنی ورام جنی ونیک بخت وغیر آں باشد۔ وبمعنی مرد مرد وآدمی وشخص۔ و واؤ ونون غنہ بعد واؤ در آخر اعداد سوائے واحد برائے حصر آید مانند تینوں رنڈیوں زید کو دیے یا چاروں تربوز عمرو نے کھائے۔ ودر صدہا وہزارہا واؤ ونون دلالت بر زیادت عدد نماید مثل سیکڑوں اشرفیاں عمرو کو بخشیں اور ہزاروں روپئے زید سے لیے ولک کرور وزیادہ ازاں نیز در حکم صد وہزار باشد۔

ومُعرب آں بود کہ آخر آں متغیر شود از جہتے مانند جمع چیزہائے بجنس وبحرکت بشرطیکہ حرف آخر شاں الف باشد در حالت فاعلیت ومفعولیت واضافت و

آج ملاقات ہوئی یا تین کسبی اور چار خانگیوں کو آج دیکھا۔ باقی قاعدۂ فاعل مذکر و مؤنث و مفعول با علامت و بے علامت برہمیں قاعدہ قیاس باید کرد۔ و در دو لفظ ہندی و یکی ہندی و دیگر فارسی واو عاطفۂ فارسی آوردن خوب نیست مثل جھاڑو و ٹوکرا یا جاروب ٹوکرا۔

دیگر عطف بیان و آں علم شے بعد چیزے باشد کہ مثل علم بود از قبیل کنیت غیر آں مثل ابو الحسن و ابو القاسم محمد در عربی و پدر مرزا محسن در فارسی اور مینڈو کا باپ نور خاں در ہندی۔ و فرق درمیان بدل و عطف بیان بسیار نازک است زیرا کہ ہر دو یکے معلوم می شود مثلاً میں رستم کی ناک مروڑ ڈالنے والا حسن بیگ ہوں یا میں حسن بیگ کا بیٹا محمد بیگ ہوں عطفِ بیان باشد۔ اور زید بھائی تیرا آیا، یا بھائی تیرا زید آیا یا تیرے بھائی زید نے عمرو کو مارا بدل بود۔ میانہ این عبارت ہا بعد تامل باید دانست کہ تفاوت چیست۔ بالجملہ آنچہ اہل طریق بیان است بگمان راقم داعی این است کہ در عطف بیان قید علمیت واجب باشد مثل ابو الحسن علی و در بدل چنیں نباشد چرا کہ تیرا بھائی زید آیا اور زید بھائی تیرا آیا ہر دو برابر است۔ در عبارت اول زید بدل و تیرا بھائی مبدل منہ بود و در عبارت دوم زید مبدل منہ و بھائی تیرا بدل باشد۔ لیکن ایں قدر تفاوت موجب تشفی طالب نمی شود چرا کہ دریں عبارت کہ میں رستم کی ناک مروڑنے والا حسن بیگ ہوں اگر حسن بیگ را کہ عطف بیان افتادہ است بدل گوئیم نیز جا دارد۔

و علامت تمیز کتنا و کتنے و کے و کئی و عدد باشد و کتنی بایاء معروف مفرد مؤنث و جمع نیز کتنیاں نیز جمع آں بود۔ و کتنا بیشتر برائے سوال از بزرگی و خردی و ثقل و خفت چیز باشد مانند یہ ڈھیر کتنا ہے یا یہ ٹکڑا کتنا ہے و گاہے متضمن سوال نبود مثال تو بھی کتنا بچا ہے۔ و کتنے بایاء مجہول بیشتر برائے سوال از عدد باشد مانند

سے تر ہو گئی ساری یا ہندہ دریا میں ڈوب گئی ساری یا رنڈیاں دریاؤں میں ڈوب گئیں
ساری یا ساریاں لیکن اول فصیح تر است۔
دیگر عطف و علامت آن اور بروزن جور باشد۔ و در بعضی مواقع واو در الف غائب
شود و فتحۂ الف بحال خود ماند و داخل نکردن این حرف در حروف اردو از جهت
عدم ثبوت اصالت است زیرا که استعمال در بعضی احیان معتبر نباشد بلکه در جمیع اوقات
بخلاف گھر و بھر و بندرابن و پنڈول وغیر آن که در جمیع احیان بدو حرف بمنزلۂ یکحرف
استعمال نمایند۔ مثال زید آیا اور عمرو بمعنی ہر دو آمدند و زید آیا و عمرو آیا ہم صحیح باشد
و اگر فاصلے از قبیل فعل یا اسم فاعل و نظائر آں در میان معطوف و معطوف علیہ نباشد
در فعل صیغۂ جمع ضرور است مانند زید اور عمرو آئے اور نورن اور ظہورن آئیں یا آئیاں
و در زید آیا اور عمرو، عمرو معطوف است و زید معطوف علیہ این مثال فاعل بود
مثال مفعول زید اور عمرو کو دس اشرفیاں دو۔ یا زید اور عمرو کو دس اشرفیاں اور
دس روپئے دو۔ زید اور عمرو مفعول اول اور دس اشرفیاں اور دس روپے مفعول
ثانی۔ و در معطوف و معطوف علیہ فاعل فعل متبع معطوف باشد مثال آن زید کے
دس روپے اور پانچ اشرفیاں جاتی رہیں یا پانچ اشرفیاں اور دس روپے جاتے
رہے اور پانچ رنڈیاں اور چار مرد آئے یا چار مرد اور پانچ رنڈیاں آئیں۔ مثال
متعلق بحرف در ینجا جمع معطوف و معطوف علیہ رالے جمع معطوف آید تین خانگیاں اور دو کسبیوں
سے آج ملاقات ہوئی۔ و این قاعدہ در مفعول ہم جاری است مثال تین رنڈیاں
اور چار مردوں کو آج زید نے اشرفیاں دیں۔ و نزد بعضی موافقت شرط است مانند
تین خانگیوں اور چار کسبیوں سے آج ملاقات ہوئی لیکن عدم موافقت فصیح تر است
مثال مفعول تین خانگیوں اور چار کسبیوں کو آج دیکھا و این از اول نیکو تر بود۔
و در معطوف علیہ صیغۂ جمع را ذکر نکردن ہم جائز بود مانند تین خانگی چار کسبیوں سے

لفظی کہ سوائے ہندی نامی در فارسی نداشتہ باشد چوں پھلکاریؔ نادرو چھینٹ بوٹہ
دارد و چنیں لفظ در عطف و اضافت ہم حکم فارسی دارد۔ دیگر تکرار برائے تاکید خواہ بدو
لفظ خواہ بہ یک لفظ خواہ باسم خواہ بفعل مانند کون آیا، جواب زید زید۔ مثال
دیگر زید کیا آیا، جواب آیا آیا۔ یا در حالت سرور آیا، زید آیا زید۔ و بہت سی بہت
سیاں در مونث و بہت سا و بہت سے بایاء مجہول در مذکر و اکٹھے و اکٹھا در مذکر
و اکٹھی و اکٹھیاں در مونث نیز حکم تکرار دارد۔ و سارا و سارے و ساری و ساریاں
نیز ازیں قبیل بود۔ مثال نورن خفا ہوئی بہت سی اور امیر بخش اور ظہورن اور
حسینی آج ہم سے خفا ہوئیں بہت سی و بہت سیاں نیز صحت دارد لیکن نزد بعضے
فصیحاں برائے مفرد و جمع ہماں یک لفظ بہت سی باشد مانند آج ہم سے بہت سی
رنڈیاں خفا ہو گئیں۔ لیکن در مذکر مفرد و جمع باہم تفاوت آید مثال آں فلانا
ہم سے آج بہت سا خفا ہوا۔ اور عمرو اور زید اور بکر آج ہم سے بہت سے خفا
ہوے۔ و اکٹھا و اکٹھے بایاء مجہول ہر دو برائے مذکر مجموع درست است لیکن
بایاء مجہول افصح باشد و اکٹھی بایاء معروف برائے مونث مجموع و اکٹھیاں نیز لیکن
اول فصیح تر بود مثال کئی مرد اکٹھے ہوے فصیح باشد اور کئی مرد اکٹھا ہوے
صحیح غیر فصیح۔ اور کئی رنڈیاں اکٹھی ہوئیں فصیح اور کئی رنڈیاں اکٹھیاں ہوئیں
بر زبان بعضی کئی رنڈیاں اکٹھا ہوئیں ہر دو غیر فصیح باشد۔ و بعضی اکٹھا و اکٹھی
برائے مفرد نیز تجویز نمایند و ایں عبارت شاں مثبت ایں دعوے افتد کہ زید جوتوں
کے ساتھ اکٹھا ہوا اور ہندہ سینگی والیوں کے ساتھ اکٹھی ہوئی۔ لیکن ایں عبارتہا
گفتگوے فصیحاں نباشد۔ اور زید پانی سے تر ہو گیا سارا اور عمرو تالاب میں ڈوب
گیا سارا اور لوگ دریا میں ڈوب گئے سارے لیکن بیشتر دریا را درا دو دریاؤ
استعمال میکنند و بغیر واو ہم از زبان بعضی صاحباں مسموع است۔ اور ہندہ پانی

جعفر قلی بیگ رضا قلی بیگ حسن قلی بیگ زین العابدین بیگ عسکری بیگ مہدی قلی
بیگ عباس قلی بیگ مرزائی بیگ آغائی بیگ مرزا محسن۔ ازین نامہا مرزائی بیگ
در تورانی بجا ہم شنیده می شود ساکنان جدّی بل اکثر فرزندان خود را بدین اسماء
موسوم سازند از طرف اہل ایران اجازت است۔ اعلام مخصوص باولادِ کشمیر
محمد اکبر محمد اکرم محمد ضیا محمد کاظم محمد عابد محمد باقر محمد صادق محمد جعفر محمد عسکری بخلاف محمد علی
و محمد حسین و محمد حسن و محمد رضا و محمد تقی و علی نقی که اینہا مشترک ہستند۔ دیگر محمد صابر و
محمد صبور و عبد الشکور و عبد الغفور اینجا بیشتر و جاے دیگر کمتر۔ و محمد مقیم و محمد سخی اگر در فرقۂ
دیگر باشند شاذ است سواے محمد لیث و محمد صبور۔ اعلام دیگر که اول آنہا محمد است
مخصوص باہل خطہ ہستند جاے دیگر ہم رواج دارند لیکن جزو اول شان مرزا یا
میر است نه لفظ محمد مثل مرزا کاظم و مرزا جعفر و مرزا علی اکبر و آغا علی اکبر نام اہل
ایران بیشتر است محمد اکبر غیر جیرا که این نام خصوصیت بحضرت کشمیر دارد۔

و چیزے است از اسم که تابع اسم دیگر و مذکور بعد متبوع و ماقبل خودش باشد
از انجمله یکی علم متخصص بود که بعد او صاف مذکور کنند پس آن اوصاف را مبدل منه و
علم را بدل نامند۔ مثال آن آج ہمارے گھر داناؤں کا تاج سر اور فصیحوں کا سر آمد
میر محمد علی آویگا۔ داناؤں کا تاج سر صفت اول اور فصیحوں کا سر آمد صفت دوم
این ہر دو مبدل منه باشد میر محمد علی علم و بدل بود۔ دیگر صفت که ہمیشه تابع موصوف
باشد یکی افراد و جمع و دیگر تانیث و تذکیر و فاعلیت و مفعولیت و متغیر شدن بحرف
مانند بڑی رنڈی و بڑا مرد اور بڑی رنڈیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے اور بڑے
آدمیوں نے شہر گھیر لیا ہے یا بڑی رنڈیوں کو شہر سے نکال دو اور بڑے آدمیوں
سے ڈریئے یا بڑی رنڈیوں سے ڈریئے یا بڑے آدمی سے ڈریئے یا بڑی رنڈی سے ڈریئے۔ و کسرۂ آخر موصوف
در ہندی جائز نبود که آن مخصوص زبان فارسی است چون مردِ بسیار و بھولِ خوب۔ الا در آخر

وتنّو وچھنگا وجیون وشب براتی ومنگلی وعید وورمضو وسدّو ونجّو ونبّو وبچّو وجھمّو و
پیاز وو نوراؔ و فتوّ لقب و ترخیم فرزندان اردوداں باشد۔ وفخرو وفضلو وبھجّو وجھبّو وگھو
وجھمو۔ وفتو وچھجو وجیون مشترک اند باقی مخصوص بدہلویاں - اگر دیگراں تقلید شاں کردہ فرزندان
خود را بالقاب مخصوصۂ شاں ملقب سازند گریز نیست - اما اعلام پنجابی پسران نور محمّد و
عبدالحفیظ محمد اعظم محمد حنیف عصمت اللہ نعمت اللہ فیض اللہ عبدالحق عبدالکریم محمد جمال
وگاہے پیر محمد نورالعین امانت اللہ قل احمد عبدالحکیم عبدالصمد عبدالاحد عبدالقادر محمد غوث
غلام محی الدین نیاز محی الدین قل محمد محمد نظر محمد منظر عبدالقدوس یونس محمد محمد افضل۔
اما اعلام پسران اہل پورب غلام قطب الدین علم الہدٰی نورالبقا نجدت ارتقا شیخ
مزمّل الم ترکیف میرطہٰ شیخ یٰسین غلام فاروق کرم صفی غلام سادات عبدالجامع
عبدالواسع غلام ولایت وصف اللہ من اللہ میر کریم قلی امانت حسین برکات اللہ
ابن علی کرم الرحمٰن حمید اشرف مرید اشرف شمیم اللہ صبغت اللہ واحد علی ورد علی غلام
مخدوم غلام زکریا غلام عثمان مولا بخش پیر بخش - و در بعضی اسما اہل پنجاب شمول اہل
پورب وعکس آں نیز مضائقہ ندارد - اعلام مخصوص با اہل توران بارانی بیگ
ہانی بیگ جانی بیگ نوری بیگ تنگری قلی بیگ خواجہ خوانم قل خواجہ غلام نقشبند
مینڈا بیگ نیاز خواجہ نثار خواجہ نقشبند تنگری وردی بیگ میر جالش خواجہ فضائل
میر بلاق لالا بیگ توتا بیگ پیرا بیگ بچاق بیگ توخمش خان اتنکر بیگ ترّاب بیگ
ابدال بیگ میر بدل میر ساقی اغربیگ چاغربیگ قراخاں - یک دو نام کہ ازیں
نامہا جاے دیگر در فرقۂ دیگر مسموع می شود بہ تقلید اینہا باشد یا اصل مسمّی ازیں جماعت
خواہد بود - ودریں صاحبان برادر را آکا و بزرگ را ایشان ولی را حضرت ایشان
وہمچنیں وقت گفتگو مخاطب عالیقدر را حضرت گویند و پیش از شروع ہر کلام تقصیر بر
زباں دارند مثل صاحبان سرنگ پٹن و مندراج - اعلام مخصوص با اہل ایران

تاویل کردن تکلف است و حفیظا را در اصل حفیظہ نشان میدہند پس بہ قاعدۂ
تبدیل ہا آخر کلمہ در ہندی بالف محقر نباشد۔ و پریا تحقیر پیر بخش است و مٹھیا را
محقر مٹھو و مدھیا را محقر مادھو و منڈیا محقر منڈ و سڈھیا را محقر سیڈھو صحیح دانند
و دریں محقر ہم تحقیر بہ یا معتبر دانند و الا از گلو گلا محقر استعمال یافتے نہ گلیا و از سیڈھو سیڈھا
نہ سڈھیا۔ شاید نزد اہل تحقیق سیڈھی اصل سڈھیا باشد و منڈی اصل منڈیا باشد
و الف برائے فصاحت در آخر آں زیادہ بر مطلوب شمار می کردہ باشند۔ و ترخیم در
در گلو بواو معروف در مذکر از گل محمد یافتہ می شود و در لقب گلو و کلو و کلوا اعتبار
رنگ سیاہ نیکوتر است۔ و علامت منادی گاہے محذوف نیز می شود و مثل مرزا
محمد علی ادھر آؤ اور دائی خیرن بات سنو۔ و لقب و ترخیم و علم در شاہجہان آباد
مخصوص بہ ہر فرقہ باشد اما فجو و بھجو و کبو۔ و میاں جان و جھبو و شبن و ابو و مجھو و لبو
و منو و مدو و قدو و عظمو و عصمو و نصرو و کمو و حفظو و کلو و اچھن بیشتر لقب و ترخیم
کشمیری بچہائے شہر باشد۔ لیکن اچھن و بھجو و جھبو و کلو و حفظو شاید کہ نام اطفال
غیر کشمیری ہم باشد۔ و اما رلدو و جیون و سوندھا و کلو و بھاگو و جھنگا و للو و دوستی
و کرمو و رحمو و دھنو و سمو و شمو و پنو و چنو و دھنا و شکرو و سوندھی و گاماں و جھنڈو
و بھلا و صلا و لدھا و ملکو و جلو و حیا و بولا و کھما و ہینگا و بھلو و رانجھا و شبو و صوبا اکثر
لقب و ترخیم اولاد پنجابیاں باشد۔ و دریں القاب و ترخیم جیون و کلو و حفظو و بولا
و جلو و گاماں و شکرو و دھنا جائے دیگر ہم است و سمو و چنو جائے دیگر نقل پنجابیاں
بو و زیرا کہ سمو لقب باگڑی بچہ ہم شنیدہ می شود۔ و چھدئی و منڈئی و بچئی و بھکیئی
و قدرت و نصرت و اطہر و اظہر و برکت و مہدن و وصفن و نکرما و مکا و الفت و بھگن
و چھگن لقب و ترخیم اولاد پوربیا باشد۔ و چنو و ننھو و نتھو و ملھو و گلو و کمو و فضلو و
فیضو و فخرو و الفو و عزو و حسو و حسنو و جما و خیرو و خیرا و چھبا و بندو و کلو با واو معروف

وصمصام قلی و سلیمان بیگ گویند و بعضی واجب شمارند بلکہ سہو لقب نزد لطف علی بیگ
نزد شان مستبعد نباشد۔ و اصل شمو شاہم قلی بیگ یا شمس الدین ذکر کنند۔ و بعضی میر
مرتضی را میر شمو خوانند و اصل گبو با گاف گلاب خان و اصل کبو کلب علیخان دانند بعضی
میر علیم الدین میر عتیق اللہ را گبو و کبو شمارند و اصل سلو سلام اللہ و سلیم بیگ سلامت علی
و سالم علی خوانند۔ و بعضی شیخ محمد حیات و غیر آن نشان دہند۔ و اصل شبن شہاب
شہاب الدین و شب برائی ثابت نمایند و بعضی میر مظفر را میر شبن لقب سازند۔ و اصل
بھیکھا بھیکن خاں۔ و بعضی لقب قطب الدین خاں برائے درازی عمر دانند۔ و اصل
حسو حسن علی و بعضی ملقب باین لقب از جہت خندہ کردن بسیارش در صغر سن گمان
برند۔ و صاد و سین و حا و ہا را در بعضی مقام نزد اہل اردو یک حقیقت است الّا
ریختہ گویان بملاحظہ قافیہ تحقیق این معنی منظور دارند۔ و روشن الدولہ را روشن دولا
و کمال خاں را کملو و کرم علی را کرمو و کلب علی را کلبو و فضل علی را فضلو و فیض علی
را فیضو و قادر بخش را قدرو گفتن بترخیم خالی از نزاع بود۔ و نان بائی و عطار و
گندھی و کونجڑا و بساطی و حلوائی و حکاک و تنبولی و دھوبی و قصائی مثل ادمیاں
نان بائی اور او کونجڑے ہمہ داخل صفات بود۔ و گھڑ منہا و گدھا و اونٹ و گینڈا
وارنا دہرن و خانم صاحب و کتا و کپا و لکڑی و بڑ منہا و کپھا وج مانند او گھڑ منہے
یا او گدھے یا او اونٹ یا او بڑ منہے ہمہ اسم زیبا بود کہ در ہندی پھبتی گویند۔ و تحقیر
در مذکر بیشتر با الف و کمتر با یا حاصل آید و در مؤنث اکثر با یا و اقل با الف مثل نورا و بھیکھا
و جھبا و رجبی و قطبی در مذکر و رحمانی و رجبی و قطبی و سبحانی و حفیظا و پریا و مٹھیا و
مدھیا و منڈھیا و سنڈھیا در مؤنث۔ بعضی تحقیر رحمانی و رجبی و قطبی و سبحانی در مؤنث
قبول ندارند گویند کہ رجبی بتکیم احتمال دیگر ندارد و ہم چنین حال دیگر الفاظ یعنی رجبی
از رجب النسا نہ گرفتہ اند مگر قطبی بہ قطب النسا تاویل می تواں کرد۔ و رحمانی از رحمن بخش

لکھوا اورا و بے شمشیر قلی ہوت اورا و جی میاں نورا اور اے نورا اور اوربے بختیار۔ مثال معرفہ غیر معلوم او جانے والے یا او لال پگڑی والے یا اناکے لڑکے یا ککڑیوں والے ہوت یا اناجی ہوت یا اجی سرخ ڈوپٹہ والے ذرا ادھر تو دیکھو۔ صیغۂ اسم فاعل در جانے والے و دستار سرخ در لال پگڑی والے ہوت و ہوت ولدیت دایۂ فروختن بادنجان اُتو کردہ یعنی خیار کہ در ہندی ککڑی خیار را میگویند نکرہ را بپایۂ علمیت رسانیدہ وہم چنیں اناجی و دوپٹہ سرخ در ندلے مونث کار خود را کرد زیرا کہ لقب وصفت اسم زیبا و حاصل تحقیر۔ و ترخیم ہم بمنزلہ علم می باشد البتہ شخص را از دیگر شرکاء ممتاز میگرداند مثل میاں بھجو و میاں کلو و میاں مٹرو و میاں فجو و میاں کمو و میاں چھبو و میاں نتھو و میاں چھجو و میاں ممو و میاں ننھو و میاں کیو و میاں گبو و میاں سلو و میاں شبن و میاں بھیکھا و میاں چھٹو و میاں مٹھو کہ اعلام اینہا در اصل چیزے دیگر باشد و شہرت باین القاب کردہ باشند۔ و تخلص شعرا نیز داخل ایں نوع باشد و کمتر کساں ازیں صنف خواہند بود کہ سوائے تخلص بنام شہرت دارند و نزد بعضی بھجو و مٹرو و چھبو و چھٹو و مٹھو داخل القاب است باقی ہمہ ترخیم حاصل شد۔ گویند کہ اصل کلو کالے خاں یا کلب علیخاں یا میر کلاں یا چیز دیگر است۔ و نزد بعضی رنگ سیاہ در صغر سن باعث شہرت شخص بایں نام شود و اکثر بامتحاں رسیدہ کہ میر کلو و مرزا کلو و شیخ کلو و کلو خاں در اصل میر زین العابدین و مرزا عنایت اللہ و شیخ احمد علی و شہاب الدین محمد خاں بودہ اند۔ دریں صورت ترخیم گنجایش ندارد یعنی لون ایشاں دال بریں لقب است۔ وہم چنیں اصل فجو فضل علیخاں و فیض علی بعضی قبول نمی دارند گویند کہ گاہے اصل میر فجو میر غلام حیدر ہم ثبوت میرسد و اجہنیست کہ فجو مرخم فضل علی و فیض علی در ہمہ جا باشد و اصل کمو کمال الدین و کرم علی و قمر الدین و نزد بعضی نام کمو مراد علی ہم باشد و اصل نتھو نتھے خاں نشان دہند۔ و بعضے سبب ایں لقب حلقۂ طلا را دانند کہ در بینی اطفال اندازند۔ و اصل ممو سلام اللہ و عبد الصمد

ہمارے گھر آئے سوائے مرزا مُغل یا غیر از مرزا مُغل یا بجز مرزا جعفر یا ورائے مرزا عبداللہ یا نہیں تو مرزا ہادی۔ مثال منقطع ساری برادری ہمارے گھر آئی اِلّا موتی کتا۔ ظاہر است کہ سگ داخل برادری نمی تواند شد وغرض گوینده ازاں حصر جمیع اخوان است یعنی ہر قدر کہ برادراں داشتم ہمہ آمده بودند مگر کسی کہ نیامد موتی نام سگے است کہ با من مانوس وخواص آدم ازو پیدا است تا شنوندگاں دریابند کہ ایں شخص ہرگاه سگ را دریں مقام فراموش نمی کند فراموش نمودن برادری از وچہ امکان دارد۔ لفظ کسیکہ برائے ذو العقول است برائے مراعات ذکر قوم و برادری است ہر چند دریں مقام بیجا بود۔

ذکر منادی

حروف دال بر منادی چند است او و ارے و اری و ابے و اوبے و ہوت و اجی و اوجی و ائے و اورے و اوری یا یا معروف برائے مونث۔ بالجملہ اجی برائے معرفہ آید مثال اجی مرزا محمد علی صاحب یا اجی بی بنو۔ باقی ہمہ برائے نکره آید یا برائے معرفہ غیر معلوم۔ ومعرفہ غیر معلوم عبارت از متصف بودن شخص بصفتی یا ممتاز شدن آن از دیگرے بہ نشانی قرار داده داده ایم۔ مثال نکره او بھیّا او میاں ارے آدمی اری لڑکی یا اورے چھوکرے یا ابے لڑکے ہوت یا اوجی میاں یا اوبے لونڈے برائے مذکر۔ او رنڈی و اری رنڈی و اوری رنڈی و اے رنڈی و اجی بی صاحب برائے مونث۔ و در عالم تحقیر و تذلیل منادی یا وقت منادی ساختن کم قدری حروف مذکوره یا معرفہ ہم استعمال پذیرد مثل اورائے بیل و اے رائے بیل و رائے بیل ہوت یا اوجی بی لکھو با و او مجہول یا اے چنبیلی یا اوری یاسمن برائے مؤنث۔ و ہم چنیں برائے مذکر ہم آید مثل او مٹروا۔ اور اورے کلوا او رہ ابے

در ذکر تمیز

تمیز مراد از لفظی بود که رفع ابہام نماید مثال لیجا چار کوڑی پوسیرا، نہ پوسیری یا لیجا آدھی کی پاؤسیر۔ معلوم نشد کہ کدام چیز میفروشد ہنوز مبہم است تا وقتیکہ گاجریں بگوید یا شاہ مرداں کی لالڑیاں رفع ابہام می شود۔ پس فروشندہ را ضرور است کہ دو بار مبہم فروشد و یکبار تمیز را بر زبان آرد اگر دو بار لیجا کوڑی پوسیرا گوید یکبار باید کہ این ہم بگوید لیجا چار کوڑی پوسیرا شاہ مرداں کی لالڑیاں یا گاجریں ہیں آدھی کی پاؤسیر و ہمچنیں پیسہ کے سولھاں گنڈے و نیز سولہ گنڈ ضعیف یعنی کوڑیاں۔ دیگر کوڑی کوڑی لیجا یعنی کھٹے کی پھانک۔ دیگر دمڑی کے دو لیجا یعنی تربوز کے ٹکڑے۔ دیگر لیجا لب دریاؤ کی یعنی ککڑیاں لب دریاؤ کی باشباع اضافت و واؤ بعد دریا غلط و یاء لب را چناں باضافت کسرہ دہد کہ بروزن بے معلوم شود۔ دیگر کوڑی کوڑی کنگن منگن ممیز کوڑی است۔ دیگر دھیلے دھیلے لگا دیا ہے یعنے ڈھیر اروی کا ادھیلے ادھیلے غلط دھیلے دھیلے صحیح است۔ اگرچہ شرفا نیم فلوس را ادھیلا گویند لیکن از زبان فروشندگاں ہمیں خوشنما تر است۔

ذکر مستثنےٰ

و آں متصل بود و منقطع متصل آنکہ در مستثنیٰ منہ داخل باشد و منقطع آنکہ چنیں نہ بود۔ و مستثنیٰ یعنی بمعنے جدا شدہ از چیزے پس ہرچہ جدا شدہ باشد مستثنیٰ گفتہ شود و ہرچہ ایں را از آں جدا سازد مستثنیٰ منہ باشد۔ مثال متصل ساری برادری کے لوگ ہمارے گھر آئے الّا مرزا حیدر علی یا مگر مرزا حیدر علی۔ و الفاظ دال بر استثنا سوائے الّا و مگر در اردو سوائے و غیر از و بجز و ورائے و نہیں تو باشد۔ مثال آں ساری برادری کے لوگ

غلام نقشبند کا توران بہتر ہے - ظاہر است کہ متکلم اول در محلہ از محلہ ہاے دہلی خانہ داشتہ باشد وہم چنیں حال مخاطب در لکھنو بایں کمتر مناسبتی کہ ہر دو را ایں دو شہر است خودش الک دہلی گردیدہ و مخاطب را مالک لکھنو قرار دادہ - نیز بہمیں نسبت نسبت آغا با قرباران و نسبت خواجہ غلام نقشبند با توران خیال باید کرد - یا اضافت مقابل یائے نسبتی مانند خراسان کی تلوار بجاے شمشیر خراسانی یا حجاز کا بجاے حجازی یا دلی کا بجاے دہلوی حجاز کا بجاے حجاز کا رہنے والا و دلی کا بجاے دلی کا رہنے والا - و اضافت بطرز فارسی کہ بکسرہ مضاف باشد در دو لفظ ہندی یا یکی ہندی باشد و دیگرہ فارسی بزبان اردو غلط بود مانند اوس برسات یا شبنم بھادوں یا اوس صبح -

دربیانِ حال

اگر کسی گوید کہ موافق قاعدہ نحو ذکر حال و مستثنیٰ و تمیز بعد مفاعیل اولیٰ بود جوابش اینست کہ در عربی ذکر آنہا در یک فصل از سبب منسوب شدن شان قرار پذیرفتہ در زبانِ اردو کدام قاعدہ باعث بر ذکر شان در یک مقام است - مختصر کہ حال لفظی بود دلالت کنندہ بر حالتِ فاعل یا مفعول بہ در وقتی و صاحب آں حالت ذوالحال در عربی بود در اردو برائے آں نامے مقرر نیست مثال فاعل آج زید حیران چلا جاتا تھا - یا عمرو روتا جاتا تھا یعنی زید راہ میرفت در حالتِ حیرانی یا عمرو راہ میرفت در حالت گریہ دریں جا زید کہ فاعل است ذوالحال است و حیران حال و در جملہ ثانیہ عمرو ذوالحال و روتا حال - مثال مفعول بہ زید کو آج میں نے روتا دیکھا یا عمرو کو آج میں نے ہنستا دیکھا زید و عمرو ہر دو مفعول بہ ذوالحال اند و فاعل ضمیر متکلم و روتا و ہنستا حال -

دیگر اینکه اضافت بعد اضافت در معنوی گنجایش پذیر است مثال زید کے ماموں کے بھتیجے کے بھانجے کے سالے کا سالا بڑا حرامزادہ ہے۔ و لفظی آنکہ مضاف و مضاف الیہ آں پیوستہ خبر باشد مانند زید صورت کا اچھا ہے اور عمرو اپنے کام کا پکّا ہے اور بکر قول کا پورا ہے اور خالد بات کا سچا ہے و ہم چنیں تلوار کا دھنی اور میداں کا مرد اور رن کا ساونت اور سبھا کا اِندر اور وقت کا کنھیا اور لاڈ کا پلا اور مُنہ کا بھونڈا۔ و در مضاف و مضاف الیہ چوں خواہند کہ دو لفظ را ایک لفظ ساختہ چیزے را آں موسوم سازند علامتِ اضافت ندور کردہ مضاف را بر مضاف الیہ مقدم سازند و علامت تانیث و تذکیر ہم از مضاف گرفتہ بمضاف الیہ دہند مانند بڑمُنہا بمعنی خوک و بڑمُنہی مادۂ آں۔ و بھنڈ قدما بمعنی مرد سبز قدم و بھنڈ قدمی بمعنی زن سبز قدم و تھوڑجیا بمعنی شخص نامرد و تھوڑجئی بمعنی زن نامرد اصل بڑمُنہا مُنہ کا بڑا اور بڑمنہی در اصل منہ کی بڑی بودہ است۔ دیگر الفاظ را ہم بریں قیاس باید کرد۔ خلاصہ اینکہ اضافت یا میانۂ دو چیز شبیہ بیکدیگر واقع شود چوں گل رخسارہ و سنبل زلف و خورشید دولت و ستارۂ اقبال و مطلع جبیں و سرو قامت۔ و در ہندی تیرے اقبال کا ستارا چمکتا ہے یعنی اقبال تو چوں ستارہ درخشد۔ یا تیرے قد کا سرو بہت بلند ہے یعنی قدِ تو چوں سرو بلند است۔ یا درمیان دو چیز کہ یکے مادۂ دیگرے باشد مانند مٹی کا گھڑا اور لکڑی کا تخت ظاہر است کہ گِل مادّہ سبو است و چوب مادۂ تخت۔ ہم چنیں چاندی کا گھڑا یا سونے کی چوکی۔ یا میانۂ مالک و مملوک مانند زید کا غلام یا عمرو کا گھوڑا یا در محتاج و محتاج الیہ مانند گھوڑے کا زین اور ہاتھی کی جھول۔ یا بالواسطہ میں کہ بمعنی در است مثال آں باغ کی سیر کی بمعنی باغ میں سیر کی۔ یا بادنیٰ علاقہ و آنرا در عربی اضافت بادنیٰ ملابست خوانند یعنی بکمتر مناسبتی مضاف ملک مضاف الیہ شود مثال ہماری دلی تمھارے لکھنؤ سے بہتر ہے۔ یا آغا باقر کے ایران سے خواجہ

سوائے تعلیم مروج نباشد زبانِ اُردو است۔ و فائدۂ اضافت در معرفہ تعریف است یعنی نشان دادن چیزے بکسی مانند اینکہ غلام زید کا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے۔ درینعبارت غلام زید مبتدا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے خبر باشد۔ وفائدۂ آں در نکرہ تخصیص است یعنی چیز عام را خاص کردن تا نزدیک بمعرفہ رسد۔ مانند اینکہ مرد کا غلام رنڈی کے غلام سے بہتر ہے مرد کا غلام مبتدا رنڈی کے غلام سے بہتر ہے خبر۔ و فرق در تعریف وتخصیص آن است کہ تعریف دلالت کند بر ذات معین مثل غلام زید کا معلوم شد زید کہ او را ما میدانیم غلامش بہ از پسر عمرو است کہ او را نیز میدانیم یا زید شخصی معینی ہست غلام او از پسر شخصی کہ عمرو نام دارد بہتر است۔ وتخصیص دال بر ذات معین نمی شود مثال آں مرد کا غلام یعنی ہر مرد کا غلام دریں مقام گیرند چرا کہ دریں عبارت کہ مرد رنڈی پہ ہر صورت میں غالب ہے ہر مرد و ہر رنڈی مراد است و اگر چنیں نباشد مرد کہ نکرہ است مبتدا چگونہ می تواند شد۔ و کا کہ در اضافت علامت مذکر است در چند جا با کاف و یاءِ مجہول مبدل گردد و الف مضاف نیز یاءِ مجہول شود و در چند مقام بخلاف کی کہ دراں تبدیل راہ نیابد با کاف و یاءِ معروف کہ علامت مؤنث در اضافت است یکے آنکہ بعد مضاف نے آرند۔ دیگر سے بمعنی از۔ دیگر میں بمعنی در۔ دیگر پہ بمعنی بر۔ دیگر در حالت مفعول بہ شدن۔ دیگر در حال جمع شدن دو اضافت یعنی مضاف شدن مضاف الیہ بسوے چیزے دیگر۔ مثال اول زید کے بیٹے نے آج اپنے باپ پر تلوار کھینچی مثال ثانی زید کے بیٹے سے خدا پناہ میں رکھے۔ مثال سیوم زید کے بیٹے میں کیا وصف ہے۔ مثال چہارم زید کے بیٹے پر کیوں بہتان باندھتی ہو۔ مثال پنجم زید کے بیٹے کو چھوڑ دو۔ مثال ششم زید کے بیٹے کے گھر میں آگ لگی ہے۔ و اضافت دو گونہ بود معنوی و لفظی۔ معنوی آں باشد کہ مضاف و مضاف الیہ خواہ بتعریف خواہ بہ تخصیص یکی گشتہ لیاقت مبتدا شدن پیدا کند چوں زید کا غلام و مرد کا غلام۔

فعل بر مفعول مذکور بود مثال تیرے بھلے کو میں کہتا ہوں یعنی تیرے بھلے کے واسطے
میں کہتا ہوں یعنی تو کہ مخاطب من شدۂ برائے خوبی تست ہر چہ میگویم۔ مثال دیگر
میں تیرے پڑھنے کو تجھے مارتا ہوں یعنی ترا کہ مضروب خود ساختہ ام برائے خواندن
تست۔ و در بعضی جا تحریص بر فعل بود چنانکہ گزشت و در بعضی جا بترک آں حکم
کردہ آید مثال تیرے بیجا پھرنے کو میں روکتا ہوں یعنی ہیچ تو از گردش بیجاے تو
میکنم بہتر این است کہ دست ازاں برداری۔

و مضاف در اُردو بعد مضاف الیہ مذکور کنند و بالعکس ہم صحت دارد لیکن فصیح زبانان
اول را اختیار نمودہ اند و علامت کہ در مذکر کاف و الف و در مؤنث کاف و یاے معروف
است بعد مضاف الیہ باشد در ہر دو صورت مثل زید کا بیٹا یا بیٹا زید کا اور زید کی بیٹی
یا بیٹی زید کی۔ مگر در ضمیر متکلم و حاضر اضافت محتاج بہ کا و کی نبود بلکہ در عوض کا و
کی را و ری یا را و یاے معروف آید مانند میرا بیٹا اور میری بیٹی اور ہمارا بیٹا
اور ہماری بیٹی اور تیرا بیٹا اور تیری بیٹی اور تمھارا بیٹا اور تمھاری بیٹی۔ و میرا
را مِرا بکسرۂ میم بغیر یا و ہم چنیں مری و تیرا را ترا بکسر تا فقط و ہمچنیں تری گفتن فصیح
می نماید۔ و در ضمیر غائب کا و کی باید آورد مثال اسکا اور انکا اور انھوں کا
بیٹا اگرچہ اُنھوں کا زبان لاہور است لیکن در اُردو ہم مروج است و ہم چنیں
اُسکی بیٹی اور اُنکی بیٹی و اُنھوں کی ہم مثل انھوں کا در اُردو رائج لیکن زبان
اُردو نیست۔ و اُردو نبودن لفظ مراد ازان است کہ در اُردو تراش نیافتہ باشد
بہ کمی و بیشی حروف و جاے دیگر ہم مروج باشد۔ و بعضی الفاظ در شہر و جاے دیگر
ہم مشترک باشند لیکن بہ ندرت مثل سورج و تارا و ساگ و پان وغیرآں۔ مختصر آنکہ
سواے الفاظ مشترک کہ فصیحان و غیر فصیحانِ شہر و باشندگان جاے دیگر استعمال
نمایند ہر لفظی را کہ بدو صورت اہل شہر بہ تلفظ در آرند ازاں ہر دو لفظ لفظی کہ جاے دیگر

در یکی از دو مفعول در فعلی که دو مفعول خواہد فصیح باشد بہ نسبت حذف آں بعد از مفعول واحد مثل زید نے گھوڑا دیا عمرو کو بہ از انست کہ گفتہ آید زید نے پہلوان کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو مارا۔ واما مفعول مطلق آنست کہ بعد ہر فعل مصدر آں ذکر کردہ آید وآں بر چند قسم بود یکے آنکہ مصدر ہماں فعل کہ مذکور شدہ بیاید دیگر مترادف مصدر آں مصدرے دیگر آید۔ دیگر آنکہ مضاف بسوے چیزے باشد تشبیہًا یعنی از روے تشبیہ۔ دیگر آنکہ دال بود بر تعدد فعل۔ دیگر آمدن مصدر بمعنی مامور ساختن کسی بفعلے کہ ازاں مصدر بیروں آید مانند "گانا گایا" بے علامت مفعول بہ اور "گانے کو گایا" با علامت مفعول بہ۔ مثال اول بولنا بکی اور بولنے کو بکی مثال دوم۔ لیکن شاذ و نادر فصحا بکنا بکے اور بولنا بولی میگویند۔ اور آج میں بھی قاری صاحب کا بیٹھنا بیٹھا مثال سوم۔ و درینجا حذف علامت مفعول بہتر است قاری صاحب کے بیٹھنے کو بیٹھا پسندیدہ نباشد۔ اور بیٹھا میں دو بیٹھک یا تین بیٹھک حاصل بالمصدر ہم در کلم مصدر است یعنی بیٹھک بمعنی بیٹھنا دریں مقام در اردو رواج دارد مثال چہارم۔ اور میاں تسکر کچھ گانا یعنی میاں تسکر کچھ گانا گاؤ مثال پنجم۔ اما مفعول بہ اگر با علامت مذکور شود فعل ماضی آں دائم مذکر آید خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے سپیاری کو کھایا اور بی بنو نے الائچی کو چبایا۔ واگر علامت محذوف کنند آں وقت فعل تابع مفعول بہ باشد در مفعول بہ نظر باید کرد اگر مؤنث است فعل ماضی مونث خواہد بود واگر مذکر است مذکر خواہد بود خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے پیڑا کھایا اور زید نے برفی کھائی اور بی گنا نے لڈو کھایا اور بی گنا نے کالپی کی مصری کھائی۔ ہم چنیں رباب بجایا اور بین بجائی اور میر منو نے پتنگ اڑایا اور تکل اڑائی اور بی فجا نے پتنگ ہاتھ میں لیا اور تکل ہاتھ میں لی۔ واما مفعول لہ آں بود کہ دراں سبب واقع شدن

یعنی جب تم کہو تب ہم چلیں۔

جو کچھ مثال آں جو ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کوئی ہمارا یار ہے وہ سب سے بہتر ہے یا جونسا ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ وبعضی بجاے جو کچھ سو کچھ گویند و ایں زبان کسانے باشد کہ در پہل سالگی ہم جو پاے شفقت مادری از انا جان باشند مثال آں سو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ سو تم کہو مبتدا وہی ٹھیک ہے خبر۔ وبجاے وہی سوئی و سوہی نیز آید و بجاے جو کچھ جو ہم آید و صاحبان سو کچھ اینجا ہم سو گویند۔ مثال سو تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ وہمیں صاحبان جونسا را کونسا و جہاں را کہاں و جب را کب گویند۔ مثال آں کونسا ہمارا یار ہو وہی سب سے اچھا ہے بجاے جونسا ہمارا یار ہے وہی سب سے اچھا ہے۔ مثال دیگر کب تم کہو تب ہم چلیں۔ مثال دیگر کہاں شرف جہاں کی مسجد ہو وہیں ہماری حویلی ہو یعنی جہاں شرف جہاں کی مسجد ہو وہیں ہماری حویلی ہو۔ جیسا را نیز کیسا گویند مثال آں بڑے بیل کو ایسا اُٹھا لیتے ہیں کیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑ کے اُٹھا لیتا ہو۔ یعنی جیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑ کے اُٹھا لیتا ہے۔

دیگر منادی مثل او بھائی او جانے والے یا بھیا ہوت یا جانے والے ہوت۔

دیگر ہر چہ اضافت آں بایکی از ینہا کردہ آید مانند غلام زید بہ از غلام عمرو است یا غلام من بہ از غلامِ تست بزبانِ اُردو زید کا غلام عمرو کے غلام سے بہتر ہے یا میرا غلام تیرے غلام سے بہتر ہے یا اس شخص کا بیٹا زید کے باپ سے بہتر ہے یا جو ہمارا یار ہے اُس کا غلام بھی سب سے بہتر ہے۔ وبجاے جو جو کوئی ہم آید اور جو کچھ تم نے فرمایا اُس کا لطف اور ہی کچھ ہے۔ وجو ہم بجاے جو کچھ آرند۔ اینجا بحث فاعل و مبتدا و خبر بانجام رسید اکنوں شروع کنیم بحث مفعول را و اقسامش در اُردو زیادہ از سہ نباشد مفعول مطلق و مفعول بہ و مفعول لہ۔ اما مفعول بہ آنست کہ فعل برو واقع شود و علامت مفعول بہ کاف و واو مجہول بود بعد ازاں ذکر کردہ آید مانند زید نے عمرو کو مارا و بے علامت نیز۔ مثل زید نے پہلوان کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو کو مارا۔ لیکن حذف علامت

زید پکاوے گا اور زید کہے گا متعدی۔
و چیز نیست شبیہ بفاعل کہ آنرا مبتدا گویند و شبیہ بفعل و آنرا تعبیر بخبر کنند و مبتدا اکثر معرفہ
باشد و خبر بیشتر نکرہ و معرفہ چیز معین را گویند مانند زید و عمرو۔ و نکرہ غیر معین را مانند
آدمی وغیر آں مثال آں زید ہنسوڑ ہے زید مبتدا ہنسوڑ ہے خبر صحیح باشد۔ و آدمی
ہنسوڑ ہے صحیح نبود چرا کہ در آدمی معلوم نشد کہ کدام آدمی ہنسوڑ است جاے سوال
باقی ماند و کلام تمام نشد۔ و در مبتدا و خبر مانند فعل و فاعل تمام شدن سخن شرط است
و نیز باید دانست کہ خبر اکثر از مشتقات می باشد و کمتر از غیر مشتقات مانند علیؑ امام ماست
و آدم پدر ماست دریں جا اختیار بدست گوینده است ہر کدام را کہ خواہد مبتدا سازد و
اگر امامِ ما علیؓ است گویند امام ما مبتدا شود و علی است خبر و ہم چنیں در پدر ما آدم است
پدرِ ما مبتدا و آدم است خبر۔ و در ہندی امام ہمارا علیؓ ہے اور باپ ہمارا آدم ہے۔
و ناچار و بمقدور و بے کس و بے سامان و بے حیا و بے غیرت و ناآشنا ہم در حکم مشتقات
است زیرا کہ معنی ناچار مجبور و بمقدور نادار بمعنی نادارندہ و معنی بیکس کس ندارندہ و
و ناآشنا ناشناسندہ باشد و معنی بے سامان سامان ندارندہ و ہم چنیں بیحیا حیا ندارندہ
و بے غیرت غیرت ندارندہ۔ و نکرہ ہم ہر گاہ موصوف شود یا مخصص معرفہ می شود
مثل غلام نماز گزار بہ از مولاے بے نماز است۔ در ہندی نماز گزار غلام بے نماز میاں
سے بہتر ہے۔ غلام موصوف و نماز گزار صفتِ آں۔ یا کوئی شخص تجھ سے بہتر نہیں
کوئی شخص عام بود لفظ نہیں آنرا مخصص کرد یعنی ہر کہ در دنیا است از تو بہتر نیست
و معرفہ بر چند نوع است یکے علم مانند زید و عمرو و مثل آں۔ دیگر ضمیر مانند میں اور
ہم اور تو اور تم اور وہ۔ میں مجبور ہوں، میں مبتدا مجبور ہوں خبر و ہم چنیں تو مجبور
ہے اور وہ مجبور ہے۔ دیگر مبہمات و آں دو قسم است۔ اسماء اشارہ مانند یہ بہت
قابل ہے یہ مبتدا است قابل خبر ہے و موصولات مثل جو اور جو کوئی اور جو نسا او

ہم میر سد مخصوص بعربی است۔ مثال مصدر و حاصل بالمصدر گانا تمام ہوا اور مری پڑی
ہے۔ بالجملہ فعل فاعل یا لازم بود یا متعدی، لازم آنکہ مفعول را نخواہد ہمیں ذکر فاعل
بآن کافی است، چوں زید آیا اور زید گیا اور زید اُٹھا اور زید بیٹھا اور زید مُوا اور خوب ہوا
اور عمرو بولا اور بکر چونکا اور خالد بھاگا اور مینھ برسا اور فوج پہنچی اور تلوار ٹوٹی اور
کھپریل گری اور کنجڑن ہنسی اور کنجڑا رویا اور کپڑا پھٹا اور خربوزہ کٹا اور سیاہی کاغذ
سے پھوٹی اور کیاری بنی اور کونپل نکلی اور کاغذ بکا اور کلی کھلی اور موم پگھلا۔ و
متعدی آنکہ مفعول را نیز خواہد و علامتِ آں بعد فاعل نون و یاءِ مجہول بود و نزدِ بعضی
نون و یا و نونِ غنہ باشد لیکن بغیر نونِ آخر بہتر است مانند زید نے مارا عمرو کو اور بکر نے
کاٹا خربوزہ کو اور عمرو نے بیچا کاغذ کو اور توڑا اور پھاڑا اور چیرا اور ٹپکا اور پچھاڑا
اور رکھا اور دیکھا اور کھایا اور چکھا اور پڑھا اور لکھا اور اُکھاڑا اور بویا اور پھینکا اور
جھاڑا اور چھانا اور پکایا اور پکارا اور ملایا اور بلایا ہمہ افعال متعدی است۔ مارا زید
عمرو کو غلط، مارا زید نے عمرو کو صحیح باشد۔ توڑا زید ہانڈی کو غلط و توڑا زید نے ہانڈی کو
صحت دارد۔ اور ہم کہا اور تم کہا اور ہم کیا اور تم کیا اور ہم دیا اور تم دیا غلط اور
ہم نے کہا اور تم نے کہا اور ہم نے دیا اور تم نے دیا اصل اُردو۔ و در افعالِ لازم
نے غلط باشد زید آیا صحیح زید نے آیا غلط و زید مُوا صحیح و زید نے مُوا غلط اور میں کہا
بجاے میں نے کہا زبان بعضی نافصیحان اُردو است از قبیل پیرانِ کہن سال کہ
باشندگانِ شہر قدیم ہستند۔ و نے کہ دلالت بر فعل متعدی کند مخصوص بصیغۂ ماضی
در جمیع افعال الّا در لایا کہ بظاہر متعدی بود و در اصل لازم باشد مانند لایا زید عمرو کو
گویند کہ اصلش لے آیا زید عمرو کو باشد و در بولنا خلاف قیاس است۔ و صیغۂ حال
و مستقبل لازم و متعدی بہ یک صورت آید مثل زید جاتا ہے یا آتا ہے لازم اور زید
توڑتا ہے اور زید چھانتا ہے متعدی اور زید جاوے گا اور عمرو آوے گا لازم اور

سرو دکننده و چکریا بمعنی چاکری پیشه و لڑاک بمعنی جنگ کنندہ و مچکر بمعنی گردش کنندہ
این صیغہ اسم فاعل نمی تواند شد زیراکہ بروزن اسم فاعل باب تفعیل بکسر کاف می آید
ومشہور بفتح کاف است و بمعنی مفعول دراں گنجایش ندارد و اگر بایں معنی ہم درست آید
بازہم قیاس ہندی بر عربی چہ ضرور۔ و کھلاڑ و کھلنڈرا ہر دو بمعنی بازی کنندہ
ونگیلا ورسیلا ورنگیلا وسجیلا و ہٹیلا و روہین ومرجیوڑا و جھلا و اچکا وغیرآن بیان
نکردن ایں صیغہا در صرف از سبب عدم جریان ہر صیغہ در لفظ دیگر است کہ در ہر لفظ
جاری نمیتواں کرد و در صرف بیان قاعدۂ کلی مدنظر می باشد۔ مثل مرنے والا کہ
صیغۂ اسم فاعل است و در ہر لفظ جاری می تواں کرد مانند کہنے والا جانے والا و
آنے والا و اُٹھنے والا و بیٹھنے والا و رونے والا و ہنسنے والا۔ بخلاف صیغہاے
مذکورہ ظاہر است کہ بر قیاس بھگوڑا و بھگو کہ بمعنی بھاگنے والا باشد ہنسو و ہنسوڑا
و پوچھو و پچھوڑا بمعنی خندندہ و پُرسندہ صحت ندارد۔ و بھگیل و ہنسیل و پچھیل بقیاس
دبیل بمعنی بھاگنے والا و ہنسنے والا و پوچھنے والا درست نیاید۔ و بھاگک و ہنسک
و پوچھک و دبک بقیاس گاہک صحیح نباشد، ہم چنیں حال دیگر الفاظ۔ مثال مفعول
ماری گئی آج لڑتی ہے درینجا فاعل بالاصالت ہماں اسم است زیراکہ بھگوڑا
آیا ہے بایں معنی است کہ زید کہ شیوہ اش گریختن است آمدہ است "مرنے والا بھی
پارسال کیا خوب اساوری گایا ہے" خبر میدہد ازینکہ عمرو نام مطربے کہ امسال
سفر از دنیا کردہ است در سال گزشتہ اساوری را چہ خوب خواندہ بود۔ و معنی
"ماری گئی آج لڑتی ہے" ایں است کہ کنیزے کہ پیش ازیں اورا زدہ ایم
امروز می جنگد۔
و اسم مصدر و حاصل بالمصدر ہم داخل اسم جامد باشد، ازیں جہت کہ مشتق آنست
کہ از مصدرے بیروں آید و مصدر از مصدر بر نمی آید و اوزان مزید فیہ کہ از ثلاثی مجرد

الا در ڈ و م و ڈ و مرا بخلاف عربی کہ آنجا برائے مذکر و مؤنث ہر دو می آید ذکر آن
در صرفِ اُردو مناسب ندانستم۔ والفاظ مشترک مانند پکان و جان و بال و
وعظ و دہی و اسپک و قرآن و سخن و قلم و اوج و بجر بمعنی کشتیہا و گیہوں نیز بسیار
است۔ و تحقیقش بریں نمط کہ پکاں را مؤنث بقیاس بحال گفتن زبان عوام اُردو
است و فصحا پیوستہ مذکر خوانند و وعظ رابیشتر فصیحان مؤنث و چند نفر مذکر گویند۔
و دہی در پنجاب و پورب مونث و در شاہجہاں آباد اکثر مذکر و کمتر مؤنث است۔ و
اسپک ہم مثل بال غالب لتذکیر بود۔ و قرآن ہم چنیں فرقہ بقیاس حمائل مونث دانند
و سخن نزد فصیحان مذکر و نظر بمعنی بات نزد بعضی مؤنث۔ و قلم بقلت مونث و بکثرت مذکر گفتہ
میشود۔ و ہم چنیں حال اوج و بجر کہ مستعمل اہل دہلی در پورب است در اصل لفظ اُردو
نیست بعضی مؤنث و بعضی مذکر گویند۔ و گیہوں از بقالاں مونث بیشتر و مذکر بکتر و از
فصیحان مذکر مسموع است۔ و تانیث سوائے ایں تانیثہا باشد کہ آنرا معنوی گویند
یعنی مذکرِ لے مقابل آں نہ بود۔

و فاعل را اقسام بود یا اصل باشد و اصالت سوائے اسم جامد در چیز دیگر یافتہ نمی شود
مانند زید آیا و جملہ فعلیہ بآں تمام شود۔ یا غیر اصل و آں اسم فاعل و صفت مشبہ و
مبالغہ و اسم مفعول باشد مثال آں پارسال مرنے والا بھی کیا خوب ساوری گایا ہی
یعنی فلاں بمعنی کہ شما مردم میدانید و امسال قضا کردہ است سال گذشتہ چہ خوب
اساوری خواندہ بود۔ ایں مثال مثال اسم فاعل بود مثال صفت مشبہ ہمارا مارا ہُوا
ہم سے پھر کیا مقابلہ کرتا ہے یعنی فلاں کس کہ اورا بارہا زدہ ایم باز خواہد کہ با ما
درافتد۔ یا بھگوڑا آیا ہے یا بھگو آیا ہے یعنی شخص کہ عادتِ او گریز است و شما از
حال او خبردار ید آمدہ است۔ ہم چنیں ہنسوڑ بمعنی صاحبِ خندہ و رووُ بمعنی گریہ
کنندہ و دبیل بمعنی تابع و مریل بمعنی کسیکہ او را ہر کس کہ خواہد میزند و گاہک بمعنی

حرف ہا

ہانک - ہجوم - ہڑ - ہلجاں - ہلچل - ہمت - ہوا - ہوس - ہیکل -

حرف یا

یاد - یاس - یال - یخ -

و ورائے ایں مونثات سماعی قاعدۂ کلیہ است کہ ہرچہ آخر آں یا باشد باستثنائے آنچہ مذکور شد چنانکہ گذشت مونثِ ابدی است - وہم چنیں ہر لفظ کہ آخر آں تاء ہندی یا تا یا کاف باشد یا شین ماقبل مکسور یا مفتوح بود بشرطیکہ ایں جملہ الفاظ بمعنی حاصل بالمصدر باشند مؤنث استعمال یابند - وہمچنیں جمیع القاب جانورانِ مادہ سوائے باز و باشہ وشکرہ وغیر آں دیگر جانوران شکاری کہ باوصف بودن مادہ مذکر استعمال شوند - وہم بخلاف بدھیا کہ گاو نر است و مونث استعمال یابد - وہمچنیں جمیع مصادر عربیہ کہ آخر آں تا باشد وہمہ مصادر کہ از باب تفعیل اند در ہندی ہمیشہ مؤنث مستعمل شوند - تمام شد بحث مؤنث سماعی -

آمدم بر بیان مؤنث تقدیری - مؤنث تقدیری آں بود کہ تانیث آن سماعی نباشد بلکہ دراں تقدیر تانیث کنند - مثل دار و ارض در عربی کہ تصغیر شاں دویرہ و اریضہ می آید اصل شاں دارہ و ارضہ تقدیر کردہ اند - ہم چنیں در ہند خاص یعنے در شاہ جہان آباد تانیث بعضی الفاظ موقوف بر تقدیر الفاظ مترادفہ ومناسبۃ الحروف آں الفاظ است مانند آنکھ بتقدیر انیکہ اصلش انکھڑی مادہ است باکھال کہ اصل آں کھلڑی باشد، و ورائے سماعت تصغیر ہم در ہندی دلالت بر تانیث نماید - وعلامت تانیث و تصغیر راء ہندی و یاء معروف بعد لفظ مذکر مثل پلنگ وپلنگڑی و لعل لعلڑی و بقلت الف ہم بہ تغیر حرکات وحروف چنیں بود مثل جھبیا وگڑیا وٹھلیا - چوں صیغۂ تصغیر در ہندی مذکر را مؤنث می گردانند وبرائے آن مذکر راء ہندی یافتہ نمی شود

گاجر۔ گات بمعنی سینۂ زنان۔ گانٹھ۔ گت۔ گجگاہِ فیل۔ گدھیا بمعنی چقر تراب۔ گرد۔ گردن۔ گرہ۔ گڑگڑی۔ گزک۔ گفتگو۔ گفتار۔ گندمک۔ گوٹ۔ گود۔ گودی گور۔ گوگرد۔ گولک باگاف و واو مجہول ولام مفتوح و کاف۔ گھاس۔ گھٹا بمعنی ابر۔ گیند بمعنی گوے۔

حرف لام

لاکھ۔ لاگ۔ لیگ۔ لت بمعنی عادت۔ لٹ بمعنی قدرے از موے سر غیر بافتہ۔ لُٹیا۔ لڑ۔ لعن۔ لوٹ۔ لوٹ مار۔ لوح۔ لہر۔ لید۔ لیزم۔

حرف میم

مال، چرخہ۔ مانگ۔ مبارک باد۔ مثل۔ مجلس۔ مچھاہٹ۔ مُحرم کہ پارچۂ از انگیا باشد۔ محبت۔ محنت۔ مخمل۔ مدح۔ مد۔ مدد۔ مرقد (مشترک) مرگ۔ مری بمعنی وبا۔ مزار مشترک در مذکر و مؤنث۔ مسجد۔ مسرت۔ مسطر۔ مشق۔ مشک بالضم۔ مشک بالفتح بمعنی مشکیزہ۔ مصری۔ مصیبت۔ معاش۔ معجون۔ مقراض۔ مکو۔ ملک۔ ململ۔ منڈیر۔ منزل۔ منفی۔ مہندی بالکسر۔ موج۔ موچ۔ موچھ۔ مورچھال (در معنیاں) موت مہار۔ مہر بالکسر بمعنی محبت۔ مُہر بالضم بمعنی خاتم۔ مُہنال۔ میخ۔ میل بالفتح بمعنے چرک۔ مینا۔ مینڈ۔

حرف نون

ناف۔ ناک۔ ناؤ۔ نبات۔ نبض۔ نتھ۔ نذر۔ نرخ۔ نرد۔ نرگس۔ نشست۔ نشست و برخاست۔ نصیحت۔ نظر۔ نقب۔ نمک۔ نگاہ۔ نمش۔ نوبت۔ نوش دارو۔ نوک۔ نہایت۔ نہر۔ نیاز۔ نیت۔ نیم۔ نیند۔

حرف واؤ

وبا۔ ورزش۔ وضع۔ وعظ مشترک در مؤنث و مذکر۔ وفا۔ وفات۔

طرف - طرز - طرزِ بیان بمعنی مصطلح -

حرف ظاء

ظہورِ برکات بمعنی مصطلح در حروف تہجی -

حرف عین

عادت - عطا - عقل - عید -

حرف غین

غذا - غزل - غلام گردش - غلیل - غود -

حرف فا

فتوت - فرد، بمعنی شعر واحد - فکر - فوج - فہمید

حرف قاف

قبا - قبر - قبلہ نما - قتل عام، مشہور ہمین است لیکن شعرائے ریختہ آنرا مذکر نیز بستہ اند - قدرت - قدغن - قطع پارچہ - قِسم بالکسر - قسم بفتحتین - قلم تراش - قنات - قندیل - قوت - قوم - قیمت -

حرف کاف

کان بمعنی معدن - کاوش - کپٹ بمعنی نفاق کہ لفظ قلیل الاستعمال در اُردو است کتاب - کجّال - کربلا کہ تعزیہ ہا دراں دفن کنند - وکڑ کہ کبوتراں خورند - کساوٹ - کسوت - کشش - کشمش - کفش - کمر - کمرکھ - کمک - کوچ با واو معروف بمعنی پیبا - کور کہ بجہو عماری فیل و دیگر چیزہا دوزند - کوک با واو معروف - کوکھ، باواو مجہول کونبھل - کھپریل - کھجلی - کھر درآواز با کاف مکسور با ہائے یکی شدہ و را - کھڑاؤں - کھُلاوٹ - کھیر - کیل بمعنی میخ کوچک آہنی - کیچڑ - کیمیا -

حرف کاف فارسی

آبِ دہن ہردو۔ راہ۔ رائی۔ رچ بمعنی خواہش۔ رسوت، دوائیست۔ رشوت۔ رغبت۔ رفتار۔ رقم۔ رکاب۔ رنگت۔ رونق۔ ریاست۔ ریل پیل۔

حرف زا

زبان۔ زرریزی۔ زرہ۔ زکوٰۃ۔ زلف۔ زین۔ زنجبیل۔ زنجیر۔ زندگی۔ زیربایاں قسمی از پولاد۔

حرف سین

ساگون۔ ساکھ بمعنی اعتبار۔ سالگرہ۔ سانپن۔ سب۔ سبیل بمعنی طریقہ و رسم خورانیدن آب در محرّم فی سبیل اللہ۔ سپر۔ سچ۔ سجاوٹ۔ سُدھ بالضم بمعنے ہوش۔ سرسوں۔ سرنگ۔ سطر۔ سفیل کہ در اصل فصیل است۔ سکت بمعنی طاقت سکوڑ۔ سلونو۔ سمت۔ سنبک۔ سنجاف۔ سنگت۔ سوجن۔ سوجھ۔ سورت قرآن بخلاف سورہ۔ سوزش۔ سوسن۔ سوگند۔ سوں بمعنی قسم با واوِ معروف و نونِ غنہ سونٹھ۔ سونڈ بمعنی خرطوم۔ سونف۔ سیدھ بمعنی راستی خط۔ سیف۔ سیم بخلاف نخم سیم۔

حرف شین

شاخ بمعنی ڈالی۔ شام۔ شاہ نوازخانی، قسمی از لباس۔ شب۔ شبنم۔ قسم ململ و بمعنی لغوی شبیہ بمعنی تصویر۔ شراب۔ شرح۔ شرط۔ سرم۔ شطرنج۔ شعاع۔ شفا۔ شکّر۔ شلک۔ شمشیر۔ شمع۔ شناخت۔ شہرت۔ شیربرنج۔ شیرمال۔

حرف صاد

صبا۔ صبح۔ صف۔ صفا۔ صلح۔

حرف ضاد

ضریح۔

حرف طا

بمعنی خواہش زن - چلم - چلمن - چمکاہٹ - چنگ، قسمی از پتنگ اگرچہ نزد بعضی ذکر نیز بود - لیکن فصیحاں مؤنث گویند - چوڑ - چوٹ - چوپخ - چوک بمعنی قصور - چوکھٹ چھاچھ - چھاؤنی - چھب - چھت - چھکڑ - چھل بمعنی مزاح - چھوت بمعنی نجاست چھوٹ - چھینٹ - بمعنی قطرہ و قسم پارچہ نیز - چیز - چیتاں -

حرف حا

حکمت - حمائل - حنا - حیا - حیات -

حرف خا

خاتم - خارش - خاک - خاکستر - خبر - خداترسی - خراش - خرد - خزاں - خطا خلخال - خلق - خندق - خواہش - خیر، کہ عربی است -

حرف دال

داڑھ - دانست - درز - دریافت - دستار - دستک - دعا - دکان - دم بالفتح بمعنی فریب - دُم - دنیا - دوا - دواء المسک - دوات - دوپہر - دوخت ڈون - باعلانِ نون در صدائے سرود - دھپ - دھج - دھرم بمعنی تخفیف دھکاپیل - دہلیز - دھوپ - دَھول بالفتحہ - دُھول بالضم بمعنی خاک - دھوم دید - دیر - دیوار -

حرف دال ہندی

ڈاب بمعنی کمربند بر کمربند - ڈاٹ بمعنی بند شیشہ - ڈاک بمعنی چپار - ڈبیا - ڈاڑھ بمعنی گریہ باواز بلند - ڈگ بمعنی قدم - ڈھاک بمعنی رعب وہم بمعنی شور و غل - ڈھال - ڈھیل - ڈینگ بمعنی لاف وایں لفظ جدید و زبان عوام اُردو باشد -

حرفِ را

راب، شکر خام - رات - راس بمعنی عنانِ اسپ - راکھ - رال، بمعنی لعاب و

مشترک در مذکر و مؤنث - وپخت - وپخت وپز - پشواز - پکار - پکڑ - پکھاوج - پلٹن
این لفظ اُردوے قدیم نیست - اہل دہلی و رپورب استعمال کنند - پلک - پَوَن
بفتحتین بمعنی ہوا - پونچھ - پھبن - پھگڑ - پھوٹ، بمعنی نفاق و عداوت و قسم خربوزہ
نیز - پیاز - پیاس - پیپ بائے ثالث نیز بلفظ فارسی بمعنی ریم - پیٹھ بایاء معروف بمعنی پشت
پیٹھ بایاء مجہول بمعنی بازار قریہ - پیچا قسمے از بوم و از زبان زناں مصطلح بمعنی بلا -
پیزار - پیشانی - پیش قبض ہم اکثر - پیک پان - پینس - پینک - پیچش -

حرف تا

تاب بمعنی طاقت و ہم بمعنی آبداری - تاک بمعنی دیدن - تاکید - تانت - تپ - تپ
دق - تپش - تحریر - تدبیر - ترازو - تراش - تربت - ترہ تیزک - تسخیر - تصویر -
تقدیر - تقریر - تقصیر - تکرار - تکل - تگ و دو - تلوار - تمنا - تمیز - تنبیہ - تواضع - توپ -
توجہ - تھاپ کہ بمعنی قرع بر طبل است - تھاہ بمعنی پایانِ آب - تہنیت

حرف تاء ہندی

ٹکر - ٹوم - ٹھلیا - ٹھوکر - ٹیس - ٹیپ مہاجناں - ٹیپ آواز -

حرف جیم

جامن - جاگیر - جان در اُردو مؤنث و ریختہ گویاں مذکر بستہ اند - جائداد - جبیں -
جدول - جڑ بمعنے بیخ - جست و خیز - جستجو - جگت - جگمگاہٹ - جِلا - جلد - جمنا -
جمیرات - جلنس - جوت بمعنی شعاع - جوار - جوارش - جھاڑو - جھالر - جھانجھ - جھپک
جھجل، بمعنی رشک زناں باہم - جھلک - جھول - جیب -

حرف جیم فارسی

چادر - چارہ سازی - چال - چاہ - چالے - چپت، بمعنی دھول - چکن - چتون
چٹ بمعنی زخمِ آتشک و داغ - چڑ، بالکسر بمعنی موجب نفرت - چڑیل - چق - چل

آب و تاب - آبرو - آتش - آتشک - آخور - آرزو - آس - آستین - آفت - آگ - آمد - آمد آمد - آمدورفت - آنچ - آنکھ - آواز - آیت بخلاف آیہ - ابتدا - اجل - اجوائن - اچکن - اُچھل کود - ادا - ازدحام - ازار - اساس - اسپک چیزے کہ برپشتِ زین از چرم جہت داشتن پارچہ وغیرہ سازند این لفظ مشترک است در مذکر و مونث - اطلاع - اطلس از روے تحقیق - افیون کہ آنرا افیم گویند و افیم نیز - الخالق - اکڑ - اکسیر - انبوہ - انتہا - انشا - انگشتری - انگلیٹ بمعنے حجامت - انگوٹھی - انگیا - اوجھل - اوس -

حرف با

بات - باد فرنگ - بادیان - بال گندم وجو - کودوں کہ قسمے است از غلہ - باگ - بانگ - بانک - بانھ - باو بمعنی ہوا - باہ - بجر بمعنی کشتیہا لیکن این لفظ اُردوے قدیم نباشد اہل دہلی در پورب استعمال کنند - بخشش - بد، کہ مرضے است مشہور - بدھیا، کہ گاوِ آختہ باشد - برف - برق - بڑھیا - بساط - بسم اللہ - بغل - بگل - بلا - بنات کہ در اُردو بانات را گویند - بندش - بندوق - بنیاد - بو - بوباس - بودوباش - بوجھ - بوند - بہار - بھاگڑ - بھڑک - بھنک، کہ آوازِ خفیف را گویند - بھنگ - بھوکھ - بھول چوک - بھوں - بھیڑ، بمعنی انبوہ - بھیر، بمعنے ہمراہیانِ فوج - بیت بمعنی فرد شعر - بٹھک، کہ قسمے است از ورزش و نیز بمعنی انچہ زناں بتبعیتِ اوہام زنے را کہ برسرش شیخ سدّو یا دیگرے از برادرانش می آیند نشانیدہ مجلسے کنند و سرودِ معیّن روبروے او بسرایند داوسرِ خود را جنبش دہد کہ آنرا کھیلنا گویند و این مجلس را بیٹھک نامند -

حرف بائے فارسی

پاپوش - پازیب - پاکھر بمعنی زرہ اسپ - پاکی طینت - پال، قسمی است از خیمہ خورد

باین لقب خوانند و در فرقهٔ نجبا قاعدہ نیست کہ دختران خود را موسوم بظہور النسا و نور النسا سازند و آنہا را ظہورن و نورن شہرت دہند۔

ذکر مونثات سماعی

واضح باد کہ مصنف مؤنثات سماعی را بے ترتیب و پراگندہ مثل بیان خودش در کتاب نوشتہ بود چوں ایں بحث در اُردو نہایت محتاج الیہ است لہذا آنرا بترتیب حروفِ تہجی مرتب نمودہ طبع نمودہ شد تا استخراجِ الفاظ آساں باشد و معانی بعضی الفاظ ہم نوشتہ شد

قال المصنف و مؤنثِ سماعی بایاء معروف در آخر باشد و ایں کلّیہ است کہ ہرچہ آخر آں یا معروف یافتہ شود مؤنثِ ابدی است۔ سوائے نسبتی یا بمعنی فاعل مثل پنجابی و پوربی و ساتھی و روگی و بھوگی و جوگی و مالی کہ بمعنی رفاقت کنندہ و صاحبِ مرض و خورندہ و صاحبِ ریاضت در مذہبِ ہنود و باغ پیرا باشد۔ یا جزوِ علم حیوان مذکر مانند ہاتھی، بمعنی فیل بایا در آخر کلمہ کہ لقب آدمی مثل چودھری یا صفت چیزے مثل بھاری باشد چوں صفت تابع موصوفِ خود باشد با مذکر مذکر و با مؤنث مؤنث استعمال بیابد مانند خاکی و بھاری بمعنی گراں چنانچہ یہ پتھر بہت بھاری تھا اور یہ گٹھری بہت بھاری تھی گویند۔ مثال الفاظ مؤنث کہ آخر آنہا یاء معروف باشد چوں مولی و بتی و مسی و ترئی و کندوری و بوٹی و چوکی و اساوری و ساڑی و ٹوپی و انگلی و چھلنی و چنگاری و جالی و بالی و نالی و علی ہذا القیاس۔ و دہی در پنجاب و پورب مؤنث و در اُردو مشترک در مؤنث و مذکر و تانیث موتی بمعنی گوہر قیاسی و تذکیر آں بحسب شہرت شاذ است و پانی مثل آں و گھی بمعنی روغن در اصل گھیو بودہ است دیگر مونثات سماعی سوائے ایں بسیار باشد مثل

حرف الف

پھپھی زیراکہ اصل ماموں ماما بود اہل ہند الف را با واو مقابل عمو بدل کردند
و نون غنہ از کثرتِ استعمال شہرت یافتہ - و مراد از ہندیاں کسانے است کہ والدین
شاں مغل باشند و این تبدیل قدیم است در شعر امیر خسرو ہم لفظ ماموں و مُمانی
یافتہ شدہ - و حرکتِ ماقبل واو مجہول در عوض حرکت ماقبل واو معروف کہ در مذکر است
دلالت نماید بر تانیثِ لفظ مانند کلو با واو معروف مذکر و کلو با واو مجہول مؤنث بود
و تا جہانگیر جزوِ ثانی آں نسا بود و زیب النسا و عزت النسا و غیر آں ہمہ مخصوص بزناں
باشد - و بعضی اسما مشترک بود مانند قطبن و مرادن و جمعیت کہ اصل آں در مذکر
قطب الدین و مراد علی و جمعیت خاں و در مؤنث قطبی بیگم و بی مراد بخش و بی جمعیت
باشد - و امیر بخش و پیر بخش و نور بخش و کریم بخش و حسن بخش و حسین بخش و مرتضی بخش و
غیر آں ہمہ مشترک در مذکر و مؤنث است - و ترخیم آں اگر با واو مجہول بود دلالت
کند بر تانیث چوں امیرو و بغیر واو برائے مذکر آید مثل امیر و غیر آں - و در مذکر
و مؤنث پیر بخش الف مقابل واو مجہول باشد مانند پیرو و پیرا و در نور بخش
قاعدۂ پیر بخش جاری ست لیکن در امیر بخش و نور بخش واو مؤنث با نون ہم مبدل
شود چوں امیرن و نورن - و پیرن صحت ندارد و مسموع ہم نیست - و از کریم بخش
کرمو و کرمن بیشتر شنیدہ می شود - و از امام بخش امامو با واو مجہول بیشتر و امامن
کم - و از حسن بخش در مذکر حسنو با واو معروف مشہور و حسنو با واو مجہول در مؤنث
نا شنیدہ - و از حسین بخش حسینی با یاء معروف مشترک در مذکر و مؤنث - و از مرتضی بخش
ترخیم بخاطر نیست - و این اسما مخصوص بزنان کسبی باشد نہ نام زنانِ شرفا - و کنیز
و کنیزانِ شاں کہ صنوبر و یاسمن و گل اندام و رائے بیل و موگرا و چنبیلی و سیوتی
و موتیا و نرگس و سوسن و ہمیشہ بہار و صبح دولت باشد - لقب سوائے نام معتبر نیست
مثل کلو و چھبیا و بنو و ننھی و غیر آں زیراکہ زنانِ شرفا و کسبی ہر دو دختران خود را

مانند بیگم و خانم و بی بی و بی جی و بہو و ہمشیرہ و اما و باجی و پھوپھی و خالا و مُمانی وانّا و دادا و چھوچھو و نظائر اینہا۔ و بعضی الفاظ بہ تبدیل حرفے و حرکتے دال بود بر مذکر و مؤنث مانند پیارا و پیاری اول مذکر و دوم مؤنث ۔ و ہمچنیں پنجابی و میواتی و بنگالی و مارواڑی و مونث آں پنجابن و میواتن و بنگالن و مارواڑن باشد۔ و این کلیہ نیست بلکہ اکثر این است کہ نون درعوض یاء معروف کہ در مذکر است دلالت بر مؤنث نماید زیراکہ از پوربی پوربن درست نیاید بلکہ آں یاء معروف زیادہ کنند مانند پوربنی پور در پنجاب بروزن خور بسکون را است باقی باء مضموم و نون مکسور و یاء معروف باشد۔ و ہمچنیں خراسانی و صفاہانی و شیرازی وغیر آں الفاظ فارسی و عربی بہ تبدیل یاء و نون دال بر مؤنث نمی تواند شد بخلاف تبدیل الف مذکر با یاء معروف کہ دال بر تانیث بود مثل پیارا و پیاری کہ گزشت و کھٹا و کھٹی و میٹھا و میٹھی و کڑوا و کڑوی و مٹکا و مٹکی و قس علے ہذا۔ و نون شیرازن و مثل آں زبان فصحاء نیست اگرچہ صحت دارد بقیاس پنجابی و پنجابن و بنگالی و بنگالن بلکہ بر مذکر و مؤنث ہر دو اطلاق شیرازی روا بود مثال آں یہ مغل شیرازی ہے اور یہ مُغلانی شیرازی ہے ۔ بخلاف یاء نسبت ہندی کہ در مؤنث بیشتر با نون بدل شود مثال بنگالی و بنگالن ۔ و بعضی جا یاء تانیث مقابل الف تذکیر باشد چوں پٹھان و پٹھانی و برہمن و برہمنی۔ و گاہے ماقبل آں الف و نون بیفزایند چوں مغل و مغلانی و سید و سیدانی۔ و گاہے یاء معروف از مذکر دور کنند و الف و نون و یاء معروف برائے تانیث آرند چوں کھتری و کھترانی۔ و تاء مشدد را مخفف سازند چوں یاء سیدانی بعد سین ۔ و نون در ٹھینی خلاف قیاس است و در ڈومنی مضائقہ ندارد و مناسب است زیراکہ مذکر آں ڈوم است ڈوما نیست کہ مؤنث آں ڈومی باشد و مُمانی مونث ماموں بر خلافِ قیاس بود نظر بہ چچی و

یا مولیوں کو تراشو یا مولیوں کے پتے ہمیں دیجیے یا مولیوں سے معدہ خراب ہوتا ہے
و ہمچنیں حال گاجر و لڈو و مثل آں۔ و ہاتھی و جوگی و مثل آں نیز چنیں باشد۔
جوگیوں نے آج شہر گھیر لیا ہے اور مست ہاتھیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے
اور جوگیوں کو مار کر نکال دو اور مست ہاتھیوں کو چرائی پر لے جاؤ اور جوگیوں کا
یہاں کیا کام ہے اور مست ہاتھیوں کا رہنا شہر میں اچھا نہیں اور جوگیوں سے خدا
پناہ میں رکھے اور مست ہاتھیوں سے بھاگا چاہیے۔ و مفعول بغیر کو ہم درست
باشد مانند مولیاں تراشو اور گاجریں لاؤ اور لڈو کھاؤ۔ لیکن ہاتھی و جوگی و نظائر
آں بایں طریق پسندیدہ و روزمرۂ اردو نباشد و ہر چہ جمع و تثنیۂ آں خلاف مفرد
در اردو باشد مفرد آوردن آں سوائے آنکہ تمیز کنندہ آں یکی باشد درست نیفتد
مثال ایک گھوڑا ایک مولی ایک گاجر و دو گھوڑا و تین گھوڑا و دو مولی و تین گاجر
صحت ندارد و سوائے اہل بنگالہ و پورب، در شاہجہان آباد کسی بایں طریق حرف
نمی زند۔ دو گھوڑے اور تین گھوڑے اور دو مولیاں اور تین مولیاں اور
دو گاجریں اور تین گاجریں صحیح باشد۔ عزیزے در مثنوی خطاب بمرزا رفیع کردہ گوید۔ شعر

تم اپنے پیل معنے کو نکالو میرے ہاتھی سے دو ٹکر لڑا لو

دو ٹکر صحت ندارد دو ٹکریں میباید اگر یک ٹکر میگفت خوب بود لیکن خودش دو ٹکر منخواہد
در لفظ ایک یا داخل تلفظ نیست۔ و ہر چہ مفرد و تثنیہ و جمع آں یکی باشد چوں
ہاتھی و جوگی و لڈو و ممیز جمیع اعداد در آں مثل یکی باشد مانند ایک ہاتھی اور
دو ہاتھی اور تین ہاتھی اور ایک جوگی اور دو جوگی اور تین جوگی اور ایک لڈو اور
دو لڈو اور تین لڈو۔

و مذکر و مؤنث ہم مشتمل بر اقسام بود حقیقی و سماعی و تقدیری۔ مؤنث حقیقی آنکہ
مقابل خود مذکرے از حیوان داشتہ باشد و آنرا در انسان علامات و القاب بود

از حروفِ اُردو و اُفتد جمع آں بشرطِ تانیث بایائے مجہول و نونِ غنہ آید مانند
نائکائیں اور مائیں اور بائیں چپتیں اور گھاتیں اور میخیں اور چینیں اور یادیں
اور گاجریں اور پشوازیں اور ہوسیں اور بندشیں اور وارثیں اور رقاصیں
اور مرتاضیں اور محتاطیں اور طماعیں اور کمظرفیں اور بدطریقیں اور نازکیں
اور بدرگیں اور محرمیں اور ازاریں اور کھڑاویں اور بے راہیں۔ و ہرچہ آخر
آں الف و یائے معروف نباشد و مونث نیز نہ بود۔ جمع آں ہماں مفرد است مانند
پانچ لڈو اور دس کدو اور دو پلاؤ اور چار سالن اور آٹھ تربوز اور پندرہ شلغم
اور سات بیگن اور بیس کچالو اور بارہ رتالو۔ توضیح بعضے الفاظ کہ در جمع مؤنث
بایائے و نونِ غنہ نوشتہ شد این است آپ کی یادیں بہت رہیں۔ بی گنا نے سات
پشوازیں اور نئی سلوائی ہیں۔ جتنی نائکائیں ہیں اپنی نوچیوں کی سب وارثیں
ہیں و وارث ہیں نیز درست باشد۔ مثالِ دیگر اُن کی وارثیں مرگئیں۔ اپنے
دل میں بہت سی ہوسیں ہیں۔ یہ بندشیں جو آپ نے باندھی ہیں سو ہم سب
سمجھتے ہیں۔ اور رقاصیں جب آویں گی تو سب کے دل ملجاویں گے۔ مرتاضیں
سب آرزو عتبات کی رکھتی ہیں۔ محتاطین کب ہندو کی دوکان کی چیز اپنے بچوں
کو کھانے دیتی ہیں۔ کمظرفیں دم بدم اپنی دوپٹے کی تامی ہی دکھایا کرتی ہیں۔
بدطریقیں بھلے آدمی کے گھر میں آنے کے لائق نہیں ہوتیں۔ نازکیں موٹیوں کو کب
خیال میں لاتی ہیں۔ بدرگیں ماباپ کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں۔ و ایں
جمعہا کہ نوشتہ آمد باجمعے کہ صیغہ اش صیغۂ مفرد است مانند لڈو و غیرآں باواؤ
مجہول و نونِ غنہ نیز آید۔ در چند موضع یکی در حالت متعدی دیگر در وقت آوردن
کو بعد آں کہ باکاف و واؤ مجہول علامت مفعول است۔ دیگر در وقتِ اضافت،
دیگر در حالتِ تعلق با حرف۔ مثال مولیوں نے آج ہمیں بہت بمزہ کیا،

واسم تام وناقص منحصر بود در علم کہ بیانش بعد ازیں آید مثل گل محمدؐ وگلو۔ ومفرد
چوں گھوڑا واونٹ وگاجر ومولی۔ ومجموع بر چند قسم باشد انچہ آخر آں الف بود
مذکر باشد مانند پیڑا وکولا ورنگترا وخربوزا وچھارا وکیلا واندرسا وکھیرا ونیچا
وحقا وگھوڑا وچیتا ومولا وپپیہا وغیرآں نہ مینا وپیچا کہ ہر دو مؤنث بود۔ جمع
آں بہ تبدیل الف بیاے مجہول باشد وتثنیہ در حکم جمع است مثل پیڑے کھائے
اور کولے خریدے اور رنگترے بیچے اور خربوزے میٹھے نکلے اور چھارے اچھے
نہیں ہیں اور کیلے بنگالے میں اچھے ہوتے ہیں اور گرم گرم اندرسے کھایا چاہیے
اور دلی کے کھیرے یاد آتے ہیں اور چار نیچے اور پانچ حقے بھائی صاحب نے
منگوائے ہیں اور گھوڑے بیکر سے آئے ہیں اور جناب عالی نے سو چیتے رمنے
میں اور چھڑوائے ہیں اور مولے بول رہے ہیں اور پپیہے برسات میں غضب
کرتے ہیں۔ وہرچہ آخر آں یاے معروف بود جمع آں بالف ونون آید بشرطیکہ نام
مذکرے از حیوان مثل ہاتھی وعلم مانند دلی ویاے آں زائدہ نباشد مانند جوگی
وبیراگی وسناسی وپنجابی وپوربی۔ مثال آں۔ چوں مولیاں کہ جمع مولی باشد
ہمچنیں پوریاں وکچوریاں وکلیاں وجلیبیاں وچارپائیاں وانبرتیاں وچوکیاں
ودریاں وشطرنجیاں وگولیاں وبولیاں وجھولیاں وکوڑیاں وگالیاں۔ ما
ایں قاعدہ در زبان اردو بیاں میکنیم بازبان دیگر سروکار نداریم اگر در جمع کھٹیا
کہ بمعنی چارپائی باشد قاعدہ پیڑا کہ در خطوط پیرہ نوسیند یافتہ نشود در اصول ما
خللی واقع نمی شود زیرا کہ زبان اردو نیست وسواے ایں ہرچہ مذکر نیست
مانند انگیا کہ بہ زبان اردو سینہ بند زناں باشد جمع آں نیز از جہت تانیث بایں
طریق درست نہ بود بلکہ مفرد ومجموع آں نزد فصحاء یکی باشد برائے ہمیں در شروع
بیان ایں جمع لفظ را مقید بہ تذکیر کردہ ایم۔ وہرچہ آخر آں ورائے یاے معروف

شہر اول از جزیرهٔ دوم که مشتمل بر نحو این زبان باشد در تعریف اسم و بیان احکام آن

یک دو گونه بود با معنی و بمعنی، بمعنی از بحث بیرون است - و با معنی معتبر بود در بحث آن را به بول تعبیر کنیم، زیرا که یک اعم است از اینکه با معنی بود یا بمعنی و بول منحصر در لفظ موضوع مفرد باشد - پس بول یا به زمانهٔ از سه زمانه که ماضی و حال و استقبال باشد شامل بود و آن را فعل نامند مانند آیا ہے و آتا ہے اور آوے گا. یا چنیں نبود و آں را اسم گویند مانند شمس و قمر و ایں ہر دو دلالت بذاتِ خود بر معنی نمایند و مستقل باشند - و قسمے است از بول که مستقل نبود و بذات خود دلالت کند بر معنی بواسطهٔ غیر و آں را حرف میخوانند چوں پر بمعنی بر و سے بمعنی از مثالِ آں کوٹھے پر ہم سے چڑھا نہیں جاتا - و حرف برائے ربطِ کلام در عبارات بسیار آید و ممکن است که عبارت خالی از حرف هم باشد مثل زید آیا دکو ٹھا گرا - و اما اسم را اقسام بود جامد و مشتق و تام و ناقص و مفرد و مجموع و مؤنث و مذکر و فاعل و مفعول و مبتدا و خبر و موصوف و صفت و بدل و مکرر و مستثنیٰ و تمیز و مضاف و مضاف الیه و حال و ذو الحال - و فعل هم دو نوع بود تام و ناقص - و حرف هم اسماء متعدده را ارد و ہر یکے بجائے خود آید - و مجموع دو بول را بات نامند در عربی کلام لیکن بشرطیکه سکوت براں صحیح باشد سامع را، و ایں حاصل نشود مگر در فعل و فاعل و مبتدا و خبر - اما اسم جامد عبارت از اسمی بود که از مصدرے بر نیامده باشد نه ازو ہیچ شے بر آید مانند زید و عمرو گھوڑا و ہاتھی و مشتق آنکه از مصدر مشتق گشته باشد - چوں بہلو و بھگوڑا و ڑوؤ و ہنسوڑ و گاہک و بجویا - و اسم فاعل و مفعول داخل ایں نوع باشد

زیرا کہ در متعدی اوّل مخالفت این قاعدہ ہم بسیار یافتہ می شود۔ وحاصل مصدر چند قسم است تبکرار لفظین مانند آتے آتے وجاتے جاتے وکہتے کہتے و اُٹھتے اُٹھتے بایاے مجہول بمعنی تاآمدن ورفتن وگفتن وبرخاستن میرے آتے آتے بمعنی تاآمدنِ من۔ دہم چنیں حالِ دیگر الفاظ کہ معنی تا خود بخود دراں پیدا شود وآتے ہم بانظائر خود حاصل بالمصدر باشد ومحتاج بہ تک بود مثالِ آں میرے آتے تک۔ ومری بمعنی مُردن وراہاؤ وچڑھاؤ واُتار بمعنی ماندن دسوار شدن وفرود آمدن۔ وحال اکثر صیغہاے امر چنیں باشد مانند ناچ وپہنچ و سمجھ وکھینچ واکڑ ورہایش بمعنی ماندن ودیوان پن بمعنی دیوانگی کہ حاصل بالمصدر در فارسی باشد وچالا بمعنی رفتن وچل چلاؤ نیز بہ ہماں معنی وکس کساؤ ومثل آں نیز بسیار آمدہ۔ وگلاؤ بمعنے مدوّر شدن وگھلاوٹ وسجاوٹ بمعنی مخلوط شدن چیزے در آب ولطف اختلاط محبوب وزیبا شدن ومچ مچاہٹ بمعنی اظہارِ آرزو دردل کردن ولڑگت بمعنی مقابل شدن وسج بمعنی زیبایش کہ حاصل بالمصدر است ودھج کہ مراد از انداز زیبائی بود وڈھب بمعنی طرح انداختن وکرتب بمعنی کردار کرتوت ہم ہماں ونباہ بمعنی بانجام رسانیدن۔ وبعضی حاصل بالمصدر بدو لفظ متضمن یک معنی اند چوں دوڑ دھپاڑ وریل پیل دھانک تانک و دکھیا داکھی۔ وبراے مبالغہ یک لفظ را دوبار آرند والف را واسطہ درمیان ہر دو سازند چوں دوڑا دوڑ وبھاگا بھاگ والف در دو لفظ مخالفۃ الحروف نزد بعضے صحیح ونزد بعضے غلط باشد وآں را زبان عوام اُردو خوانند مانند ریلا پیل کہ در شعر راقم مسطور است۔

شہر چہارم خبر دہندہ است از حالات مصادر

میگوئیم ہر لفظی کہ آخر آں نا باشد مصدرے بود کہ صیغہاے ماضی و حال و استقبال
و امر و نہی ازاں پیدا می شود و ہرچہ اشتقاق صیغہا ازاں ممکن نباشد مشتمل بر نا
نخواہد بود گو معنی مصدری ازو پیدا شود۔ بالجملہ اوّل را مصدر و ثانی را حاصل مصدر
نامند کیفیت مصدر در ذکر صیغہ ہا قدرے بیان کردہ شد۔ لیکن تحقیق آں بدیں
نمط است کہ مصدر سہ گونہ بود یا آنکہ فعلے کہ ازو مشتق شود خصوصیت با فاعل داشتہ
باشد و آں را لازم نامند۔ یا بر دیگرے واقع شود از دست کسی یا بہ ایماء کسی واقع
شود بر کسے از دستِ کسے و ہر دو صنف آخر را متعدی خوانند۔ و قسمی است دیگر
از لازم کہ معنی متعدی ازو بر می آید۔ مثالِ لازم آیا زید یا گیا زید۔ مثالِ
متعدیِ اوّل مارا زید نے عمرو کو۔ مثالِ متعدیِ ثانی مروایا زید نے عمرو کو بکر سے۔
مثال متعدی ثالث کہ معنی آں از لازم بیروں آید آیا زید ساتھ عمرو کے یعنی لایا
عمرو زید کو۔ دانا از ہمیں جا ءبداند کہ ہر فعلے کہ بایماء کسے از دست کسے بر کسے
واقع شود مصدرِ آں بتقدیم واؤ بر الف خواہد بود۔ و ایں واؤ در ہیچ جا محذوف
نشود۔ بعضے صاحبان کہ حذفِ آں نمایند از فصحا نباشند و اُردو دانی آنہا
درست نباشد مانند کرانا بمعنی کروانا و کہانا بجاے کہوانا ہر چند کہلانا بیشتر
استعمال یابد لیکن ایں ہم فصیح و صحیح است و مرانا بجاے مروانا و مرانا موافق
قیاس متعدی مرنا بود و بمعنی میرانیدن نہ متعدی مارنا بمعنی زدن۔ و در بعضی الفاظ
تقدیم و تاخیر حروف کردہ اند مانند دابنا و دبانا و اُلینڈنا و اُنڈیلنا۔ ما قاعدہ
کہ در ساختن متعدی پیش ازیں نشان دادہ ایم در متعدی اول نیست بلکہ در متعدی ثانی

یاداش در شعر بندر روا باشد۔ بخلاف ہندی کہ اُس را کہ بمعنی او و آں باشد بروزن کُل بود بروزن حور موزوں نمی تواں کرد۔ و ہار را کہ بروزن فعل باشد بفتحتین بروزن فعلن۔ راہا و ملنا را کہ مصدر ملاقات است بروزن فعلن در عروض بروزن فاعلن نمی تواں گفت۔ و ایں ہم ظاہر است کہ در اِس کہ بمعنی این است یا نمی نویسند۔ ہرگاہ در اُس واؤ نمی نویسند، اِس چہ تقصیر کردہ است کہ بغیر یا نوشتن آں صحیح داشتہ اند۔ و اِدھر را کہ با یا نمی نویسند اشارہ بہمیں معنی است کہ بعد حرکت حرف ضرور نیست بخلاف ایدھر و کیدھر کہ در تلفظ ہم یا دارد۔ و ازیں گفتگو ثابت می شود کہ واؤ در اُس و جمیع الفاظِ ہندی کہ دراں ضمہ بغیر تلفظ واؤ خواندہ شود واؤ نوشتن صحت ندارد۔ وہمچنیں حال یا۔ پس حرفی کہ در تلفظ ظاہر شود در کتابت ہم درست ہست و الّا غلط۔ برائے ہمیں حرفِ مضموم با واؤ یکے شدہ و مکسور با یاء یکے گشتہ و مفتوح با الف محسوب در حروفِ اُردو نکردم و الّا نود و یک حرف ازیں زبان نشاں دادہ می شد۔ و مینہ بروزن دل و کونجڑا بروزن فعلن با یا و واؤ در کتابت شہرہ و رواج پذیرفتہ در اصل ضرور نیست۔ و حساب نود و یک حرف بایں طریق کہ ہشتاد و شش حرفِ سابق نشان دادہ شد و دو حرف از زبان دلالاں یعنی ذا با نون یکے شدہ در زنگار بروزن چہار۔ و شین با نون یکی شدہ در شنگرف بروزن مسطر۔ و واؤ در اُس و یا در اِس و الف در راہا بر آں زیادہ باید کرد مجموع نود و یکحرف می شود۔ و صنف دوم جا نمدّ تبشدید میم و نورمدّ بجائے جان محمد و نور محمد است۔ و صاما بجائے صاحب میرا و بھئی بجائے بھائی و باؤجی بجائے باواجی و جنور بجائے جانور و شہجہا باد بجائے شاہجہان آباد و روشن دولا بجائے روشن الدولہ۔

امر و نہی مانند کھاؤنا و جاونا و آونا و ہونا مثال مصدر۔ کھاوتا ہے و ہوتا ہے و جاوتا ہے و آوتا ہے۔ مثال مضارع۔ آؤ و جاؤ۔ مثال امر۔ نہ آؤ و نہ جاؤ۔ مثال نہی۔ حالا ہم کہن سالان شہر از فرقۂ مسلمین و بیشتر ہندوان آوتا ہے بجاے آتا ہے بر زبان دارند۔ و محمد تقی میر سلمہ اللہ در شعر ہم آوردہ اند شاید برای حفظ وزن باشد یا در اکبر آباد مضائقہ نداشتہ باشد۔ و الف از آخر والا کہ بمعنی صاحب و باشندہ و مملوک است لیکن نہ در ہمہ جا بلکہ در یک دو لفظ مانند دلی وال کہ باشندۂ دہلی را گویند و بحسب قاعدہ اصلش دلی والا باشد و ہمچنیں کوٹھی وال بجاے کوٹھی والا یعنی صاحب مال و ہندوی خزانہ دار۔ و الف از لاگا مانند فلانا دیوار سے لاگا کھڑا ہے زیرا کہ لگا کھڑا ہے فصیح باشد۔ و لام از تلک یعنی اب تک بجاے اب تلک لیکن ہر دو زبان اردو است۔ و یا و واؤ از ایدھر و اودھر و کیدھر و پور مانند شہزادپور و شاہ جہاں پور۔ و در کتابت بعضی بمراعات ضمہ واؤ و بمراعات کسرہ یا نویسند و بعضی و حق بجانب کسانے است کہ نمی نویسند۔ زیرا کہ اگر بقاعدۂ ترکی بعد حرف مضموم واؤ و بعد حرف مکسور یاء ضرور باید نوشت باید کہ بعد حرف مفتوح الف ہم نوشتہ شود و چنیں نیست۔ رہا و کہا و چلا راہا و کاہا و چالا در ہندی نمی نویسند بخلاف ترکی کہ آنجا ایدی را بہ الف مکسور بر وزن فعلن از روی عروض با یاء و اوغلان بر وزن فعلن با واؤ می نویسند۔ مثال واؤ بعد ضمہ و الف بعد فتحہ در ہمیں مثال موجود است۔ و سواے ایں حمل ہندی بر ترکی چہ ضرور۔ و سرایں معنی کہ در ترکی بعد ضمہ واؤ و بعد کسرہ یاء و بعد فتحہ الف باید نوشت این است کہ فصحاء زبان مذکور اعلان حروف مذکورہ در تلفظ نمی کنند و در اصل موجود است اگر اوغلان بر وزن فاعلان ہم موزون نمایند و ہم چنیں قاجار را کہ بر وزن

شہر سوم

در اُفتادن بعضی حروف از لفظ وقت سخن گفتن

مخفی نماند که افتادن حروف بر دو قسم است یکے آنکه فصحا لفظ را بعد حذف حرف یا حروف رواج داده اند دیگر آنکه بعضی صاحبان وقت تعجیل در تکلم حروف رابے اراده میندازند و از زبان شان خوشنما باشد۔ صنفِ اول مانند افتادن واؤ و یاء مجہول بو داز لفظ ہو وے بمعنی باشد و نہ ہو وے تابعِ آن است مثال آں

آپ فلانے شخص کو تعزیہ خانے میں بہت بُلاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی تبرّا کرے اور اُس کی خاطر آزردہ ہو۔

نہو بجاے نہ ہووے و ہو در آخر ایں عبارت بجاے ہووے باشد وِالّا در لغت ہو صیغۂ امر بمعنی شود باش و نہ ہو نہی بمعنی مباش و مشو باشد نہ بمعنی شود و باشد و نباشد و نشود۔ و حذف واؤ مفتوح و راء ساکن از لفظ آکر و جاکر و سنکر یا کاف مکسور و یاء مجہول از آکے و جاکے و سُنکے بہمان معنی مثال آں

فلانا ہماری باتیں سُن مرزا حسن علی پاس سب کہہ دیتا ہے اور وہاں کی باتیں یہاں آ بیان کرتا ہے۔

سُن بجاے سنکر و سنکے و جا بجاے جاکر و جاکے و آ بجاے آکر و آکے در عبارت مذکور است۔ و ہاء از دیوانہ پن کہ بہ دیوان پن مستعمل است۔ و الف از لڑکاپن کہ آنرا لڑکپن بفتحہ راء ہندی و سکون کاف گویند و ہم از شہدا پن کہ آنرا شہدپن گویند۔ و واؤ از اکثر مصادر و صیغہاے مضارع و

که مستعمل پوربیاں باشد و فتحهٔ آں که لفظ صحیح و زبان شاه جهان آبادیان فصیح است و تحتیل که از روے لغت هم غلط نه باشد۔ و کسرهٔ ہا، اتھر ہی با فتحهٔ ہا، و تا، با ہائے یکی شده و نون غنه ماقبل را، ہندی و یا، معروف بمعنی مادهٔ فیل لفظ میواتیاں و ہتھنی با کسرهٔ ہا، و نون مکسور ماقبل یا، معروف لفظ پوربیاں و فتحهٔ ہا، که لفظ فصحاے اُردو باشد۔ و فتحهٔ سین مسر با تشدید و بے تشدید که لقب زناربند است لفظ شاه جہاں آبادیاں و ضمه آں لغت پوربیاں و بعضی شاه جهاں آبادیاں با شین مشدد نیز استعمال کنند۔ و ضمه تا، تم بمعنے شما که لغت دہلی است و فتحه آں زبان تھانیسر و اندری و کڑہام باشد۔ و فتحه تا، تلک که برائے انتہا باشد و ضمه اول آں زبان دہلویاں فصیح ددمیں زبان اہل مغل پوره بود۔

(حاشیهٔ صفحه ۲۵) سطر ۵ در بعضی نسخ اینعبارت بایں نہج است و ضمه غین مُغل که لفظ صحیح الاصل ہمیں است مستعمل پوربیان باشد و فتح آں که لفظ غلط و زبان شاه جہان اباد یاں فصیح است۔

با مصاحب شخص متصف باین صفت باشد و مخالفت کسرہ و ضمہ چھپنا و چھپنا
کہ بکسرۂ جیم فارسی متحد باہا بمعنی پوشیدہ شدن مستعمل است و ضمۂ آں لفظ
اہل مغل پورہ باشد و ہرگز زبان اہل اُردو نیست۔ دیگر کسرۂ کاف در
کھلانا بمعنی خورانیدن و فتحۂ آں کہ زبان ملکیان پورب و ضمۂ آں کہ زبان
اہل پنجاب یا بعضی اہل مغل پورہ باشد۔ دکسرۂ یاء پہ بمعنی ابں کہ لفظ
اُردو است و ضمۂ آں کہ زبان سادات بارہہ و فتحۂ آں کہ زبان اطراف
دہلی باشد۔ و کسرۂ واو وہ بمعنی آں یا آنہا زبان قابلیت دستگاہان
پورب و اکثر ملا ہاے مکتبی شاہ جہان آبادی و فتحہ آں کہ لفظ دلالان
مزید پارچہ و بعضے مسلمانان خارج از مبحث نیز و ضمہ آں کہ زبان
اُردو دانان بود۔ اکثر ہار در یہ مبدل بہ رعایت ماقبل بایاء
و در وہ بہمان رعایت مبدل با واؤ گردد و ایں ہم مختار اہل فصاحت شہر
است۔ و حرکت کاف در کو کہ بمعنی را برلے افادۂ مفعولیت است با واؤ
مجہول لفظ اُردو و واؤ حروف لفظ بیرونیاں و کہن سالان شہر نیز باشد
وکسرۂ الف در ایسی بمعنی ایں چنیں لغت بیرونیان و فتحۂ آں لفظ اُردو
است۔ و فتحۂ قاف قسم کہ زبان دہلی و کسرۂ آں کہ لفظ افاغنۂ فرخ آباد
ومئو باشد۔ وکسرۂ میم میں بمعنی درمیان زبان اہل اُردو و فتحۂ آں زبان
باشندگان اٹاوہ و اطراف آں باشد و فتحہ میم میں کہ بمعنی من باشد
لفظ فصحاے شہر است و کسرۂ آں کہ زبان باشندگان ملک میانہ گنگ و
جمن باشد۔ و فتحۂ حرف اول پلنگ کہ بالاے آں خواب کنند زبان فصیحان
شہر و کسرۂ آں لفظ دہاقین باشد۔ و فتح شین شیخ کہ زبان قابلان شہر
است و کسرۂ آں مستعمل عوام آنجا بود۔ و ضمۂ غین مغل کہ

مانند کمرکھ و کمرخ و سیکھ و سیخ ہر چند بقلت و ندرت استعمال یابد و گاف و میم لیکن ہر دو از ہم جدا مستعمل نہ شوند مثل گول مول۔ و جیم فارسی با ہائی شدہ دبا و جھند بند و جھل بل۔ و گاف متحد با ہا و گاف فقط مثل ٹانگن ٹنا ٹگین۔ و اما مخالفت حروف باہم چوں مخالفت گاف و جیم بود در بھاگا و بھاجا بمعنی گریختہ و بھیگا و بھیجا بمعنی تر شد۔ ظاہر است کہ زبان اُردو بھاگا و بھیگا باشد بھاجا و بھیجا خلاف اُردو اگرچہ در ہندی صحت دارد چراکہ اہل ہند سوائے مسلمانان فصیح شاہ جہان آباد بچنیں الفاظ تکلم نمایند۔ دیگر خلاف یا و واؤ چوں "کہیں" کہ زبان دہلی و "کہوں" کہ زبان اکبر آباد باشد و منچا و موچنا۔ موچنا زبان پورب ست بمعنے پوشیدن چشم۔ دیگر خلاف لام و سین در لفظ مثل نکلا و نکسا۔ نکسا زبان غیر فصیحان و ہندوان است و نکلا زبان فصیحاں باشد۔

و دیگر خلاف کاف و جیم فارسی چوں بکوانا کہ زبان اُردو است کہ بچوانا کہ مخالف آں باشد و تبدیل کاف و جیم فارسی و بعکس در یک لفظ نیز مخالفت بار و زمرۂ زبان اُردو دارد مانند کیچڑ و چیکڑ کہ زبان اکثرے از اہل ہنود است۔ اما حرکات موافقہ باہم مثل کسرۂ ہلنا و فتحۂ ہَلنا کہ ہر دو از زبان فصیحاں مسموع است و گھِسنا و گھَسنا اول کثیر الاستعمال و ثانی قلیل و نادر۔ و فتحۂ رَلنا و ضمۂ رُلنا مانند فلانا خاک میں رلگیا اول بہتر باشد از دوم۔ و فتحۂ مَتّی و کسرۂ مِتّی ہر دو فصیح بود۔ و ضمۂ میم مُحلا و فتحۂ آں مانند سہرندیوں کا مَحلّا یا بجواریوں کا محلا۔ و کسرۂ نِمکسک بمعنی سراپا و فتحۂ ہر دو حرف بہمیں معنی یعنی نَمکَسک۔ و کسرۂ ہا، ہِرن و فتحۂ آں چوں ہَرن۔ و کسرۂ میم و ضمۂ آں چوں مِج و مُج یعنی مجھ سے کیوں خفا ہو۔ ایں بیشتر لفظ کسانے باشد کہ نازک اندام و خوش ترکیب

و غالب آنکہ فیض صحبت اہل مغل پورہ بدیگران ہم رسیدہ۔ و میم و بای فارسی مثل
طمنچہ و طبنچہ۔ و سین و جیم فارسی با ہا یکے گشتہ مانند پچھتانا و پستانا و بچھولیہ
و سپتولیہ۔ و کاف با ہا متحد گشتہ و بای فارسی مانند اکھاڑنا و اپاڑنا در مقام
چیزہای رستنی کہ بیخ داشتہ باشد۔ و تای ہندی با ہا یکے شدہ با کاف۔ لیکن ہر دو
لفظ باہم استعمال پذیرد و جدا جدا مسموع نیست مانند کلا ٹھلا۔ و تای ہندی با میم مثل لا بالا
و تا و با مانند تانا بانا۔ اگر کسی گوید کہ دریں ہر سہ لفظ مذکور لفظ دوم مہمل لفظ اول است
غلط میگوید زیرا کہ مہمل ہندی بہ تبدیل حرف اول ہر لفظ بامعنی با واو باشد مثل
گھوڑا ووڑا۔ اور لوٹا ووٹا اور آگ واگ اور گیہوں ویہوں اور چنا ونا اور
پانی وانی۔ و مہمل فارسی بہ تبدیل حرف مذکور در لفظ بامعنی با میم می باشد
مثل اسپ مسپ و فیل میل اشتر مشتر۔ نقل است کہ شبے در ایام زمستان نوجوانے
از اہل ہند وارد منزل آشنائے از مردم ایران شد۔ چوں شام در رسید مغل
گفت کہ حالا شما تشریف ببرید من توشک و لحاف دیگر ندارم۔ مجبور در یک لحاف
خوابیدن ضرور خواہد افتاد و الا سردی مردی خواہد شد۔ گفت باشد جاے
اندیشہ نیست در چادر مادر شما خواہم خوابید۔ و در مہمل پنجابی بجاے حرف اول
الف می آید مانند کوٹھا اوٹھا فیل ایل۔ بالجملہ دال ہندی با را مبدل شود
چوں کھانڈ و کھانڑ۔ و تای ہندی با تای ہندی متحد با ہا مثل بھٹی و کٹھی و با با
متحد با ہا مثل بل بے جا تیری دھج و بھل بے جا تیری دھج۔ و عین با میم مثل جما بجای
جمعا۔ چنانچہ بعض انعبارت را کہ جمعے کے دن عید ہوگی جمّے کے دن گویند لیکن جمعے کے دن افصح بود
ہر چند در لغت غلط است ازیں سبب کہ در اردو بلکہ در ہر زبان استعمال معتبر
باشد اصل لفظ را اعتبار نمی کنند و غلط ہم نمیدانند۔ و با متحد با ہا بعد سین با نون
یکے گشتہ و میم با ہا متحد بعد سین مانند سمہال و سنبھال۔ و کاف متحد با ہا و خا

شہرِ دُوم

متضمن شرح مخالفت و موافقت حروف و حرکات

موافقت مراد از درست آمدن حرفے و حرکتے بجاے حرفے و حرکتے دیگر باشد و مخالفت از درست نیامدن یکے بجائے دیگرے - امّا از حرف موافقہ باہم باء فارسی و کاف است مثل ڈھانکنا و ڈھانپنا - دیگر لام و را مانند تلوار و تروار و روپہلا و روپہرا - و میم با با کہ ماقبل آں نون غنہ باشد مثل تھانبنا و تھامنا - و قاف و کاف مثل نورکا بُکّا و نورکا بُقّا و چاکو و چاقو و کور فرنگی و قور فرنگی و کدم و قدم نام درخت - و ہا و الف در جمیع الفاظ عربی و فارسی مانند ستارہ و ستارا و ہالہ و ہالا - و کاف و خا چوں ٹچکارا و چُٹخارا - و را و ڑا ہندی مثل اُردو و اُڑدو - و نون با ڑاء ہندی ماقبل آں نون غنہ مانند کانا و کانڑا - و دال و تا مثل تدبیر و تبتیر - و لام و نون مانند لون و نون - و سین و جیم مثل مجھ سے و مُس سے - و نون و سین مانند اسنے اور اِنے و اُسنے و اُنے - و سین و با مانند بیٹا و سیٹا از زبان زناں - و نون و تا مثل اِتنا و اِتّا - و گاف و واؤ چوں دوگنا و دُونا - و دال و با چوں کدھو و کبھو، با ہا و بغیر آں و کبھی و کدہی با ہا و بغیر آں نیز در ینجا واؤ و یا یکے باشد و را و یا چوں جا کر و جاکے - و نون و دال چوں فن و فند - و الف و یاء مجہول مثل دس بار و دس بیر زبان قدیمان اُردو - باء فارسی با ہا یکے شدہ و با مانند دس بیر و دس پھیر - و زا و سین مانند ہرگز ہرگس - اگرچہ بعضی باشندگان دہلی بایں لفظ متکلم شوند لیکن قبیح و غیر فصیح است

صیغہائے مستقبل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا جائے گا	مارے جائینگے	تو مارا جائے گا	تم مارے جاؤگے	میں مارا جاؤنگا	ہم مارے جائینگے
مؤنث	ماری جائے گی	ماری جائیں گی	تو ماری جائیگی	تم ماری جاؤگی	میں ماری جاؤنگی	ہم ماری جائینگی

امر حاضر

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر			مارا جا	مارے جاؤ		
مؤنث			ماری جا	ماری جاؤ		

مثال آن میرے آتے ہی تم اُٹھ گئے۔ یعنی بمجرد آمدم شما برخاستہ رفتید۔ و بعضی بجائے کیا چاہیے کرنا چاہیے گویند و این جماعت کسانے باشند کہ والدین شان از کشمیر در شاہ جہان آباد آمدہ اند و تولدِ ایشان بذات خود در شہر اتفاق افتادہ است۔ ۵ امر غائب فلانے سے کہدو کہ وہاں جاوے یا کوہیں رہے و نہی غائب نجاوے اور نہ رہے۔ جاویں اور رہیں تثنیہ و جمع امر نجاویں اور نہ رہیں نہی آن۔ و صیغۂ دیگر بود کہ بمعنی صیغۂ فعل مستقبل مفرد ما نا جمع و تثنیہ از روے تعظیم بود و بمعنی باید ما قبل فعل ماضی و بمعنی متکلم مع الغیر در صیغۂ استقبال نیز آید مثال آپ آئیے گا یا نہیں یا آپ مقرر آئیے گا یا اگر حق تعالیٰ فضل کرے تو یہاں مسجد بنائیے گا کہ پھر آپ بھی دیکھ کر لوٹ جائیں۔ این مثال ہا کہ نوشتہ شد از فعل معروف بود۔ اکنون بیان کنم فعل مجہول را معروف فعلے باشد کہ منسوب بفاعل بود و مجہول فعلے باشد کہ منسوب بمفعول بود مانند زید نے مارا اور زید مارا گیا۔

صیغہاے ماضی مجہول

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا گیا	مارے گئے	تو مارا گیا	تم مارے گئے	میں مارا گیا	ہم مارے گئے
مؤنث	ماری گئی	ماری گئین	تو ماری گئی	تم ماری گئیں	میں ماری گئی	ہم ماری گئیں

صیغہاے مضارع حال این فعل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا جاتا ہے	مارے جاتے ہیں	تو مارا جاتا ہے	تم مارے جاتے ہو	میں مارا جاتا ہوں	ہم مارے جاتے ہیں
مؤنث	ماری جاتی ہے	ماری جاتی ہیں	تو ماری جاتی ہے	تم ماری جاتی ہو	میں ماری جاتی ہوں	ہم ماری جاتی ہیں

دیکھنا و دکھانا و دکھلانا و بیٹھنا و بٹھانا و بٹھلانا و نہ بٹھانا کہ لغت ہندوان و سکنۂ مغل پورہ است۔ و در بعضی جا بزیادت واؤ والف مثل کھلنا بمعنی وا شدن و کھلوانا۔ و در بعضی مصادر بزیادت لام و واؤ و الف یا لام و الف بعد حذف حرف صحت دارد مانند دینا و دلوانا و لانا و سینا و سلوانا و سلانا کہ یا موافق قاعدۂ گذشتہ محذوف می شود بلکہ در جمیع مصادر کہ الف و واؤ و یاء حرف دوم آں باشد حروف مذکور در حالت تعدیہ محذوف گردد و واؤ و الف کہ علامت آں باشد دراں بیفزایند مثل پالنا و پکوانا و پھینکنا و پھکوانا و پھونکنا و پھنکوانا و ناچنا و نچوانا و گانا و گوانا و ماننا و منوانا و جھانکنا و جھنکوانا و ٹانکنا و ٹنکوانا و علے ہذا القیاس۔ و بعضی مصادر متعدی خلاف قیاس مذکور است چوں اُکھڑنا و اُکھاڑنا و اُکھیڑنا و موافق قیاس اُکھڑانا می آید و ہم چنیں گھسٹنا و گھسیٹنا موافق قیاس گھسٹرانا باشد و گھسٹروانا تعدیۂ متعدی باشد۔ و صیغۂ ماضی و حال و استقبال مصادر متعدی ساختہ را قیاس بر صیغہائے مصادرے کہ بعد دور کردن علامت مصدری کہ آخر آں الف می ماند باید کرد و ایں ہم بخاطر باید داشت کہ در مصادرے کہ بعد حذف علامت یا باقی ماند یا را حذف نمودہ تعدیۂ آں با الف و لام درست باید کرد۔ و فعلے دیگر بود در فارسی و ہندی کہ تمامی آں موقوف بود بر عبارت مابعدش مثال آں فلانے را طلبیدہ سرگوشی باید کرد۔ ترجمۂ آں بہ ہندی فلانے کو بلا کر سرگوشی کیا چاہیے۔ کرباکاف و را یا کاف و یاء مجہول کے بجائے آں دال بود بریں فعل و اکثر یاء مجہول بعد امر دبا امر فقط ہم ایں مدعا حاصل شود۔ مثال آں "مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑے کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑ کہاں جاتے ہو" و تے ہی با یاء مجہول بعد تا و یاء معروف در آخر بعد امر دلالت کند بر معنی بہ مجرد

حُسن تلفظ است مانند فلانا نہیں ہے آیا، یا نہیں تھا آیا۔ وفعلے دیگر بودازقسم ماضی کہ دلالت کند بر صدورخود از فاعل چند نوبت بخلاف آیا تھا مانند آتا تھا یا آتی تھی ہم بقیاس آیا تھا۔ مخفی نماند کہ فلانا تمام عمر میں کُل فرنگی کی چھاؤنی گیا تھا ایں عبارت بریں معنی دال نمیتواں شد کہ در تمام عمر بیش ازیں ہم بجای مذکور رفتہ بود۔ اور فلانا اکثر فرنگی کی چھاونی جاتا تھا دلالت کند بر رفتن او بکرہ، یا معنی اتفاق تراوش ازاں نماید۔ مثال آں فلانا کُل فرنگی کی چھاؤنی جاتا تھا، یا ہمارے دروازے کے سامنے سے جاتا تھا یعنی من از اتفاقات رفتن اور ادر چھاؤنی دیروز دیدم یا پیش دروازۂ من گزشتن او بحسب اتفاق واقع شد۔ وفعل ماضی بغیر تھا برائے شرط وتمنی آید مثال اگر خدا اگر ہمیں بھی دولت دیتا تو کیا دوستوں سے سلوک کرتے، ایں مثال شرط وجزا بود۔ مثال تمنی کاش یہ شخص یمین الدولہ کے پاس گیا ہوتا کہ اماثل واقران اُسکے جاہ ومنزلت کو دیکھ کر آتش رشک سے کباب ہوتے۔

دیگر فعل آنکہ لازم بود یا متعدی۔ لازم آنکہ مفعول را نخواہد مانند زید آیا اور زید گیا اور عمرو سوا اور خوب ہُوا۔ ومتعدی آنکہ مفعول را خواہد مانند زید نے مارا عمر کو۔ ومتعدی یا یک مفعول را خواہد چنانکہ گذشت یا دو مفعول را مانند پلایا زید نے عمرو کو پانی یا دکھایا زید نے عمرو کو بکر کا بیٹا۔ کو کہ علامت مفعول است بعد یک مفعول کافی است در ہر دو جا والّا عبارت سقیم می شود ہر چند درست است مثال آں عمرو نے بکر کے بیٹے کو زید کو دکھایا۔ وتعدیہ فعل در بعضی مصادر بزیادت الف ماقبل علامت مصدری حاصل شود مانند اُٹھنا و اُٹھانا۔ ودر بعضی بزیادت الف ولام مانند کہنا وکہلانا نہ کہانا کہ زبان اہل مغل پورہ باشد۔ ودر بعضی مصادر بعد حذف حرف دوم کہ یاء مجہول باشد در زیادت لام والف یا فقط الف مانند

مثل انگنا و در تلفظ نہ بود، و آنچہ در کتابت زیادہ ازیں باشد معتبر نیست والّا
رکھار را با ہا پنج حرفی حساب باید کرد چراکہ موافق تلفظ بغیر ہا چار حرف دارد
ہر گاہ ہا را با آں شریک کنیم یک حرف زیادہ بر چار می شود ازیں سبب تلفظ را
معتبر گیریم نہ کتابت را۔ و کلمہ کہ اول و آخر آں حرف علت یعنی واؤ و یا و الف
باشد آنرا لفیف نامند و آں بر دو قسم است مقرون و مفروق۔ مقرون آنکہ
میانہ دو حرفِ علت آں فاصلے واقع نہ شود مانند وو بمعنی آں واو کہ دہ
نیز گویند، یا گیا بمعنی رفت۔ و مفروق آنکہ میان دو حرف علت حرفِ دیگر
داشتہ باشد مثل وُہی بمعنی ہماں۔ و فعلے دیگر بود در اُردو کہ آنرا فصیحاں بر
زباں دارند و راقم آثم فعل تحریصی نام آں گذاشتہ و ضروری نیز می تواں
گفت مثل کیا چاہیے بجاے امر مشتمل بر ضرورت است اگر با حاضر حرف زدنی
دست دہد امر حاضر است و اگر در حق غائبی گفتہ آید امر غائب و اگر اشارہ بنفس
متکلم بود تحریص نفس گوینده بکارے باشد۔ ہے و ہیں و ہو و ہوں دال بر ثبوت
وجودِ فعل ماضی بزمانۂ حال بود مانند آیا ہے اور آئے ہیں اور آئی ہے اور آئیں
ہیں اور تو آیا ہے اور تم آئے ہو اور تو آئی ہے اور تم آئی ہو اور میں آیا ہوں
اور ہم آئے ہیں اور میں آئی ہوں اور ہم آئیں ہیں۔ و تھا و نظائرش دال
بود بر فعل ماضی کہ در زمانۂ حال وجود آں ثابت نہ شود۔ مثال ماضی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	آیا تھا	آئے تھے	تو آیا تھا	تم آئے تھے	میں آیا تھا	ہم آئے تھے
مونث	آئی تھی	آئیں تھیں	تو آئی تھی	تم آئیں تھیں	میں آئی تھی	ہم آئیں تھیں

و بعضی باشندگان اُردو ہے و تھا مقدم بر فعل آرند و ایں سخت قبیح و دور از

الا بزبان پنجابی و غیر آں بگوش رسیده مانند دیکھا بمعنی دید۔ و اما اجوف واوی
که معتل العین نامیده می شود یعنی حرف وسطی آں واو باشد خواه آں حرف
حرفِ دوم باشد خواه سوم خواه چهارم ازیں سبب که حرف وسطی منحصر در حرفِ
دوم دانستن قاعدهٔ الفاظِ ثلاثی مجرد به زبان عربی است نه در هر زبان، و در
اُردو کثیر الاستعمال مثل توڑا و جیرا چھینکا و دیکھا و نوچا و گاڑا و پھاڑا و کاٹا
و مارا۔ در مثال اجوف واوی مثال اجوف یائی و الفی نیز نوشته شد۔ و اما
معتل اللام که آنرا ناقص واوی یا یائی یا ناقص الفی در هندی استعمال کنند
نیز در اُردو بزبانها جاری است و در روزمرهٔ وضیع و شریف۔ اگرچه فا کلمه و عینِ
کلمه و لام کلمه در ثلاثی مصطلح صرفیاں در زبان عرب است لیکن چوں در هندی
تتبع و تقلید شاں مرکوز خاطر است ما حرف اول هر لفظ را فا کلمه و دوم را عین
کلمه نام نهیم تا اینجا موافق با صرفیاں هستیم و حرفِ آخریں را سیوم باشد خواه
چهارم خواه پنجم خواه زیاده لام کلمه قرار دهیم و حروف محذوفه در تلفظ داخل حساب
نه کنیم مانند کندوری که قسمی است از بقول بر وزن صبوحی مشتمل بر شش حرف
نون غنه که در کاف غائب شده در شمار نیاید۔ بالجمله مهموز الفاء چوں اُٹھا و اُبھرا
و اُجڑا و اُکھڑا در زبان هندی بسیار می آید۔ و مهموز العین اکثر در آں هم با واو
مبدل با همزه مانند کنوا بمعنی چاه و بُوا خطاب بخواهر۔ و مهموز اللام غیر مسموع
و مضاعف بر دو گونه است یا کلمه چار حرفی باشد در اصل و حرف دوم و سیوم او
از یک جنس باشد مانند کھادرین لفظ بخلاف مضاعفِ عربی هیچ جا دو کاف جدا
جدا گفته نمی شود۔ اصل و نقل هر دو برابر است یا پنج حرفی مثل چیلا یا آنکه نصف
کلمه شبیه به نصف دیگر آں باشد مثل ململ و ٹھک ٹھک و کلکل و ڈھب ڈھب۔
و هیچ لفظ هندی کمتر از ثنائی یعنی دو حرفی چوں وه، وه بیشتر از سداسی،

وساکنان شہر قدیم ہارا بجاے والا وہارے بجاے والے در مذکر وہاری بجاے والی وہاریاں بجاے والیاں در مؤنث آرند۔ واین گفتگو مقبول فصحا نیست والا بعضی الفاظ کہ دران یاء امالہ از مصدر والف ویا امالہ از ہارا وہارے ویاء معروف از ہاری ویان از ہاریاں دور کنند مروج ومقبول است مثل ہونہار بمعنی شدنی۔

وصفت مشبہہ بلفظ جوگا کمتر زبان غیر فصیحان بلائق بیشتر در روزمرۂ فصحا باشد مانند مرنے جوگا ومرنے جوگے در مذکر ومرنے جوگی ومرنے جوگیاں در مؤنث ومرنے کے لائق۔ وبعضی صیغہاے صفت مشبہہ ومبالغہ در مذکر ومؤنث یکسان باشد چون مہمال مثال آن یہ گھوڑا یا یہ کتا مہمال ہے اور یہ گھوڑی مہمال ہے۔ وبعضی مفرق بود در مذکر ومؤنث چون مرنے جوگی ومرنے جوگا کہ گذشت۔ وپیاسا وپیاسی وبھوکا وبھوکی ورنگیلا ورنگیلی ونکیلا ونکیلی وبھلا وبھلی وچھنلا وچھنلی۔ ودر سگھڑ وپھوڑ تانیث معنوی بود واین مثالہا از صفت مشبہہ بود۔ ودر مبالغہ ہمیشہ مذکر ومؤنث یکسان است چون ٹھگو گاکپ وہنسوڑ ولڑاک ودوڑو وبھگوڑا اسم صفت مشبہہ باشد۔ اسم تفضیل بلفظ کہیں وسوا وبھی وزیادہ پیدا گردد مثال آن تیرا قد سرو سے کہیں اچھا ہے یا سوا اچھا ہے یا زیادہ اچھا ہے یا سرو سے بھی اچھا ہے۔

واسم مفعول بلفظ ہوا بعد صیغۂ ماضی درست شود مانند مارا ہوا وپھنسا ہوا بمعنی کشتہ شدہ وگرفتار شدہ وانچہ بعضی گمان گیا با کاف مفتوح درین مقام دارند غلط محض است زیرا کہ گیا بعد ماضی علامت ماضی مجہول باشد نہ علامت مفعول۔ دیگر آنکہ در ہندی معتل ومہموز ومضاعف نیز مروج است اما مثال واوی کہ معتل الف باشد یعنی انچہ حرف اول واو افتد در اردو شاذ وغیر مسموع است

محذوف گردد چون بو و بوؤ، سو و سوؤ، لے و لو، دے و دو۔ و شرط است
که یاء مجهول باشد نه یاء معروف۔ زیرا که یاء معروف حذف نگردد چنانکه در سی
بمعنی دوز و پی بمعنی بنوش سیو و پیو گویند۔ سو و پو با حذف یاء معروف صحت
ندارد و با همزه و یاء مجهول هم بعد از امر مفرد حاضر جمع و تثنیه حاصل آید مانند
اُٹھیے بجاے برخیزید و بیٹھیے بجاے بنشینید۔ لیکن در بعضی مواقع جیم مکسور ماقبل
همزه بیفزایند مثل کیجیے و لیجیے و دیجیے۔ اصل کیجیے، کریے بود بعد زیادہ کردن جیم مکسور با همزه را آرا
با یاء معروف بدل کردند بنوعیکه در ماضی کرا آرا با کیا مبدل ساخته و کسرهٔ کاف
از سبب ثقالت جمع شدن فتحه کاف ماقبل یاء ساکن و جیم مکسور در ہندی باشد
و حذف همزه هم بعد جیم مکسور جائز باشد بلکه افصح بود مانند کیجے و لیجے و دیجے۔
و زیادت الفاظ صیغهاے ماضی در امر و ضد آن که نهی است نیز گنجایش پذیرد
چون پھینک دیے و غیر آں۔ و نهی بزیاده کردن نون مفتوح ماقبل صیغهٔ
امر پیدا گردد مثل نکر۔ و قاعده در جمع و تثنیه و مذکر و مؤنث نهی هم مانند
امر کلی باشد و بر زبان ملاهاے مکتبی شاه جهان آباد و بعضی هنود مت حرف
نهی باشد مانند "مت جا" و بعضی لفظ متی بر نون مفتوح که حرف نفی است
بیفزایند مانند "تو متی نجا" و این لفظ زبان دلال بچگاں مزید یا رچه است
که پدر و مادر شاں پنجابی و خود در دہلی متولد شده اند و بعضی ساکنان مغلپوره
نیز به همیں طریق حرف زنند۔

و صیغهٔ اسم فاعل مذکر به تبدیل الف آخر مصدر با یاء مجهول و الحاق لفظ والا
بعد از اں حاصل آید۔ و در جمع و تثنیه الف آخر والا با یاء مجهول مبدل گردد
مانند کرنے والا و کرنے والے۔ و مؤنث با لفظ والی با یاء معروف بجاے
والا و بر جمع و تثنیهٔ آں با والیاں هم رسد مانند جانے والی و جانے والیاں

بر تمام شدن فعل بخلاف پھینکا وڈالا و بڑھایا وغیرآں۔ مثلاً دریں مقام کہ
فلانے نے جس وقت کہ کوٹھے پر سے روپیہ پھینکا میں نے زمین پر گرنے نہ دیا ہاتھ
میں لیا گویند۔ پھینکیدیا نگو نباشد، و در ینجا کہ زید نے مارے غصہ کے عمرو کو مجلس
سے اٹھادیا مناسب باشد اٹھایا مستحسن نبود۔ وڈالا با دال ہندی بعد حذف
علامت مصدر زائد آرند و در بعضی مصدرہا ہیچ صیغہ بغیرآں درست نمی تواند شد۔
و در بعضی مصادر ہیچ و پوچ است و ایں ہم مانند دیا دلالت کند بر تمام شدن
فعل مانند میرا مٹکا زید نے توڑ ڈالا یعنی مدتے است کہ از شکستن آں فارغ
شد اینجا توڑا فصیح نہ نماید۔ و در بعضی مواقع لیا بمعنی گرفت چسپاں شود چوں
لکھ لیا و مانگ لیا ایں ہم دال بود بر تمامی فعل۔ ایں صیغہ ہا کہ مذکور شد در فعل
مضارع نیز آید لیکن دلالت در شروع فعل در حال و ارادۂ شروع آں در مستقبل
نماید چنانکہ قاعدۂ حال و مستقبل است۔ و بیٹھا و اٹھا بمعنی نشست و برخاست
ہم تمام کنندہ فعل باشد مثلاً فلانی رنڈی ناچنے سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ و اٹھی
نیز بہ ہمیں معنی آید۔ اٹھا اکثر دال بود بر معنی خود مانند فلانا سو شعر مجلس میں کہ اٹھا
یعنی آں وقت برخاست کہ صد شعر گفت چوں معنی ہر دو فعل از لفظ برمی آید
تشبیہ بصیغہ ہائے مذکورہ نمی تواند شد۔ و پڑا بمعنی افتاد خبر دہد از آنکہ بمجرد ایں فعل
چنیں شد مثال آں زید سے میں نے جس وقت کہا کہ عمرو جو کہے سو کرو مجھ سے
الجھ پڑا یعنی بمجرد گفتن با من درافتاد۔

و صیغۂ امر حاضر مفرد در اردو حاصل شود از دور کردن علامت مصدر و تانیث
و تذکیر آں بہ یک صورت باشد مانند کر نا و کر کہ بمعنی فعل و افعل کہ در فارسی ترجمۂ
آں کردن و کن باشد و تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث بزیادت واو مجہول حاصل آید
مانند کرو۔ لیکن اگر در آخر صیغۂ امر مفرد واو یا یا باشد واو با ہمزہ بدل شود و یا

وبعضی ہندوستان زایاں کہتا ہے بجاے کہتے ہو کہ بترجمہ میگوئید باشد استعمال
کنند۔ ہمچنیں در جمع مصادر ایں صیغہ را بطریق مذکور مستعمل سازند۔ مثل اتیا ہے
وجایتا ہے اُڑایتا ہے ورہیتا ہے۔ لیکن فصیح زبانان اُردو ایں الفاظ را
مہمل دانند وکسی را کہ چنیں حرف بزند آدم قدیم وسخنش را ہزل پندارند۔ و
اکثر صاحباں بجاے "آویگا" "آئیگا" گویند ودر جمع وتثنیہ ایں صیغہ ومؤنثِ
آں وحاضر مفرد مذکر ومؤنث وجمع وتثنیہ متکلم عمل مذکور جاری کنند۔ دریں تبدیل
فصیحاں متفق اند الّا بعضی صاحبان قبول ندارند واکثر اُردو داناں در صیغۂ مستقبل
منفی نہیں بجاے نفی کہ ذکر آں گذشت آنیکا وآنیکے در جمیع صیغہ ہا بکار برند مثال
آں نہیں آنے کا، نہیں آنے کے بایاء مجہول مذکر غائب وجمع وتثنیہ آں۔ نہیں
آنے کی بایاء معروف ونہیں آنے کیں بایاء معروف ونون غنہ مؤنث غائب مفرد
وتثنیہ وجمع آں۔ نہیں آنے کا تو، نہیں آنے کے تم بایاء مجہول حاضر مذکر وتثنیہ و
جمع ومفرد آں۔ نہیں آنے کی تو بایاء معروف اور نہیں آنے کیں تم بایاء معروف
ونون غنہ حاضر مفرد ومؤنث باجمع وتثنیۂ آں۔ میں نہیں آنے کا اور ہم نہیں
آنے کے بایاء مجہول مفرد مذکر متکلم باجمع وتثنیۂ آں۔ میں نہیں آنے کی اور ہم نہیں
آنیکیں مفرد مؤنث متکلم باجمع وتثنیۂ آں۔ مقدم کردن ضمیر حاضر ومتکلم بر صیغہ
باختیار گوینده است۔ اگر مؤخر ہم بیارد مضائقہ ندارد۔ ولفظ نہیں کہ بروزن
چنیں مذکور شدہ اکثر صاحبان یا ونون آں در ہا غائب کردہ کلمۂ مذکور را کہ از
روے کتابت چار حرفی ودر تلفظ سہ حرفی است دو حرفی ظاہر نمایند۔ لیکن چوں
بیشتر فصیحاں ازاں احتراز دارند در حرف اُردو داخل کردن آں بجاے خود صلاح
ندانست۔ وبعضی جا صیغۂ ماضی بعد حذف نون والف کہ نشان مصدر است بالفظ
دیا نیز آید مانند پھینک دیا وڈال دیا وبڑھا دیا وہم چنیں ایں صیغہ دلالت کنند

شعر

ہر دل میں تیرے مکھڑے کی لیں ہم بلائیں آج
گو ہمیں اپنے جی سے گزر کیوں نہ جائیں آج

این الفاظ در نثر ہم مروج است موقوف بر نظم نیست۔ بالجملہ این امثلہ برائے فعل مثبت بود۔ برائے منفی حروف مقرر است برائے ماضی و مستقبل نون مفتوح باہا و بغیر ہا نیز در کتابت رواج دارد۔

مثال ماضی منفی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہ آیا	نہ آئے	تو نہ آیا	تم نہ آئے	میں نہ آیا	ہم نہ آئے
مؤنث	نہ آئی	نہ آئیں	تو نہ آئی	تم نہ آئیں	میں نہ آئی	ہم نہ آئیں

مثال مستقبل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہ آویگا	نہ آوینگے	تو نہ آویگا	تم نہ آؤگے	میں نہ آؤنگا	ہم نہ آوینگے
مؤنث	نہ آویگی	نہ آوینگی	تو نہ آویگی	تم نہ آؤگی	میں نہ آؤنگی	ہم نہ آوینگی

مثال نفی حال

دریں فعل آنکہ ہے از آتا ہے حذف نمودہ نہیں را مقدم بر آں آرند مثال نفیِ حال

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہیں آتا	نہیں آتے	تو نہیں آتا	تم نہیں آتے	میں نہیں آتا	ہم نہیں آتے
مؤنث	نہیں آتی	نہیں آتیں	تو نہیں آتی	تم نہیں آتیں	میں نہیں آتی	ہم نہیں آتیں

دور از فصاحت است مگر با حرفِ شرط استعمال آں روزمرۂ فصحا، باشد مانند این عبارت۔ اگر تو رہے تو میں بھی رہوں۔ بدیہی است کہ این عبارت بہتر از این عبارت است اگر تو رہوے تو میں بھی رہوں۔ و بعضی جا ہو بجاے ہووے و لو بجاے لیو فصیح تر از اصل است مثال آں اگر تو بھی وہاں ہو تو اچھا ہم بھی آویں، بجاے اگر تو بھی وہاں ہووے تو اچھا ہم بھی آویں۔ این مثال براے مفرد بود مثالِ جمع و تثنیہ اگر تم بھی وہاں ہو تو بہتر ہے ہم بھی آدیں۔ و بعضی بجاے واوٗ ہمزہ بصورت یاے بعد الف آرند وجاوے را جائے وجاویں را جائیں گویند و قافیہ صداے با ہمزہ و یاے مجہول جائے و قافیہ دُعائیں کہ جمع دعا است جائیں آرند مثال ہر دو شعر

کیا قہر ہے تو نقش پہ بھی اُسکے نہ آئے
گر گشتہ شود دررہِ تو بے سرو پائے

شعر
اگر تنہا تجھے ہم دیکھ پائیں
تمنا ہے کہ لیں تیری بلائیں

لیں بجاے لیویں بستہ شدہ لیکن فصیح تر از آں باشد مانند لے کہ از لیوے بہتر است۔ وجاے با یاے مجہول بغیر ہمزہ و جائیں با ہمزۂ مکسورہ و نون غنہ بغیر یا نیز مستعمل فصحا باشد مثال شعر

عشق بتاں میں اپنا نکالیں گے نام ہم
جی جائے یا نجائے کرینگے یہ کام ہم

مثال دیگر
شعر
بو د بہ دیدۂ من اگر جاے تو بہتر
مری نظر سے پرے تو نجاے تو بہتر

آؤگے با ہمزہ و واؤ مجہول و گاف و یاء مجہول با لفظ تم علامت تثنیہ و جمع آنست مثل تم آؤگے یا آؤگے تم۔ و تو بعد آؤگی علامت مفرد مؤنث حاضر باشد مانند آؤگی تو۔ و آؤگی تم با یاء معروف جمع و تثنیۂ ایں صیغہ بود۔ آؤنگا میں بعد لفظ ماقبل بغیر لفظ میں علامت مفرد مذکر متکلم است۔ و آویں گے ہم با یاء مجہول در آخر علامت تثنیہ و جمع آں۔ و آؤنگی با لفظ میں و بغیر میں علامت متکلم مفرد مؤنث باشد۔ و آویں گی ہم، با یاء معروف در آخر علامت تثنیہ و جمع آں باشد۔ و در بعضی مصادر کہ بعد حذف علامتِ مصدر حرفِ آخر الف نباشد بعد حرف آخریں واؤ ساکن ماقبل مضموم با نون غنہ مقدم بر گاف و الف آرند مانند رہونگا و کھونگا و اُٹھونگا۔ و بعضی از ساکنانِ دہلی کہ خود را فصیح تر از دیگراں گیرند چار صیغۂ حال غائب را کرے ہے، کرے ہیں گویند۔ ایں ہر دو صیغہ برائے مذکر است و در مونث نیز ہمیں استعمال کنند۔ دیگر تو کیا کرے ہے اور تم کیا کرو ہو۔ ایں دو صیغہ در مذکر و مونث حاضر مفرد و تثنیہ و جمع کہ مجموع در اصل چار صیغہ می شود بر زبان شاں جاری باشد۔ دیگر میں کیا کروں ہوں اور ہم کیا کریں ہیں ایں دو صیغہ ہم بجائے چار صیغہ مذکر متکلم و مونث آں و تثنیہ و جمع آید۔ دریں صورت شش صیغہ بجائے دوازدہ صیغہ کافی می شود۔ لیکن ہماں دوازدہ صیغہ آشنائے زبانِ فصیحان است و ہر مصدرے کہ بعد حذفِ علامتِ آں الف یا ہاء یا یاء معروف باقی ماند بعضی صاحباں در صیغۂ حال آں واؤ ماقبل یاء مجہول زیادہ کنند مانند آوے ہے و کھوے ہے و لیوے ہے و رہوے ہے، بجائے آئے ہے و کہے ہے و لے ہے و رہے ہے۔ ایں زیادتی واؤ اگرچہ کہ زبان شاہ جہاں آبادیانِ اردو دان است لیکن بغیر واؤ فصیح تر است۔ سوائے آوے ہے اگرچہ بجائے آں ہم آئے ہے است مگر با واؤ ہم قباحتے ندارد۔ و رہے و کہے ہم در صیغۂ حال

غائب حال و مستقبل و حاضر و متکلم الفاظ غیر اردو و نیز بر مصدر و ماضی آن قیاس باید کرد۔

تصریف اُردو

آیا بمعنی آمد یک مرد۔ آئے بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء مجہول بمعنی آمدند دو مرد یا مردمان بسیار۔ و آئی بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء معروف بمعنی آمد یک زن۔ آئیں با ہمزہ و یاء معروف و نون غنہ آمدند دو زن یا زیادہ۔ آیا تو حاضر مفرد مذکر۔ آئے تم تثنیہ و جمع حاضر مذکر۔ آئی تو حاضر مفرد مونث۔ آئیں تم تثنیہ و جمع آں۔ آیا متکلم مفرد مذکر۔ آئے ہم تثنیہ و جمع آں۔ آئی میں متکلم مفرد مونث۔ آئیں ہم تثنیہ و جمع۔ بعضی بجاے آئیں آئیاں ہم میگویند۔ و صیغۂ حال بعد حذف علامت مصدری بزیادہ کردن تا و الف با حرف رابطہ کہ بہندی ہے باشد حاصل ید۔ مانند آتا ہے بمعنی می آید مفرد مذکر غائب۔ و آتے ہیں با یاء مجہول بجاے الف تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے با یاء معروف مفرد مونث غائب۔ آتی ہیں تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہے تو مفرد مذکر حاضر۔ آتے ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے تو مفرد مؤنث حاضر۔ آتی ہو تم، تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہوں میں متکلم مفرد مذکر۔ آتے ہیں ہم جمع و تثنیۂ آں۔ آتی ہوں میں متکلم مفرد مؤنث۔ آتی ہیں ہم جمع و تثنیۂ آں۔

و صیغہ استقبال در مفرد مذکر غائب چوں بعد حذف علامت مصدری در مصادرے کہ الف باقی ماند ویگا با واؤ و یاء مجہول و گاف و الف زیادہ کنند مانند آویگا در مفرد مذکر غائب۔ آویں گے در تثنیہ و جمع آں با نون غنہ و یاء مجہول در آخر۔ و ہرگاہ الف آویگا با یاء معروف شود آویگی خوانند مفرد مؤنث غائب می شود و آویں گی با نون غنہ و یاء و گاف و یاء معروف جمع و تثنیۂ آں باشد۔ و تو با تاء و واؤ معروف با آویگا علامت مفرد مذکر حاضر است مثل آویگا تو یا تو آویگا۔

مصدر بفزایند یعنی جاونا و آونا گویند لیکن در مصدرے کہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف باشد نہ در جمیع مصادر۔ و در زبان برج تو با نون و واو مجہول علامتِ مصدر باشد مانند کھانو و مرنو و جینو و اُٹھنو و بیٹھنو و مینو۔ و یو با یا و واو مجہول بعد حذفِ علامتِ مصدر علامت ماضی باشد مانند یاءِ و الف زبان اُردو۔ لیکن در ہماں مصدرے کہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف بماند و اِلا واو مجہول فقط کافی باشد مانند آیو و لایو اور پایو اور چھپایو و ہم چنیں مرو اور جیو اور اُٹھو اور بیٹھو اور پیو اور گیو بمعنی رفت اینجا ہم خلاف قیاس باشد چراکہ موافق قیاس جایو می باید۔ و در زبان کاتھا واو با نون یا فقط نون غنہ و راءِ ہندی علامت مصدر باشد مانند کھاون و پیون یا کھاوڑ و پیوڑ۔ و بیشتر در فعل متعدی گیرا با گاف و یاءِ مجہول و راءِ و الف بعد علامت ماضی باشد مانند ارگیرا و توڑگیرا۔ و دینا ہم با دال مکسور و یاءِ معروف و نون و الف علامت ماضی درہیں فعل باشد مثل تولدینا اور پھینک دینا۔ و در زبان پورب ہمزہ با یاءِ مجہول فقط علامت مصدر آید، مانند کھائے اور پیئے اور آئے اور جائے اور رہے مثالش دُبی کھائے بن کس کس رہے کان بنے، یعنی بغیر خوردن چگونہ اتفاق ماندن خواہد افتاد۔ و علامت ماضی بعد حذفِ علامتِ مصدر افزودن ہمزہ مکسور و سین ساکن بہ باقی باشد، مانند آئس و جائس و گئس نیز بہمیں معنی لیکن ایں خلاف مخصوص بماضی باشد کہ بعد حذف علامت مصدر اں از لفظ ہرچہ بماند آخر آں الف بود و اِلا سین ماقبل مکسور کافی باشد مانند کھس و دہس و اُٹھس و مرس۔ و واؤ و الف نیز علامت ماضی باشد بشرط باقی ماندن الف آخر لفظ بعد حذفِ علامتِ مصدری، مثل آوا دکھاوا و لاوا و پاوا۔ غرض ازیں بیان ایں بود کہ در ملکِ ہندوستان اختلاف صیغہ ہا از جہتِ اختلافِ مصادر بسیار است و مقصودِ راقم ذکر صیغہ ہاے اُردو است صیغۂ

شہر اول از چہار شہر

جزیرۂ اول کہ در بیان علم صرف است مشتمل بر ذکر صیغہ ہا

باید دانست کہ فعل سہ گونہ بود۔ ماضی یعنی گزشتہ وحال آنچہ تعلق بزمانۂ موجود دارد و مستقبل یعنی متعلق بزمانۂ آیندہ و ہر فعلے را دوازدہ صیغہ باشد چہار برائے غائب دو برائے مرد یکے برائے مفرد مذکر دیگر برائے تثنیہ وجمع آن۔ وچہار دیگر برائے حاضر دو برائے حاضر مذکر یکی برای مفرد و دیگر برای تثنیہ وجمع و دو برای حاضر مونث یکی برای مفرد و دیگر برائے تثنیہ وجمع وچہار دیگر برائے متکلم دو برائے مذکر یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ وجمع و دو برائے مؤنث یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ وجمع۔ مخفی نماند چناں کہ در فارسی مونث و مذکر و تثنیہ وجمع یکے باشد در ہندی ہم تثنیہ جمع یکے باشد بخلاف تانیث وتذکیر۔ وصیغۂ ماضی حاصل شود از دور کردن علامت مصدر کہ بہ ہندی نون والف باشد مثل آنا وجانا وزیادہ کردن یا والف یا الف فقط بر باقی مانند آنا ولانا وپانا وفرمانا ومارنا ومرنا وبیٹھنا واُٹھنا وکھینچنا وچڑنا وملنا وپالنا ورکھنا وناچنا وہلنا کہ ماضی انہا آیا ولایا وپایا وفرمایا ومارا ومرا وفصیح مُوا وبیٹھا واُٹھا وکھنچا وچڑا وملا وپالا ورکھا وناچا وہلا باشد۔ انچہ بعد حذف نون والف آخر آں الف باقی ماند ماضی آں با الف ویا باشد وہر چہ چنیں نباشد ماضی آں فقط بالف آرند چنانکہ گزشت۔ سوائے گیا بمعنی رفت کہ مصدر آں جانا باشد وایں خلاف قیاس است زیرا کہ موافق قیاس جایا می باید۔ واز مصدر مرنا مرا موافق قیاس است و مُوا خلاف قیاس لیکن مستعمل درمیان فصیحان ہمیں باشد۔ ودر زبان پنجابی واو ماقبل نون والف در

کیوں میرے لال، یعنی چرا اے عزیز من یا جان من، لیکن بیشتر بر خورداران اطلاق آن روا باشد۔ چھانی، مراد از کنیز در اصطلاح ڈومنیاں ہرچند پنجابی است لیکن در دہلی ہم ازیں جہت کہ لفظ دیگر در اُردو سوائے لونڈی کہ لفظ خانگیان است نیافتند از زبان ہمیں ہا رواج پذیرفتہ۔ مجرا، مراد از رفتن زن کسی برائے رقص در مجلس شادی۔ واوا، مراد از بیان کنندۂ نام بزرگان و ونسب زنان کسبی ڈومنی باشد خواہ کنچنی خواہ پنجابی باشد خواہ باگرنی۔ روٹی مراد از طعام و شیرینی کنچن مردہ یا کنچنی مردہ کہ جابجا در برادری قسمت کنند گھونگرو کے شریک رہنا، یعنی شراکت فرقۂ اہل رقص باہم سوائے برادری۔ مسی، عبارت از مسی مالیدن کسبی روز اول، رسمی است کہ او را نائکہ یا مادرش مثل عروساں بزیور و لباس بیاراید و در مجلس برقصاند و دیگر زنان کسبی نیز لباس فاخرہ پوشیدہ درانجا برقصند و سوائے طعام ہیچ طلب نکنند ایں تماشا بہ ہیچ امیرے و بادشاہے بصرف کردن زر بسیار ہم میسر نمی شود۔ کہروا، قسمی از رقص و تیرہ ملو نیز رقص قدیم ٹھوکر، جنبش پائے زدن در رقص۔

نکر۔ یعنی گھبرانہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے، یعنی بیکار نشستہ است۔ یہ کس کا مُوت ہے، یعنی این نطفۂ کیست۔ میاں شیخ سدو و میاں زین خاں و میاں صدر جہاں و تھے میاں و چہل تن و میاں شاہ دریا و میاں شاہ سکندر و ہفت پری یعنی لال پری و زرد پری و سبز پری و سیاہ پری و آسمان پری و دریا پری و نور پری اینہمہ معتقد علیہ خود دانند، لیکن در حق میاں شاہ دریا و میاں شاہ سکندر و ہمیں ہفت پری میگویند کہ این ہا باہم خواہران و برادران اند۔ و حق سبحانہ تعالی اینہارا از جنت برائے خدمت حضرت زہرا علیہ السلام و بازی کردن بآں حضرت بہ دنیا فرستادہ بود ہمہ کنیزان و غلامان آنجناب اند ازیں جہت اینہارا بر دیگراں کہ ازیں شمار بیروں ہستند مرجح می شمارند و میاں شاہ سکندر و میاں شاہ دریا و انوری شہزادہ نیز گویند۔

تمام شد تحریر رنگیں لفظاً و معناً حالا چند چیز از طرف خود می نویسم لیکن دریجا قید کسبی و خانگی نمی کنم مراد از لفظ لفظ زن است و زن عام است از ہر دو۔ نگوڑا ناٹھا، مراد از بکیں و بے سر و پا۔ خدا سمجھے، یعنی خدا سزا رساند در وقت دعاے بد کردن یا در حالت خوش شدن بر زباں آرند۔ اُسے علی کی مار، یعنی بر کمر ش بزند، این ہم دعاے بد است۔ لیکن مثل اصطلاح اول احتمال معنی دیگر کہ ضد این معنی باشد ندارد۔ تم صدقے گئے تھے، یا صدقے کیوں نہ ہوئے تھے، در مقام اختلاط اظہار بہ نفرت بہ دوست و ہنگام اظہار الفت نیز بطور استعارہ عنادیہ گویند ہمارا حلوا کھاؤ اور ہماری بھتی کھاؤ اور ہمارا لہو پیو اور ہمارا مردہ دیکھو اور ہمیں پیٹو اور ہمیں ہے ہے کرو اور ہمیں گاڑو اور ہمارا جنازہ دیکھو ہمہ بجاے قسم دادن بدیگرے استعمال کنند مانند۔ ہمیں ہے ہے کرو جو یہاں سے جاؤ۔ مقابا، چیزے کہ دراں آئینہ و مسی وغیرہ آں گذارند۔ نجتی ہا یعنی زن کم طالع۔

دارد۔ کاڑھا، دوائے چند است کہ برائے اسقاطِ حمل دہند۔ کشتی، پیالہ کو چکے
کہ دراں روغن خوشبو برائے معطر کردن موہائے سر نگاہ دارند۔ کہرام، بمعنی ماتم
بے انداز۔ کیڑیاں لگائی ہیں، یعنی جوکیں لگائی ہیں۔ گھر گھالے ہیں، یعنی
خانہ ہا برباد کردہ است۔ گرج کر بولی، یعنی بہ آواز مہیب سخن گفت۔ گھگیاتی
ہے، یعنی بدرجہ عجز میکند کہ چہ بگویم۔ گاج، بمعنی پارچہ کہ از فرنگ یا چین می آید
در پورب بعضی گھاس گویند لیکن صحت ندارد زیرا کہ گھاس چیزے دیگر است مخصوص
بہ ہندوستان۔ گلٹھی ہے، دانۂ بزرگ کہ در گلو بر می آید۔ گھما، بمعنی غماز۔ لُتری
زنے کہ گاہے ایں طرف و گاہے آں طرف یعنی سخن اینجا بہ آنجا رساند و از آنجا
باایں جا۔ لبڑ د، بیہودہ گو۔ لو، بمعنی بناگوش۔ لہو پانی ایک کیا، یعنی بسیار خود را
گرفتار غم و غصہ ساخت۔ لوٹھا ہے، یعنی مسٹنڈا ہے۔ مانگ سے ٹھنڈی ہے، یعنی
شوہرش زندہ است۔ مان کرتی ہے، یعنی غرور کرتی ہے۔ ملیا میٹ، یعنی برباد ہو
منھ پھوڑ کر کہا، یعنی بے شرم ہو کر کہا۔ میلے سر ہے، یعنی ناپاک و حائض است
مت اسکی ماری گئی، یعنی عقلش زائل شدہ است۔ ایں ہم محاورہ پنجابیان است۔
منھ بھرائی، یعنی رشوت۔ مغز کے کیڑے نہ اڑا، یعنی میرا سر نہ پھرا۔ مُرداری
یعنی چھپکلی۔ نوج و نج، ہر دو یک معنی دارند یعنی خدا نکند۔ نج پنجابی است و در
اردو بسیار کم و نوج کثیر الاستعمال۔ نتانویا، یعنی چھلپائیاں کہ عبارت از چرٹھیا
باشد۔ ناگن بھورے کہ در زیر موہائے سر بالائے قفا می باشد۔ نکی چوڑیاں،
قسم عمدہ از اقسام چوڑیہا۔ ناک چوٹی گرفتار ہے، یعنی بسیار غیور و نازک طبع و متکبر
است۔ ناک چنے چبوائے، یعنی آزار بسیار رساند۔ مرداں نیز بہ ہمیں معنی بر
زباں دارند۔ ناک نہ رہی، یعنی غیرت نماند۔ ننگی شمشیر ہوں، یعنی بے محابا ام و
صاف گو نیز۔ ہرگاہ، بمعنی ہرگز۔ ہوکھا ہے، یعنی ہوس بیجا دارد۔ ہولا جولی

و بے سلیقہ۔ خشکہ کھاؤ، یعنی برو بد وخوش باشید۔ دآئی کو میری کوستی ہے، یعنی برائے من دعاے بد میکند۔ دن ٹل گئے، یعنی ایام حیض گزشت۔ دو منہ ہنس لے یعنی ذرا ہنس لے۔ دھندلی کرتی ہے، یعنی فریب بکار میبرد۔ دو جی سے ہے یعنی حاملہ ہے۔ دَدا، کنیزے را گویند کہ در کنار او پرورش یابند۔ دال میں کچھ کالا ہے یعنی ایں حرف با ایں چیز خالی از قباحت نیست۔ دونا، بمعنی نیاز۔ دُوالیں، انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔ دوبھر، بمعنی مشکل۔ دُور پار، بمعنی خدا نہ کند۔ راج کرے یہ الفت، یعنی آتش بگیرد ایں الفت را۔ رنگیلی ہے یعنی بدذات ہے۔ رکاب مینا کی چوڑیاں، قسمی است از چوڑیہاے عمدہ۔ رسی، بمعنی مار ماموں نیز ہیں۔ زمین دیکھی ہے، یعنی قے کی ہے۔ زمین کا پیوند ہو۔ یعنی خدا کند کہ بمیرد۔ سکہ بجھاتا ہے، یعنی حکم جاری میکند۔ سُناؤنی، یعنی خبر مرگ کسے، ایں ہم از روے اصل محاورہ پنجاب است حالا با زبان بیگمات اردو ہم ربطے دارد۔ ستھرائی، بمعنے جاروب۔ ستیا، در حالت غضب دختر را گویند۔ سہیلی، کنیز ہم عمر۔ سنجوگ، بمعنی اتفاق ملاقات۔ سحنک، طعام نیاز حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا باشد۔ سکھی بمعنی زنے کہ در عمر و دولت و نسب برابر باشد۔ سنگو، بمعنی زنے کہ پس پردہ یا پس دیوار استادہ بود یا نشستہ سخن دیگراں بشنود۔ شفتل، بمعنی زن پلید بدکار۔ شطاح، بمعنی حرام کار۔ طلیق، بمعنی نیاز پریاں۔ طیش میں ہے، یعنی در غضب است۔ قدرے کی، یعنی ہر چند تردد کرد۔ کرتوت، بمعنی فعل بد و جادو۔ کٹر، بمعنی سنگدل۔ کنٹھلی، کان کے اوپر کے سوراخ کو کہتے ہیں۔ کوکھ سے ٹھنڈی ہے، یعنی صاحب اولاد است۔ کھر کھوج ہے، یعنی زن بے نام و نشان گردیدہ۔ کاکا، بمعنے خواجہ سرائیکہ پدر گویندہ در آغوش او بزرگ شدہ باشد۔ گھڑا دونا دونگی، یعنی نیاز مشکل کشا دست بدست خواہم داد۔ کالے کوس ہیں، یعنی بسیار مسافت بعید

اصطلاح اہل پنجاب است - پُڑیاں، دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی بی بی
کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیندور اور عبیر کی پُڑیاں اُنکے نام
پر اُڑا دیتے ہیں۔ پھوٹ، بمعنی لعنت خدا بر تو - بپتا، بمعنی بلا - پنڈیاں، اُسے
کہتے ہیں کہ بتیس دواؤں کو کوٹ کر لڈو کی طرح بنا ہیں اور جاڑوں میں کھاتے
ہیں - پگڑی والا اور چیرے والا، مراد از حکیم باشد - پاؤں بھاری ہے، یعنی حاملہ
است - پچھائے، انگیا کے آستینوں کے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں - پٹی، پٹاری
خرد و چیز دراز بطور صندوقچہ را نیز گویند - توتو، بمعنی زبان - تھل بیٹھو، بمعنی آرام
کرو - تھگلی، بمعنی پیوند - تار بتار کر دیا، یعنی تار تار کر دیا - تھتکاریاں بمعنی بڑیاں
تلپٹ کر دیا، یعنی برباد کر دیا - تیرے کارن، بمعنی تیرے باعث - ایں لفظ ہم از جائے
دیگر است - تگاور، اصطلاح بیگمات بمعنی شوہر دایہ - تخت کی رات، بمعنی شب عروسی
تہس نہس کیا ہے، یعنی با خاک یکساں کردہ است - تو تیے جوڑتی ہے، یعنی افترا ہا
می بندد - توئلی بمعنی پارچہ کٹوریہائے محرم یعنی سینہ بند باشد - ٹھنڈیاں نکلی ہیں،
یعنی چیچک بر آمدہ است - جلجو گنی، غلیواز و زلو جلجو گنی بمعنی زلو ہم در کتاب خان مذکور
نیست - جلے پاؤں کی بلی، بمعنی زنے کہ عبث عبث خانہ بخانہ میگردد - جیا، زنے کہ
آنرا بجائے دایہ دانند و دایہ را نیز گویند - جی بھاری نہ کر، یعنی گریہ مکن - جھلکا
بمعنی رسیدن آتش نزدیک روے کسی - جھٹیل بمعنی تہ باز - جھیسی ہے، بسیار
گرم است - چُنڈیا سے پرے سرک، یعنی از سر من کنارہ گزیں شو - چرپاک، زبان
دراز را نامند - چاؤ، بمعنی ارمان - چونڈا بمعنی سر - چھتیسی ہے، یعنی خیلے عیار
و پختہ کار است - چواو، بمعنی تکرار - چو چلے ہائی ہے، یعنی عشوہ ہا میکند - حف، در
مقام چشم بد دور استعمال پذیرد - خیلا، نیز زبان ایں فرقہ باشد بمعنی زن بد شعور

سلہ در محاورہ حال پچھوے گویند -

میاں زین خاں بر سرِ شال گزر کنند۔ تفصیلش این که زنے بعد اے ڈھولک
وآواز سرِ دو سر خود را می جنباند و زنانِ دیگر شیخ سدو یا یکے از ہر دو برادرش را که
با نام او مذکور شد سواری دراں زن دانسته تا آں کارِ جہانیاں و عسر و یسر خود را
از وی می پرسند۔ بُوبُو آں است که در کنارِ او یا در شخصی یا مادر زنے پرورش یافته باشد
بخلاف چھوچھو که پرورندهٔ شخص یا زن به ذاتِ خودش باشد ایرادِ لفظ چھوچھو ہم دریں
مقام از طرف راقم است۔ بتانا، بمعنی گرهٔ آہنی که چوڑی ہا در دست زناں به آں
کنند۔ بڑھا دُو پوشاک، بمعنی پوشاک تبدیل نمائید۔ بڑاارن، بمعنی زن پیر کہن سال
ہرزہ گو۔ بلّی، بمعنی زنِ احمق۔ بڑتا، یعنی زنے که خود را به تکلف کلاں تراز دیگر
زناں گیرد۔ بسورتی ہے، یعنی خود را بزور داخل اہل گریہ می سازد و صورت را شبیه
بچہرهٔ شاں می نماید۔ بھنڈ قدمی، بمعنی زن بد قدم۔ بھونگڑا، بمعنی چیز بدنما گندہ۔
بڑھی، مادهٔ خوک۔ بتولے ندے، یعنی فریب ندے۔ بیرسے، یعنی ضدسے۔ بیر دوڑاتی
ہے، یعنی موکل دوڑاتی ہے۔ بوغبند، یعنی بقچهٔ کلاں۔ باجی، در اصطلاحِ اینها
از طرف دختر خطاب بمادریست که در شروعِ جوانی ہمیں دخترانه و متولد شده باشد ازیں
جہت که مادر و دختر ہر دو خواہر ہم دیده می شوند۔ قاعده نیست که چنیں دختر مادر را
مادر گوید بلکه ہمیں باجی خطاب میکند۔ بڑبھس لگا ہے، یعنی زن را در پیری مسخرگی گرفته
است بعد رک تمہاری بات میں نہیں، یعنی استواری در کلام شما نیست۔ بدبختی، بمعنی
بدبخت۔ بڑکی ماری، بمعنی افسون دمید۔ بیکلی، زن بے مزه۔ بھسّل، بمعنی زن
پلید۔ بڑھیل، بمعنی زن پیر و یاوه گو۔ بخشو ہمیں، یعنی ما را معاف دارید۔ بھہائی
ہے، یعنی تھوڑی بات کو زیاده کرنیوالی ہے۔ در اصل زبان پنجابی است لیکن
زبانِ اردو ہم مستعمل میکنند۔ بھابھا، فرہاد کش، یعنی دلاله را گویند۔ بچ جانا، یعنی
کم شدن ورم۔ بھرول دیا، یعنی کھول دیا و افشا کر دیا و پراگنده کر دیا، این ہم

اوپر والیاں، بمعنی غلیوازاں - اُجلی، بمعنی زنِ گازر - اَچھوانی، مراد از دوائے چند است کہ بعد بار نہادن بہ زناں جوشش دادہ بخورانند - اپنی کھلی بھرتی ہے، یعنی نازاں و خوش خوش میگردد - اُٹھ جائے، بمعنی مرجائے - آتو جی، بمعنے زن درس دہندہ خلیفہ و خلیفہ جی نیز - ایک آنکھ نہ بھایا، ایک ذرا نہ بھایا - آن گنا مہنیا، عبارت از ماہِ ہشتم - آن گنا برس عبارت از سالِ ہشتم - اکل کھُری، بمعنے زنے کہ تنہا نشستہ باشد و صحبتِ زناں خوشش نمی آید - الائچی و دوگانا و زناخی و دوست و سہ گانا و گوئیاں و دآری و خاصی و پیاری، در اصل ہمہ بیک معنی باشند لیکن بقدر اختلاف نام حالات انہا مختلف است - الائچی آنست کہ زناں و انہائے الائچی باہم خوردہ ملقب بایں لقب می شوند - دوگانہ ایں باشد کہ دو زن باہم بادامِ دوگانہ خورند و ہر یکے با دیگرے دوگانہ گفتہ شود - زناخی عبارت است از زنے کہ با زن دیگر استخوان سینۂ مرغ کہ آنرا زناخ و جناخ نیز گویند بشکنند تا ہر دو یکدیگر را زناخی گفتہ ندا دہند - دوست و دآری و خاصی پیاری نیز مثل آں - و سہ گانہ زنے کہ دوست با دوگانہ باشد ہر چند محل رشک است لیکن بپاس خاطر دوگانا او را سہ گانہ گویند - گوئیاں، اصطلاحِ اہل پورب است، ایں لفظ اگرچہ داخل اُردو نیست و نزد بیگمات صحت نہ دارد لیکن دریں روزہا از راہِ تمسخر بر زبان آنہا جاری است - خلاصہ اینکہ ایں ہمہ الفاظ القاب زنانے باشد کہ باہم شغل مساحقت دارند لفظ خلیفہ جی بمعنی زنِ درس دہندہ و دارمی و خاصی پیاری بمعنی زناخی در کتابِ خانِ مذکور نیست راقم مناسب مقام دیدہ ذکر کردہ - اردا بیگنی، از زنے از ترکستان کہ در خانۂ سلاطین و اُمرا اہتمام نماید و آنرا در ہندی ترکنی نیز گویند - بستار کرتی ہے، یعنی سخن را طول میدہد - بیٹھک آں باشد کہ زناں فرش خانہ درست نمودہ خود را بہ زیور و لباس فاخرہ بیارایند و شیخ سدّو یا میاں شاہ دریا یا

دُرِ دانهٔ پنجم

در بعضی گفتگوہائے مصطلح زنان خوش اختلاط رنگین کلام پردہ نشین شہر دہلی خدمتان ایشان زینت درلوح تسطیر است

گفتارش بعالیخدمتِ طالبانِ زبان ایں کہ زنانِ شاہ جہاں آباد افصح زنانِ ہندوستان اند سوائے مرداں۔ برائے اینہا زبانے وبیانے باشد ولفظی کہ درینہا رواج گرفت اُردو شد، خواہ عربی خواہ فارسی خواہ سُریانی خواہ ترکی خواہ پنجابی خواہ پوربی خواہ مارواڑی خواہ دکھنی خواہ بندیل کھنڈی ہرچہ باشد۔ سعادت یار خاں، رنگین تخلص پسرِ اوسط طہماسپ خاں کہ در شیوۂ آشناپرستی وصفتِ شجاعت وسواری اسپ ودیگر مراتب عملِ سپاہی نعم البدل است ازبسکہ بیشتر بازنانِ پردہ نشین سروکار داشتہ بندے از مصطلحات شاں ورفصلے از کتاب تالیف نمودۂ خود نوشتہ بلکہ دیوانے دراں گفتگو بنظم درآوردہ بدیوان ریختی کہ ایجاد اوست موسوم ساخت۔ الحق کہ بادیِ شعرِ ہندی دریں زبان خان مذکور است۔ راقم آثم ایں اصطلاحات را باسرہا دریں نقل میکند، زیراکہ از دوستان بیریا ویاران باصفا است۔ راقم را باوصف ہیچمدانی مسلم الثبوت وبہتر از شعرائے حال وماضی زبان ریختہ میداند، درینصورت حیف باشد کہ ایں شنگرف نامہ خالی از ذکر آں دوست سراپا وفاق گذشتہ شود۔

اَلست بمعنی مست وسرشار۔ آت گت، باکاف فارسی بمعنی بحد ونہایت۔ اُوچھل گئی، یعنی بدکار شد۔ اُشغلا، بمعنی طوفان یعنی بہتان۔ آٹھ آٹھ آنسو روئی یعنی زار زار بگریست۔ اُفّیرہ والا ہوا، بمعنی ماہِ نو طلوع نمود وصرف ماہ را نیز اوپروالا گویند۔

یعنی گاہے شیعی گاہے سُنی وگاہے پیرانہ وگاہے طفلانہ کارکند، یا نصف عبارت ہندی
و نصف فارسی یا عربی یا ترکی یکجا کنند۔ و فرقہ تفضیلیہ اہل سنت کہ علی علیہ السلام را
بازا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میدانند نیز مصداق ایں عبارت مستند۔

یعنی جاؔمسجد کا شہدہ بزبان اُردو برائے شہدہ ہا نامہائے عجیب و لہجہ ہائے غریب بود، کرنجی وجما وبدھوا وروشن چراگ و ناؔدا ودھموا وجھموا وراجی خاں ونہال بیگ و میر آسوری وخوجی کلاں و شیخ رانجھے و ابوالمالی ودھول محمد وکپورخاں، این است اسمائے متبرکہ۔ حالا طرز گفتگو باید شنید۔

ابے دیخ تو بچا آں نبی صاحب کی سوں کیا سجوں گا تھاری سب باتیں میں ہیں جانتا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دُکان پر مجھے دیخ کر ہنس دُیا میں نے کہا اودولا خیر آپ بولے وا بے بچا تیرے دہون پہ لٹھ۔

تا اینجا زبان شہدہ با خصوصیت بار دو دار یعنی سوائے شہدہ ہائے شاہ جہاں آباد این لہجہ از جائے دیگر گوش زد نیست ہرگاہ پنجابی فلکانے دہ آوارہ درمیان اینہا داخل میشود لہجہ اش باینصورت ادا میگردد۔

ابے دیخ تاں بچا آہاں نبی صاحب کی کسم کیا سجھانگا تھاری سب باتاں میں ہیں جانڑتا ہاں مجھکو بھی نواب صاحب جانڑتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دُکان کے اوپر مجھکو دیخ کے ہنس دیا میں نے کہا اودولھا کی خیر آپ بولے کہ واہ بے بچا تیرے دموں پر لٹھ۔

واز مفلوک پوربی چنیں شنیدہ شود

ابے دیخ تو بچا آنہ نبی کی سون کیا سمجھونگا تھاری سب باتیاں میں ہی جانانا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جاناتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دکان پہ ہمجے دیکھا کے ہنس دیا اور ہیں نے کہا اودولھا کی خیر آپ بولے کہ وابے بچا تیری دُھول پہ لاٹھ۔

آدھی مرغی آدھی بٹیر، عبارت از کسیکہ دو زبان دو و صفے دو معتقدہ داشتہ باشد،

نیز بر اسپ آقا سوار می شوند۔ پٹھا، یعنی شاگرد نو خاستۂ پہلوانان و آدم نوجوان نیز
دندان مصری، بمعنی مرد نازک بدن و قسمی از شیرینی برائے اطفال سازند۔ زنڈی
بمعنی زن کسبی۔ نائکہ بمعنی زنے کہ مالکۂ زنان کسبیہا باشد۔ بجنتری محال، اور
چکلہ، بمعنی محلۂ زنان کسبی۔ زوٹ مارے جاتا ہے، یعنی لب بستہ و نفس دزدیدہ
میرود۔ کڑاکڑ بولتی ریوڑیاں یا غلابیاں یا کھرا گلاب کی ریوڑیاں و ریوڑین، نیز
صدائے ریوڑی فروشان کہ در محلات شہر میگردند۔ شاہ مرداں کی لالڑیاں بمعنی
زردک ہا۔ برسے گا برسا و یگا دمڑی سیر لگا و یگا، اطفال وقت ترشح ابر بصدائے
بلند ایں عبارت را ادا مینمایند۔ بہشت کا میوہ، مراد از انار باشد۔ گھیرے کا انار
گھیرا نام مکانے است قریب شہر۔ بندھیج، بمعنی انتظام۔ رگڑا جھگڑا، بمعنی مناقشہ
رگڑا، بمعنی سائیدں بھنگ۔ تیز و گرم و چالاک ہر سہ بمعنی آدم شوخ و شنگ و چست
و چالاک و زیرک۔ میر شکار، بمعنی نگاہدارندۂ جانوران شکاری مانند باز و جرہ و بحری و
چرغ و بسیرہ و شاہین و غیر آں و مردم آدم شناس را نیز گویند۔ اٹھائی گیرا، شخصیکہ در
حالت غفلت مال مردم را برداشتہ میبرد۔ صبح خیزیا، دزدیکہ در سرا پیش از مسافراں
بیدار شدہ اسباب شاں در ربایند۔ بڑے خزانہ کی خیر، یعنی خزانۂ بادشاہی در ترقی باد
خزانۂ کلاں در اصطلاح شہدہ ہا عبارت از خزانۂ پادشاہ ہند است۔ و شہدہ شخصی را
گویند کہ از برہنگی سر و پا و کشیدن بار دیگرے بر دوش و سر و خطابہائے ذلیل مانند
ابے واوے وا وبے وبجا و ایسے میسے و سالے و مثل آں عار نداشتہ باشد و جمیع فرق
را خدمت کنند و غیر از مزد خود با ہیچ چیز سر و کار نداشتہ باشد اگر لک روپیہ یا اشرفی یا
قطعہ ہائے جواہر در مکانے گذاشتہ باشند و شہدہ در انجا تنہا برود و نگاہبانے ہم نباشد
ہرگز دست بہیچ چیز نخواہد برد و انبوہ ایں فرقہ متصل جامع دار الخلافہ خصوصاً
چاوڑی یافتہ مے شوند۔ بلکہ کمال شہدہ ایں است کہ او را شہدۂ مسجد نگور گویند

بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے، یعنی بند بند بر رقاصی او دلالت میکند۔ میں نے اُسے خوب جھاڑ
یعنی چنانکہ باید نادم و خجل کردمش۔ ہمارا اُنکا ڈانڈا مینڈا ہے، یعنی مولد و مسکن
ما و ایشان قریب است۔ بارہ باٹ اٹھارہ پینڈے پھرا ہے۔ یعنی مرد کار آزمودہ
است۔ دانت پر میل نہیں یعنی ہیچ مقدور نہ دارد۔ سیانا کوا اگو کھاتا ہے، یعنے
آدم مکار از راہ طمع گرفتار بلا می شود۔ کبوتر باز اور جوہری بمعنی آدم شناس۔
قصباتی و گنوارہ و باہر بندو، بمعنے احمق۔ قسم کھانے کو جگہ ہے، یعنی دلش نمی خواہد
کہ ایں کار کند لیکن بتکلف شریک یاراں گردد۔ لہو لگا شہیدوں میں مل گیا، یعنی
ہیچ نوع لیاقت ایں کار نداشت تتبع بزرگاں کرد۔ گچی پارہ، بمعنی جیقرے کہ اطفال
برائے بازی سازند۔ بڑا پتھر نہ اُٹھ سکے تو تین سلام کرکے چھوڑ دیجیے، یعنی
است کہ آدم کارے را کہ از عہدۂ آں بر نیاید ترک نماید۔ پتھراؤ کیا بمعنی سنگسار
کرد۔ چمار چودس، بمعنی مجمع نا اتفاں۔ گھرول، بمعنی ہجوم۔ کلکلی بی بی، بمعنی
زن مسی فروش۔ کچ کچاہٹ مچ مچاہٹ، ہر دو بمعنی کمال خواہش عاشق بہ
بوس و کنار۔ گدگداہٹ بمعنی بیقراری۔ میلا ہے، یعنی رنجیدہ است۔ سونے کے
سہرے سے بیاہ ہو، بمعنی دعاے نیک درحق کسی۔ فلانے کے سر سہرا ہے،
یعنی فتح بنام اوست یا ایں کار از و خواہد آمد۔ مٹ گیا، بیٹھ گیا، بمعنی تباہ شد۔
چمکا رہتا ہے، یعنی باز یب و زینت می باشد۔ اُجلا رہتا ہے نیز ہماں۔ میلا رہتا ہے،
یعنی مفلس ہست۔ بھلے کو میں تمھارے پاس آیا تھا، بمعنی خوب شد درین مقام
مفید طالبان است۔ مفلس کا مال ہے، دلالان شہر اشیاء مردم مفلوک را
باین صدا میفروشند تا خریداراں ارزاں خیال کردہ بگیرند۔ اُنکی دُم سے بندا
باندھو، یعنی با ایشاں سرِ و کار نباید داشت۔ گھوڑ چڑھا، بمعنی کسیکہ اسپ سواری
او از خانہ آقا مقرر باشد لیکن شرط است کہ در سپاہیاں نوکر باشد و الا مصاحبان

بے تردد کار کردن۔ فلانے کے دشمنوں کی طبیعت کسلمند ہے، یعنی طبیعت خود شش
کسلمند است۔ بے طرح ہے، یعنی چیزے است کہ بفہم کسے نمی آید۔ جانی دجانی جیوڑے،
خطاب بمعشوق۔ گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز کرنا، بمعنی اظہار دوستی با شخصے و ننگ از دوستی
پدرش یا پسرش۔ دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر، بمعنی ماندن درخانہ کسی و عداوت ورزیدن
با پسر صاحب خانہ یا مصاحب یا مختار خانہ اش۔ موٹی آسامی، بمعنی متمول۔ ہاتھیوں
کے ساتھ گنّے چوسنا، یعنی با آدم زبردست ہمسری کردن۔ باندی بہندوڑ، بمعنی کنیز۔
کیا کتّا ہے، بمعنی کیا پاجی ہے۔ ایک پانچ کوڑیاں نیاز حضرت نظام الدین اولیا کی،
سوال بعضی فقیران دارالخلافہ۔ نظر گذر، یعنی چشم بد۔ دلّی کا لڑکا ہے، یعنے
باشندۂ دہلی است۔ تھالی بھرتی ہے، یعنی انبوہ آدمیاں بدرجہ ایست کہ بہ معرض
بیان درنمی گنجد۔ کھونٹی مروڑنی، یعنی گوشمالی داد۔ تاج بمعنی کلاہ نیز مصطلح انہا
باشد۔ اُسکا پیالا ہُوا، بمعنی او مرد ہم لفظ ہلیں فرق است۔ گگڑی کے چور کو گردن
نہیں مارتے۔ یعنی بیک گناہ کہ بسہو از کسی سرزدہ باشد کشتنی نمی شود۔ بوٹے سا
قد، بمعنی قد رعنا۔ بعضی بُوٹا سا قد نیز گویند۔ تمھارے واسطے تو کنودں میں بانس
ڈالے، یعنی جستجوے شما بسیار کردہ شد۔ پنیری، نہا یہ از درختان کوچک
نورستہ و ہم اسبابے کہ از پدر و جد خودش بدست رسیدہ باشد۔ چرخ چڑھنا، بمعنی
خود را بپایۂ اعلیٰ رسانیدن۔ اُودبلاؤ، بمعنی احمق۔ جھاڑ جھنکار، بمعنی اشجار بزرگ
بلند شاخ در شاخ۔ اونٹ، بمعنی آدم دراز قد۔ شش و پنج میں پڑا ہے، یعنی سخت متردد
است۔ پھڑکنا، بمعنی جنبانیدن اعضا۔ مٹکنا، بمعنی چشم و ابرو و ہر دو شانہ در جنبش
آوردن۔ ڈلو، شخص کم عقل را گویند۔ بورچی، بمعنی باورچی۔ بوند ہو گیا، بمعنے
از نظر دور تر رفت۔ جی کا بٹ جانا، بمعنی پریشان خاطر شدن۔ چین چین کرتا ہے
بمعنے شور بیجا میکند۔ ننگا منگا بمعنی برہنہ۔ بائیں بکل، بمعنی آرائش زنان بمد دپٹہ

ہرزہ کار۔ منھ سے تو پھوٹو، یعنی حرف بزنید۔ جوڑی ہے برخوردار ہے، یعنی ہر دو کس
نالائق اند۔ پانی پت کے رہنے والے ہیں، یعنی نرم و میٹھے ہیں۔ دائی کے سر بھول
یان، یعنی ہر بلا و بہتان نصیب آدم مسکین بزبان است۔ طبیلے کی بلا بندر کے سر
نیز ہماں و در حق شخص بدنام شدہ نیز استعمال یابد۔ مچھی، بمعنی بوسہ۔ زیر مشق بمعنی
تابع و مضروب کسی۔ دونوں ٹانگوں میں سر کردوں گا، یعنی ترا سزا خواہم داد۔
بال چھیتری، دستارِ عہد اورنگ زیب خلد مکاں۔ پردہ، بمعنی تارہائے رودہ کہ
بر ستار بندند۔ سندری، تارہائے آہنی بجائے تارہائے رودہ۔ رفو چکر میں آجانا،
بمعنی حیران شدن۔ لٹو ہوگیا، بمعنی عاشق ہوگیا۔ پانی پانی ہوگیا، بمعنی بسیار
خجالت کشید عرق عرق ہوگیا اور پسینے پسینے ہوگیا اور ہوا نیز ہماں باشد۔ فجر
کا بھولا شام کو گھر آوے تو اُسے بھولا نہیں کہتے ہیں، یعنی اگر کسے نافہمیدہ کارناشا
بکند و باز دست بردار شود گناہے بگردن او ثابت نمی گردد۔ ہونٹوں کی مسی پونچھو،
این گفتگو بنا کہ با تعلق دارد کہ در وقت مقابلہ با حریف نوجوان گویند۔ بانکا غنڈہ
ہر دو بمعنی آدمی کہ خود را در شجاعت باز دیگراں گیرد و کجراہ رود۔ کڑوا، بمعنی شجاع
نکیلا، بضمۂ نون بمعنی آدم خوش شکل و نفتچہ با غیرت۔ چال ڈھال، بمعنی رفتار و گفتار
دانت ہے، یعنی قصد ہے نہ قصد مطلق بلکہ قصد بمعنی خواہش و تدبیر قتل و غارت نیز۔
دودھ سے مکھی کی طرح نکال ڈالنا، یعنی بیدخل محض کردن۔ دودھا دھاری، کسیکہ
بجز شیر ہیچ نمی خورد۔ مونچھ مروڑنا، براہ آوردن شخص کہ خلاف قانون حرف زند۔
گال کاٹ کھانا، و منھ نل ڈالنا، و گردن توڑ ڈالنا و سر دبا ڈالنا اور کمر تکی کر ڈالنا
بمعنی ذلیل کردن۔ بھاری بھرکم، یعنی شخص کہ متین باشد۔ بیڑا اُٹھانا، بمعنی
آمادہ شدن بکارے۔ دانت پیسنا، ارادۂ تذلیل کسی کردن۔ منھ لگانا، بمعنے
مصاحب کردن۔ دم دینا، بمعنی فریب دادن۔ کھلے بندوں کام کرنا، بمعنے

کا بازار، و ماہی داس کا کوچہ، و بھوجلا پہاڑی، و ٹیا محل، و بیر نذی کا نالا، و
تھر کا کنواں، و بادل پورا، و بہادر پورا، و موٹھ کی مسجد، و اسد خاں کی بارہ
دری، و خان دوراں کی حویلی، و امیر خاں کا بازار، و قابل عطار خاں کا کوچا،
و جٹ پورا و سعادت خاں کا کوچہ، و محتسب کی مسجد، و کشمیری کے کٹڑے کی مسجد، و
زینت المساجد، و جامسجد یعنی جمعہ مسجد کہ مسجد جمعہ باشد و آنرا مسجد جامع نیز گویند،
و نواب بہادر کی مسجد، و شاہ ابو العدل، و میرزا جانجاناں صاحب، و خواجہ میر درد
صاحب، و مولوی نظر محمد مرحوم، و مولوی فخر الدین صاحب، و میاں سید خان
و دولہا بھٹیارے کے محل، و کھجور کی مسجد، و نیچہ بندوں کا کوچا، و سبز کنواں، و
پنڈت کا کوچہ، و ہیجڑوں کا کٹرا، و دائی پورا- ایں ہمہ الفاظ نام محلات و بزرگان
دہلی باشند- سوائے ایں ہم محلات و بزرگان بسیار اند بر سبیل ایجاز ہمیں قدر
نوشتہ آمد-

چوری کا گڑ میٹھا، یعنی مال کسے بے اطلاع او خوردن شیرینی او خوش- بازار کی مٹھائی
زنان کسبی- قوال، مطربان درگاہ نظام الدین اولیاء- شیر مادر، چیزے حلال.
چوکھا، بمعنی خوب- جماگی، آنچہ اطفال دبستان روز پنجشنبہ برائے تنباکو و غیر آن باستاد
دہند- پھینک، طریق انداختن چوب بر یکدیگر و ہندوستان لکڑی گویند- اکینگ،
چوب بازی بغیر پھری- دوہنگ، چوب بازی با پھری- و پھری بار آہ چیزے باشد
کہ بجائے سپر در دست گیرند و بارہ ہندی انبار سنگ و خشت- پوری نہیں پڑتی، یعنی
فائدہ نصیب نمی شود- حرامی پلا، بمعنی آدم بد طینت و پاکذات نیز بہمیں معنی- گودڑ
خیل، بکسر خاء و یاء مجہول و نزد بعضی با خاء معروف ہم آید چیزے کم قدر ناکارہ- تیرے
پدر کو خبر نہیں یا تیرے فرشتوں کو معلوم نہیں، یعنی ترا ہیچ خبر نیست- آٹھوں گانٹھ
کمیت، یعنی آدم پختہ کار، ہیچ عیب شرعی، و مادر آزار پدر بیزار، بمعنی آدم معیوب

چوک، اور خاص بازار، اور فولاد خاں کا کوچا، اور چیلوں کا کوچا، اور نیا بانس، اور کشمیری دروازہ، اور زینت باڑی، اور کنچنوں کی گلی، اور وارا کا طبیلا، اور بلاقی بیگم کا کوچا، اور تیس ہزاری باغ، اور شاہ چتا کی باؤلی، اور پری کی مسجد، اور عربوں کی سرا، اور جی سنگھ پورا، اور ٹیکا ہزاری کا پھاٹک*، اور تیل کا کٹرا، اور بیگم کا باغ، اور برجناتھ کا کوچا، اور گھاسی رام کا کوچا، اور کھاری باؤلی، اور حبش خاں کا پھاٹک، اور خواص خاں کا کوچا، اور مہاجنوں کا کوچا، کہ مہاجنیوں کا کوچا مشہور است اور قدم شریف اور شاہ مرداں اور ایک ٹنگی تہراور ایان کا کٹرہ، نزد بعضی رایان کا کوچہ اور سہرندیوں کا محلا، اور بجواڑیوں کا محلہ، اور لاہوریوں کا محلا، اور گندی گلی، اور پنج پیر کا تھان، اور کوٹھا پارچہ، کہ آنرا مزید پارچہ ہم گویند و عوام مجید خوانند، اور جمال اللہ خاں کا پھاٹک، اور دریبہ، اور دارالشفا، اور روشن دولا کی مسجد، از زبان عوام اور سید فیروز کا بنگلہ، اور میوے کا کٹرہ، اور کابلی دروازہ اور اجمیری دروازہ، اور دلی دروازہ، اور لال دروازہ، اور براہی کا تھان، اور محبوب الٰہی، اور چراغ دہلی، اور خواجہ جی، اور سید حسن رسول نما، اور باقی باللہ، اور ناج کی منڈی، اور شاہ بڑے کا تکیہ، اور شاہ تسلیم کا تکیہ، اور تال کٹورا، اور جوگیا یا، اور کالکا، اور بھیروں جی، اور رنگی ہٹ، اور محلدار خاں کا کٹرا، اور پرانا قلعہ، اور فیروز شاہ کی لاٹ، اور شیخ محمدؐ کی پائیں، اور کشن داس کا تلاؤ، تالاب بجائے تلاؤ تکلف محض است، اور ہرن منارا، اور قطب صاحب کی لاٹ، اور پتھورا کے محل، اور ادہم کا گنبد، اور بھول بھلیاں، اور سلطان غازی، اور جھرنا، و شاہ مرداں، و تغلق آباد، و صفدر جنگ کا مقبرہ، اور ہمایوں کا مقبرہ، اور خانخاناں کا مقبرہ، و گڑگانوے کی ناتا، و فریدآباد کی براہی، و املی کا محلا، و چوڑی والوں کی گلی، و سیتارام

*اور مصری خاں کا پھاٹک

کسبی۔ چکا چوند، یعنی تیرگی شامل روشنی۔ جوگی کا کے میت، یعنی آدم بیپیر با آشنا کسے نمی باشد۔ پشم پر مارتا ہوں، یعنی بخاطر نمی آرم۔ غریب کی جورو سب کی بھابی، یعنی درحق آدم مسکین بزبان ہرکس ہرچہ میخواہد میگوید مانعے نیست۔ اندھے کی جورو کا اللہ بیلی ہے، یعنی مال بیوقوف را ہرکس کہ میخواہد میخورد۔ شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ، یعنی این شخص قدر و کیفیت این چیز چہ میداند۔ گدھا کیا جانے زعفران کی قدر، نیز بہمیں معنی۔ رُخ نہیں ملاتا یعنی متوجہ نمی شود۔ اُسکی ناک مروڑ ڈالونگا ہے یعنے بہ تنبیہ او خواہم پرداخت۔ چنے پر مل والا ہے، یا دال موٹھ والا ہے، یا لونگ چڑے والا ہے، یعنی بسیار ذلیل و تباہ و کم شخص است۔

تلنبود کا گھاٹ، معبر جمنا۔ سلیم گڑھ، قلعۂ اسلام شاہ پسر شیر شاہ افغان کہ بادشاہ ہندوستان شدہ بود چوں اسلام شاہ بسلیم شاہ مشہور است اسلام گڑھ را نیز سلیم گڑھ گویند چاندنی، اور چوڑا ہٹ، اور گلاب باڑی، اور وکیل پورہ، اور ختلی قبر، اور سید حسین خاں کا بازار، اور شاہ کلن کی ڈگڈی، اور ترکمان دروازہ، اور بیرم خاں کا تراہہ، اور خلیل خاں کی کھڑکی، اور فراش خانہ کی کھڑکی، اور لال کنواں، اور قاضی کا حوض، اور جوہری بازار، اور چاندنی چوک، اور فتح پوری کی مسجد، اور جان نثار خاں کا چھتا، اور کشنک نور کا چھتا، در عوام خوش نور کا چھتا و نزد بعضی قابلیت و تنگاہاں کوشک انور کا چھتا، و ہر دو غلط است۔ چراکہ کشنک نور نام رانی بود از رانیہاے راجہ باڑواڑ این عمارت منسوب باں رانی است۔ اور شیر بیگ کا چوترا، اور گولک کا چوترا، اور روزبھانی پورہ، اور کٹھ گڑھ اور مغل پورا، اور سبزی منڈی، اور گھوڑے نخاس اور مٹھائی کا پل، اور تیلی واڑہ، اور تالی واڑا، اور مالی واڑا، اور روشن پورا، اور پہاڑ گنج، اور حبش پورا، اور امام کی گلی، اور تماکو کی منڈی، اور تُلی ماروں کا محلہ، اور مہادیو کا پیل، اور شاہ بولا کا بڑ، اور دب گروں کا محلّا، اور سعد اللہ خاں کا

نان کو چلے کہ خواجہ قطب الاقطاب تناول می فرمودند و حالا تبرک درگاہ شریف ہماں
است۔ کوا کمھار، بمعنی مجمع نامرداں۔ ناگی دھار، بمعنی سپاہی کہ ملازم غیر باشد۔ قطامے
زن بدنہاد بجیا۔ ہلاکو، بمعنی ظالم۔ نادر شاہ کا سا حکم، بمعنی حکم قوی۔ تکمہ چاندنی، چھتا
کہ قریب بصبح باشد۔ جی دان، بمعنی جاں بخشی۔ کنیا دان، بمعنی زرے کہ برائے شادی
دختر بکسی بدہند۔ بخشی کا دھنگر، بمعنی زبردست بے فکر۔ چھلا، بمعنی برق۔ کھٹو اٹی
پاٹی لیکر پڑ رہا ہے، یعنی بکمال آزردگی در گوشہ نشستہ است یا دراز کشیدہ۔ یہ بیل منڈھے
نہیں چڑھنے کی، یعنی ایں مطلوب نخواہد رسید و انجامش خوب نیست۔ مجھے مول لے کے
چھوڑ دیا، یعنی احسان عظیمی بر من کرد۔ بڑے بول کا سر نیچا، یعنی انجام ہر بزخود غلط
خجالت و ندامت است۔ بو آتی ہے، یعنی بوے بد می آید۔ چکوری، بمعنی چوب نقارہ۔
میری بلا جانے، یعنی من چہ میدانم اور میری جوتی و دیگر الفاظ مثل میرا کد و میرا ٹھینڈس
وغیرآں نیز از قبیل میری بلا باشد۔ بھلا پھولا، بمعنی خوش و خرم و صاحب اولاد۔ راون
کا بچا، بمعنی شخص زبردست متکبر۔ بڑی بات ہوئی، یعنی بسیار خوب شد کہ چنیں شد۔
بھلا صاحب، اینکہ سزائے کردہ خود خواہید دید۔ بہت خوب، دہر چہ بمعنی خوب نیز ایں
باشد۔ کلھیا میں گڑ پھوڑ رہا ہے، یعنی بطور خود با شخصے سرگوشی دارد و اظہار فرح می نماید۔
جنگل میں مور ناچا تو کس نے دیکھا، لیکن زبان فصیح اُردو کن نے دیکھا، یعنی شخصے اگر
دور از دوستاں و برادراں بدولت رسیدہ چہ فائدہ و کدام حظ، زیرا باعث مسرت ترقی
ایشاں در ہم چشماں است۔ زید عمرو کی ٹانگ تلے سے نکل گیا۔ یعنی اقرار بکمال او کرد۔
گولی بچا گیا، یعنی از کار مشکل کنارہ کرد اور صاف نکل گیا نیز ہمیں۔ آپکا بول بالا ہے
یعنی حرف شما در مجالس پذیرائے گوشہا باد و مخالف شما ہمیشہ مغلوب شواد۔ باگ موڑنا،
یعنی کم شدن آبلہ ہائے چیچک۔ بڑا بچھو ہے، یعنی سخت کینہ ور است۔ سانپ کھلانا، بمعنی
نوکری آقا سخن نافہم مغلوب الغضب مردم آزار۔ مسافر آ اُترا ہے، بمعنی حاملہ شدن زن

زبردست تراز خود درست می شود۔ تم گودڑوں کے لعل ہو اور پوتڑوں کے امیرزادے ہو
یعنی شما با وصف ناداری عزیز و لماہستید۔ دبڑو گھسڑو، یعنی عاجز بے دست و پا۔ تیرے
پانوؤں تلے گنگا بہتی ہے، یعنی تمام روے زمین در تصرف تست۔ چوہے کے بل میں
گھسا چاہیے، یعنی از بیم ایں کس جائے نہاں باید شد۔ تین تیرہ ہو گئے، یعنی متفرق
شدند۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، یعنی آدم رازدار ہر بلا کہ خواستہ باشد بر سر طرف
ثانی تواند آورد۔ تب ملیں پر لنگوٹیا نہ ملے، یعنی از آشناے قدیم کہ واقف جمیع حالات
باشد باید ترسید۔ آگ لگتے جھونپڑا جو نکلے سو لاؤ، قائم مقام ایں عبارت فارسی باشد
کہ از خرس موئے بس است۔ بھس میں چنگی ڈال جمالو دور کھڑی، در حق آدم غمازے
گویند کہ دو کس را جنگانیدہ باہم تماشا کند۔ بجھیرا کھونٹے کے بل کودے، یعنی آدم
نامرد بزور حمایت بر خود می جہد۔ لکڑی کے بل بندری ناچے، ایں ہم بہمیں معنی
پانچوں انگلیاں گھی میں تر ہیں، یعنی بسیار آسودہ است۔ نچوڑ بات کا، یعنی خلاصہ
سخن۔ بکھلایا گیا، یعنی پریشان حواس شد۔ سقے کی بادشاہی، یعنی دولت چند روزہ
اندھی بادشاہی مراد از بازیچۂ اطفال باشد کہ بر سر بچۂ چادر انداختہ سرش را از ضرب
شدید دستی گل سازند۔ آٹھا گلقند، یعنی احمق۔ آپ بابو منگتے باہر کھڑے درویش
در وقت سوال شخصی از محتاج یا درخواستن دوستی چیزے را از دوستی کہ بسعی
تمام آں چیز را بدست آوردہ باشد۔ فلانے کا فلانا مائی باپ ہے، یعنی پرورش کنندہ
و دست و سزا دہندہ را نیز گویند۔ چل چلاؤ، یعنی کوچ۔ کٹ منتا، یعنی چالاق و تندرست
و بیفکر۔ چھوٹا باسن چھلک پڑا، یعنی آدم نادان بر سر تنک ظرفی آمد۔ تنا جال،
یعنی پیچ در پیچ۔ گورکھ دھندھا، چیزیست از قسم شعبدہ۔ بھول بھلیاں امکانیست
در شاہ جہاں آباد متصل مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ساختۂ راے تھورا مشتمل بر چند در
ہر گاہ آدم اجنبی براے سیر در آں عمارت می آید راہ بیروں آمدن فراموش میکند کاک

خیار فروشان شہر۔ ہوتا سوتا، یعنی خویش و قوم زندہ و مردہ۔ شایستہ خاں کا پوتا،
مراد از شخص متکبر۔ کاریگر اور خلیفہ اور استاد، مراد از دلاک۔ و کاریگر و خلیفہ و خاص پز
باورچی را نیز گویند اگرچہ در اصل خاصہ پز است لیکن خاص پز بتغیر ہا مستعمل است مثل
دیوان پن و بعضی صاحبان کہ دہلی را ندیدہ اند آن را دیوانہ پن گویند۔ سیرڈا
ساز نوازندہ۔ ڈومنی پن، حرکات دلفریب معشوقاں و میر حسن در مثنوی سحر البیان
ڈومن پن گفتہ این ہم شاید نزد زنان درست باشد۔ ہمارا لہو پیو، بجائے قسم دادن
بذیرد و لیکن از زبان زن سیرتاں بازناں۔ ڈھور و فاعل، مردان شبیہ بزن در
فعل و لباس۔ بڈھیا کا کاتا جوان کا کھا جایا تماشا، قسمی است از شیرینی ہندوستان
مثل رشتہ۔ بوڑکے لڈو، در شاہجہان آباد شخصی لڈو از برادہ چوب می ساخت
و باین صدا میفروخت کہ کھائیگا سو پچھتائیگا اور نہ کھائیگا سو پچھتائیگا یعنی ہر کسیکہ خواہد
خورد وائے بر حال او و ہر کسیکہ نخواہد خورد نیز وائے بر حال او بسبب تاسف بر شخص اول
برباد شدن زر قیمت و موجب افسوس بر آدم دومین تصور لذت آن و نزد بعضے بور مراد
از سبوس گندم است۔ ڈھلتی پھرتی چھاؤں کبھی ادھر کبھی اُدھر، یعنی دولت گاہے
نصیب زید است و گاہے نصیب عمرو۔ بھوجلا پہاڑی کے پتھر کھاؤ، یعنی از قسم طعام
درینجا ہیچ نیست اگر قوت ہاضمہ دارید سنگ بھوجلا پہاڑی حاضر است۔ بلبلیہ ہوں بلبلیہ
ہوں۔ شادیاں مبارک، صدائے نقالان اُردو ہنگام شروع کردن رقص و نقل
اول نقالاں جائے دیگر از ہمیں ہا یاد گرفتہ اند۔ سلطان جی، مراد از حضرت نظام
الدین ولی کہ در اردو نظام الدین اولیا، گویند۔ فلانے کو دن لگے ہیں، یعنے
اجلش در رسیدہ است پر لگے ہیں نیز بہمیں معنی۔ چیونٹی کا بل، یعنی جائے تنگ۔ تنکے
کے اوٹ پہاڑ، یعنی در ہر چیز کیفیت است مخفی و مختص۔ آنکھ اوجھل پہاڑ، نیز بہمیں
معنی باشد۔ اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے تو آپ کو سمجھتا ہے، یعنی ہر متکبر پیش آدمِ

ہیجا۔ امیر خانی، یعنی مرد شبیہ بزن۔ رنڈا لے کا لٹھ، عبارت از مرد بے ادب بیہودہ ہمن باشد۔ چل بسا، یعنی مرد۔ میں نے تمھاری گدھی چرائی تھی یا میں نے تمھاری چوری کی ہے، یعنی از من مگر بجناب سامی خطائے سرزدہ است۔ لے پالک، یعنی پسر خواندہ و دختر خواندہ۔ گدگدے، مراد از دانہ ہاے برشتہ ذرہ (ذرۃ در عربی جوار را گویند)۔ ڈھول ڈھمکا ملک باگڑ کہ موطن آبائی اکثر لولیان پری طلعت است جو تکھے کے ہاتھ، یعنی چار طرف سخن بکنایہ گفتن در مجلس۔ گھی کا کپا لڑھ گیا، یعنی رئیس کلانے مرد۔ دھوم دھام، یعنی شان و شوکت۔ دھما چوکڑی، یعنی ہنگامہ۔ کھیت چھوڑ گیا، یعنی گریخت۔ ٹھکانے لگا، اور کام آیا، یعنی کشتہ شد۔ تصدق ہوا نیز ہمیں معنی لیکن در برو ے امراء۔ بڑا سُور ہے، یعنی بسیار شجاع است۔ دو کھنا، یعنے عیب شخصی برروے او بیان کردن۔ کیا درزی کا کوچ کیا مقام، یعنی آدم مفلوک ہر جا و ہر وقت کہ خواہستہ باشد برود، رفتن او را تردد ے در کار نیست۔ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ، محل ایں عبارت ناراضی بودن شخصی از کسے د موافق شدن با دیگرے و آزردہ تر شدن ایں کس از دوستی شخص اول۔ ناک چنے چبوائے، یعنی سخت تنگ آورد۔ گھڑی میں گھڑیال ہے، یعنی در یک ساعت زمانہ دگرگوں می شود۔ جو گرجتے ہیں سو برستے نہیں، یعنی ہر کہ میلا فد ہیچ است۔ دیکھا ہوا ہے یعنی آزمودہ شدہ است۔ پھونک پھونک پانوں رکھتا ہے، یعنی ترساں ترساں راہ میرود و کار میکند۔ چور ہے، یعنی پر عیار و ظریف است۔ بات کا تبنگڑ بناتا ہے، یعنی عجب فتنہ انگیز است۔ ہتھیار ہونا، یعنی جنگ پیش آمدن۔ ٹوپی والے، مراد از فوج ولایت۔ گھوڑی والے، مراد از سپاہ دکن۔ پٹھان زا، مراد از شاہ ابدالی و اولادش۔ کئی دن تمنے بھی چام کے دام چلائے، یعنی شما ہم در دولت سریع الزوال کارہاے ناکردنی کردید۔ چیل جھپٹا، مراد از غارت گری۔ پاک دریاؤ، یعنی سخی جوانمرد۔ لبالب دریا کی گگریاں، آواز

باید بسزا رسانیدہ شد۔ ننگی بھلی کہ بل میں بانس یعنی ذلتی کہ از کردن این کار در قسمت من است بہ ازاں رسوائی است کہ در نکردن آن متصور است مانند عبارت فارسی کہ مائدہ چیدن صد عیب دارد و نچیدن یک عیب۔ دیکھا بھالا تو پچی اور چپراسید ہو یعنی این شخص کم رتبہ کہ بر دولت خود نازد در عالم افلاس در یوزہ گری ہم چند بار او را دیدہ ام و بخوبی می شناسم۔ بال باندھا چور، یعنی دزد نادر بے مثل۔ کوڑی کا پوت بمعنی شدید الطمع۔ ہری چگ بمعنی شخصے کہ آقائے مفلس را گذاشتہ رفاقت متمول اختیار کند۔ ہرا بھرا عبارت از شخصی کہ قبرش در دہلی برابر قبر شاہ سرمد بیرون دریا مسجد است۔ بتاسہ سا گھل گیا، بمعنی زود زود تمام شد۔ اُچھال چھکا، زن فاحشہ۔ کیا ننگی نہائے گی کیا نچوڑے گی، یعنی از آدم مفلوک چشم کندہ می شود۔ من بھائے منڈیا ہلائے، یعنی رغبت باین کار دارد و بظاہر ابا میکند۔ بگلا مارے پنکھ ہاتھ، یعنی از کردن این کار فائدہ نیست۔ گھن لگانے کو نہیں یعنی برائے نام نیست۔ بعضی صاحبان در لکھنؤ بفتحہ گاف خوانند این غلط محض باشد۔ گیند گدول، یعنی گو بازی۔ ڈیل درگنبد آواز درہیش، یعنے باین قد و قامت این قدر نامرد۔ بھوت لگا ہی بمعنی دیوانہ شدہ است۔ پڑھا جن ہی یعنی ہمہ چیز را می فہمد۔ پانڈے جی تو پتیاویں، این گفتگو در حق خود در عالم یاس گفتہ آید۔ بھل گھوڑ بیتے، بمعنی سوار انکہ اسپان خوب چالاک زیر پا دارد۔ اونچی دوکان پھیکا پکوان، مراد از امیر بخیر و فاضل بد تقریر و شاعر مشہور بے مزہ داہمچنین ہر کہ مشہور و بے لطف باشد۔ اندھوں میں کانا راؤ، در حق شخص کم علم جاری کنند کہ در مجمع جاہلاں وارد شدہ عزتے و حرمتے بہم رساند و نیز در بارہ ہر کم عیب کہ در مجلس معیوبان رسیدہ باشد۔ رانی کو راناپیارا اور کانی کو کاناپیارا، یعنی ہر کس فرزند خود را دوست تراز فرزند دیگری دارد۔ اس سے کیا حاصل کہ شاہ جہاں کی داڑھی بڑی تھی یا عالمگیر کی، کنایہ از بحث

جوش کم ہوا یا تاؤ میٹھا ہوا یعنی سست شد۔ مُدھم ٹھاٹھ بمعنی شخص کہ کسل در
ہر کار داشتہ باشد۔ بوریا باندھنا بمعنی اسباب مساکین وازراہ کسر نفس اسباب اغنیا
از زبان خود شان۔ چِبلّا، سِفلا، چھوکرا، بِلاّ، منہ سے دودھ کی بو آتی ہے، ابھی
چھٹی کا دودھ نہیں سوکھا، اور ابھی منہ دبائیے تو چُلّو بھر چھٹی کا دودھ نکل پڑے
یعنی سخت کم عقل و بے لیاقت است۔ جان جِٹّا خا اور ہیّا اور بھبھوکا اور دھواں
دھار بمعنی خوبصورت۔ اڑھائی چلّو اُس کا لہو پی جاؤں، یعنی اور انگشم۔ مسند
بادشاہی کرو، یعنی مسند را بردارید اصطلاح فراشان حضور والا۔ سُکھ فرمانا، خوابیدن
بادشاہان تیموریہ رہند۔ بتیس خانہ، چوکی خانہ۔ کھڑی مزدوری چوکھا کام، یعنے
کار خوب بمزدِ دلخواہ میتوان گرفت۔ باریدار، یعنی کسیکہ بنوبت خود در خدمت بادشاہ
حاضر شود۔ باری داری یعنی زن باری دار۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا، شخص بے
لیاقت کہ کار نکند و عذر بیجا پیش آرد مستحق ایں قول است۔ انت بھلے کا بھلا انت
برے کا برا، یعنی انجام بد بد است و انجام آدم نیک نیک است۔ چھکّے چھوٹ گئے
یعنی عقل زائل شد۔ جگ بھوٹا نرد ماری گئی، یعنی ہرگاہ میان دو کس نفاق بہم
رسید پامال کردن ہر دو بر دشمن آسان می شود۔ بول گیا، یعنی تنگ آمد و عاجز شد۔
میر اور دُلوں اور چِٹوں، رسم اطفال است کہ سہ چیز مدوّر منقش رنگین چوبی بہ یک
صورت بقدر گلولۂ تفنگ در دست گرفتہ بر زمین غلطانند یکے را میر و دیگرے را دُلوں
و باز دیگرے را چِٹوں نامند و این بازیچہ را گولیاں کھیلنا گویند۔ پِٹرا گیا، یعنی بسزا
رسانیدم۔ ٹھیک کیا یعنی براہ آوردم۔ لال پگڑی والا میر جی کا سالا، این
عبارت ہم از زبان اطفال شوخ درحق صاحب دستار سرخ است سیاہ رنگ باشد
یا سفید پوست و رنگ دستار منحصر در سرخ نیست اگر سبز یا زرد یا سیاہ باشد نام ہمان
رنگ بگیرند۔ ڈھیلے زناخ، بمعنی آدم نرم و سست در ہر کار۔ چو منّا کیا، یعنی چنانکہ

ظرافت مرا تنگ خواہد گرفت پشم من کند ونخواہد شد ومن در یک بدی یا یک لطیفہ
اورا از پا خواہم انداخت ۔ کیا بجتے ہو، یا کیا کھٹ راگ گاتے ہو، کیا گوہ کھاتے ہو
کیا جھک مارتے ہو، کیا قصہ لگایا ہے، کیوں مغز کھاتے ہو، کاہیکو دماغ پریشان
کرتے ہو یعنی چہ سخن بیہودہ میگوئید وچرا یاوہ میچاوید۔ منہ کو لگام دو اور زبان
سنبھال کے بولو یعنی سنجیدہ حرف بزنید۔ منہ دھو رکھو، یعنی توقع این کار نداشتہ
باشید۔ ماں فقیرنی پوت فتح خاں، در حق شخص مغرور کم قدر مجہول النسب آید۔ بیر کے
بت کو رسا یعنی عجب کارے کردہ کہ بگفتن نمی آید۔ رانڈ کا سانڈ، یعنی حرام زادہ بد طینت
رانی خاں کا سالا، یا دھین دھو کڑ خاں کا سالا یا افلاطون کا بچہ یعنی شخص نزرست د
تکبر۔ بڑا ایزید ہے یعنی بسیار بیرحم است۔ دھو یا دھا یا احمق ہے یعنی در حماقتش
جائے تامل نیست۔ فتح ہے، یعنی مژدہ باد۔ پانوں زمین پر نہیں رکھتا۔ یعنی خیلی
متکبر است۔ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا نیز ہمیں معنی و بمعنی شرم وحیا ہم آرند۔ کوڑھ میں
کھاج، وقت پیش آمدن مشکلے در عالم تردد خاطر از سبب مشکلے دیگر گفتہ شود۔ کریلا
اور نیم چڑھا، در حق شخص بدخلق بدولت رسیدہ گویند۔ نماز کو گئے تھے روزہ گلے
پڑا، یعنی فکرے بخاطر داشتم فکرے دیگر پیش آمد یا متوجہ مہمی شدہ بودم مہمی دیگر پیش آمد
ٹھونک بجا کر لینا، بتامل واندیشہ وامتحان گرفتن چیزے۔ منہ پر ہوائیاں اڑتی
ہیں، یعنی چہرہ اش آب وتاب ندارد۔ ہماری کیا پشم کندہ کریگا، یعنی با ما چہ میتواند کرد
کانا ٹٹو بدھو نفر، یعنی بسیار مفلس است۔ کھیل نچانے مرغی کا اڑانے لاگا باز، یعنی
از حد خود بیرون شدہ کار میکند۔ باپ نہ مارے پدڑی بیٹا تیرانداز، این ہم ہمیں معنی
چندا ماموں، تا خطاب دختران کمسن شوخ با ماہ واز راہ شوخی با آدمی نیز خصوصا از
زنان کسی آشنائے خود۔ پیر مغاں، یعنی مشیخت دستگاہ۔ فلانے کا بھانڈا پھوٹ گیا
یعنی عیب او ظاہر شد۔ بھرم کھل گیا، یعنی بسبب نخوت بیجا وظہار رفعت او معلوم شد۔

خوش گلو کہن سال صاحب معلومات۔ بھڑ آنل اور چھتا مسر ہر دو معنی مسخرہ
کم قدر۔ انگور، پیوند زخم۔ چھاتی کا پھوڑا اور سوہانِ روح اور وبالِ گردن
شخص مخالف طبع۔ ٹوٹی بانہ، گل جنذری، پسر و برادر و رفیق بے لیاقت
تیرے تو کچھ لچھن سے جھڑ گئے ہیں یعنی ادبار تو رسیدہ است و رونقے در چہرہ ات
باقی نماندہ۔ تیرے دل کے آج پھپھولے پھوٹے یعنی امروز بسیار خوش شدم
کہ دشمن من ذلیل شد۔ کالا، یعنی شخص ذو فنون و مار سیاہ۔ باؤلا کتا، اور کٹھنا
کتا یعنے شخص بدخلق۔ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے، درحق کسی جاری شود کہ بزور
حمایت دیگرے بترساند۔ حمایت کی گدھی عراقی کو لات مارے، مصرف ایں عبارت
درجائے است کہ مرد کمقدرے باشارۂ امیرے اظہار جبروت و عظمت یا عالی مرتبگی
نماید از جہت قرابت با امیرے یا سفارشِ منصبا و زیادہ از دیگراں باشد۔ جو بولے
سو گھی کو جاے، یعنی ہر کہ دریں مجلس یا خانہ منصفانہ حرف خواہد زد بسزا خواہد رسید
و ذلیل خواہد شد۔ دو ملا میں مرغی مردار، محل استعمالش مجلس بزرگے باشد کہ
شخصے حاجت خود را پیش او آرد و ایں بزرگ با دیگرے در مقدمہ ہمیں صاحب
حاجت بر سر حرفے مباحثہ آغاز و ظاہر است کہ در بحث دو کس کہ یکی محتاج
الیہ باشد و دیگرے نیز ہم چشم آں مطلب محتاج بر نمی آید بیچارہ مجبور شدہ
ایں عبارت را ادا می کند تا از مباحثہ باز مانند و بر آمدن کام
دلش صورت بندد۔ ٹکی پڑے اِن باتوں پر، یعنی خاک بر سر
ایں گفتگوہاے بیفائدہ۔ چرخ چنبو کے لڑکے، یعنی لے پسر زن فاحشہ بیحیاے
بے ادب۔ سیمو سیلو، زنان بازاری مثل سبزی فروش و غیر آں۔ کام بڑھئی کا،
آواز نجار در کوچہ و بازار۔ سونٹھ ہے نیبو کے رس کی، صداے آب زنجبیل فروشانِ
شہر۔ سو سنار کی نہ ایک لوہار کی، یعنی اگر فلانے صد بار با من بدی خواہد کرد یا در

بے اندیشہ ۔ ماموں جی جوہار، در وقت طعن باظرافت بجاے سلام علیکم مستعمل شود۔ پھوٹ بہا، یعنی بدرد آمدہ زار زار گریست ۔ جھڑ لگا اور ہو چکا یعنی از رتبۂ خود افتاد تم نے اُڑائیاں سوہیاں بھون بھون کھائیاں، یعنی من زیادہ از شما این کنایہ ہا دامی فہم ۔ میں نے چار برساتیں زیادہ آپ سے دیکھی ہیں، یعنی ہنوز شمار در ونے من بچہ ہستید ۔ آیں، کیا، معقول، اور خوبی خلطے کی اور کتنے گرم ہو اور وآہ منہ تو دیکھو اور آرسی تو ہاتھ میں لو اور خیر مانگو اور بہت بڑھ نہ چلو اور آپ کو بھول گئے اور نئی طرح کی گرمی ہے اور کچھ شامت تو نہیں آئی ہے اور گھر سے لڑ کر تو نہیں چلے اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ اور تلی لانگ کے تو نہیں آئے اور صبح کس کا منہ دیکھا تھا اور خیر ہے گھر کو سدھارو اور اتنا لگ نہ چلیے، گفتگو با آدم زباندراز بے ادب از راہ رنجش و با دوست نیز از فرط محبت و خوش اختلاطی ۔ دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اور اللذی نہ اللذی اور ادھر نہ اُدھر یہ بلا کدھر، یعنی شخص بے سر وپا ۔ ہمنے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے، یعنی مردم کار آزمودہ ایم ۔ میں تیرا گدا بناؤں گا یعنی من ترا بسیار رسوا خواہم کرد ۔ پھر مانگ، یعنی جواب صاف بسائل کدھر منہ ڈالتا ہے، یعنی کجا می آئی ۔ آپ میری جان سے کیا چاہتے ہیں، یعنی چرا با من حرف میزنید و بیش من می آئید ۔ منہ چڑانا یعنی تقلید کسی کردن واز عہدۂ آں بر نیامدن ۔ سولہی اور نکی موٹھ اور نو تری، داو قمار بازاں ۔ پہلے پانسے تین کانے، بجاے ادل کاسہ ٔ دردبا شد ۔ منہ لگائی ڈومنی گاوے تال بیتال، یعنی مصاحب بے ہر قدر کہ یاوہ بیچا و دہمہ مربوط است ۔ آیئے مل جی آئیے، وقت ملاقات از راہ مسخرگی بدوست گویند ۔ آنکھ آئی، یعنی چشم درد میکند ۔ بھرد مرد رنگیں لباس در ہولی ۔ بنے ہوے ہیں اور مجلس کی رونق ہیں یعنی مسخرے ہیں ۔ رنگا ہوا ہے یعنی ذاکر و شاغل است ۔ جگت گرو یعنی پیشواے فن ۔ ادیس مطرب

دو گنڈی حیثیٰ شخص غیر ثابت بر یک قول و نگاه دارندۂ طرف دو چیز۔ سیاہی نے
دبایا ہے یعنی در خواب حرف میزند و برخاستہ با مردم دست و گریبان می شود بلکہ اگر
چوب یا شمشیر بدستش می آید از دیگرے کہ دو چار او میگردد دریغ نمی دارد و ہنوز حکم سیدا
برو نمی تواں کرد کہ ہیچ خبر از خود ندارد۔ ہَوَا ہو جانا تیز رفتن و غائب شدن۔
دھنتر اور رستم اور رستم کا بچہ اور تیس مار خاں یعنی زبردست۔ دھنا سیٹھ اور
جگت سیٹھ کا گماشتہ اور کوٹھی وال اور گانٹھ کا پورا اور بھرا پرا یعنی مالدار۔ انشاء اللہ
تعالیٰ بلی کا منھ کالا یعنی اظہار تصمیم ارادہ بکارے۔ شہر مراد از شاہ جہان آباد۔
اور سانگ لانا، بہانہ کردن۔ پان پھول اور دھان پان یعنی نازک بدن۔ چھوٹا
منھ بڑی بات یعنی تو لیاقت ایں کار نداری بر غائب و متکلم نیز جاری میتواں کرد۔
حاتم کی گور پر لات مارتا ہے، در ذکر سخاوت مفلوک استعمال کنند۔ ہفتے جکڑ نے،
ہر گاہ پہلوانے پہلوانے را بر زمیں می زند و میخواہد کہ پشتش را بہ زمین رساند طرف
ثانی سینہ را بہ زمیں محکم میگذارد بنوعیکہ اگر زور فیل دریں پہلوان باشد نمیتواند کہ اورا
بہ پشت بخواباند تا وقتیکہ ہر دو دست از زیر بغلہایش برآوردہ گردنش را بگیرد و زور
آزمائی بکند لفظ مذکور نام ہمیں فعل باشد۔ دھوبی پاٹ اور کلاجنگ اور ڈھاک
پر چڑھا مارنا، نام داؤہائے کشتی۔ نوکر لاڈکیور کے ہونٹھ ملیں حق لیں، نام لاڈ
کیور دو کلاونت بودہ است در وقت شاہ جہاں یا اورنگ زیب ظاہراً نوکرانِ
ایں بیچارہ ہا بغیر خدمت و حاضر باشی تنخواہِ خود را از ایشاں طلب میکردند چوں
از فتنہ و فساد اجتناب کلی داشتند ازیں خوف مبادا کہ ہنگامہ برپا شود زر بنوکراں
میدادند حالا ہماں قیاس ضرب المثل شدہ است، در حق نوکرانِ کم خدمت آقاے
خلیق۔ کھانا پینا گانٹھ کا نری سلام علیک، در مقام بے التفاتی مرد صاحب
جاہ در جواب سلام و بے پروائی خود گفتہ آید۔ کھلنڈرا اور الھڑ یعنے مرد بے پروا

اور جھانبو کے اور جھانبو والے اور ڈھڈو کے اور ڈھڈو والے اور بگلولو کے اور بگلولو والے اور کواپری کے خطاب بہ شخصی کہ او را بزعم خود احمق پندارند - خیر ہی خیری دیں گے کوئی ایسے ہی داتا دینگے یا ایسا ہی داتا دے گا، صدائے فقیران بے حقیقت رذیل ہندوستان روبروے گاڑھیاے قافلہ - خیری خیری یک لفظی است کہ بکرر می آرند با خاء مکسور دیاء معروف وراء مکسور ویاء ساکن - باج باج اللہ محمد کا راج ،عبارت آدمانِ کم قدر از قبیل خدمتگار و فراش وغیراں وقت زدن گھڑیال - لیو بمعنی دستار - ڈاب بمعنی کمر بند بر کمر - بھدگی اور پڈری اور پودنا بمعنی ناتوان و کم زور - کٹھ پتلی اور الو کا بچہ اور الو کی دم فاختہ اور الو داخرا اور مٹی کی مورت بمعنی مرد ابلہ - گلو با کاف مکسور ولام مشدد مضموم و واو مجہول خطاب با دختران صغیر - پری بمعنی چیزے خوب - سرجوت بمعنی نفرت آید یا موجب نفرت کہ بہ ہندی چڑنا مند - لیکن در اصل بمعنی رشک است - بدّیا ندھان، آدم بسیار قابل - پڑھ پتھر لکھ لہرا بھئے اینٹیں باندھ کچھری گئے، یعنی ہر قدر کہ سعی کرد از علم بے بہرہ ماند - شور بور از زبان مرداں و شرابور از زبانِ زناں بمعنی آلودہ سر تا پا - رنگ ہے جی رنگ ہے - دوست با دوست وقت خوش شدن او بجاے مبارک باد گویند - جان چھلا اور خانم جان اور بگیان اور زنانی دیوانی اور کرہائی اور بہشت کی قمری اور دُور یار اور خاصی پیاری اور جان صاحب ور میں واری اور بی جی اور بہو جی اور بو جان اور گھونگھٹ والی اور برقعے والی اور اے جی اور ہی ہی، بمعنی مردے شبیہ بزناں در لباس و کلام و حرکات - منوا اور مٹھو خطاب بہ احمق از راہِ شفقت - تخمی اور خانم پارہ اور کسوا اور تتیا اور مرچ اور نال زادی اور خندی اور خیلا خطاب بہ زن سرکش بجاے بدزبان فتنہ پرداز - مردہ شو کے حوالے، اور خدا سمجھے اور کالا منھ نیلے ہاتھ پاؤں، گفتگو زنان پر پیچہرہ جوان در حق کسے کہ نفرت از وبہم رسد خواہ بظاہر خواہ بباطن +

در پنج شش روز حاصل شود روز آخرین صرف قیمت شیرینی نموده باہم حصه کنند
لیکن دختراں بجاے ٹیسو رلے جھنجھری یا جھنجھیا سازند، ایں بازیچه حالا در بلاد پورب
ہم رواج دارد و از بازیچہاے دیگر کبڈی و باگھ بکری و وزیر بادشاہ جوانان ہم شوق
کنند و جابجا مروج است و دیگر بازیچہا مخصوص به اطفال است لیکن ہر قدر که ازیں
ہا جاے دیگر نرسیده تفصیل آں بیشتر به قلم آمده - بتی سرتیا پھول پان بیچیا و
بازی کردن بالہ چفته که بہندی گلی ڈنڈا گویند قاعده است که اطفال باہم قرار
دہند که ہر کس از میان ما شرط از دیگرے در رباید چند بار یعنی ہر قدر که از اول
معین شود بله یعنی گلی را در دست گرفته چفته یعنی ڈنڈا را بدست دیگر بقوت تمام
بزند تا از دستش رہا شده مثل تیر راست برود و ہر جا که برسد طفل دیگر که شرط
را باخته باشد باید که دست بر دست ایں طفل زده براے آوردن گلی رواں
شود از وقت رواں شدن تا زمان دادن چوب پاره مذکور بدست طرف ثانی باید
که بتی سرتیا پھول پان بیچیا بگوید لیکن شرط است که تبدیل نفس نکند و تا آمدن و
رفتن ہماں یک نفس باشد و سلسلهٔ ایں کلام منقطع نگردد و اگر عہده ازیں برنیاید
دست خود را بدست طرف ثانی بدہد تا ہر قدر که مقرر شده باشد دست خود را بقوت
تمام بر پشت دست آں بیچاره بزند و ایں عمل را بزبان اردو چمیٹی گویند بجیم فارسی
مکسور و میم ساکن و تاے ہندی و یاے معروف - اکثر خون از پشت دست اطفال
رواں شود - کیلے والے لال، آواز باغبانان وقت کشیدن آب از چاه براے
درختاں - گول گول بات، بمعنی سخنے که چند احتمال داشته باشد - موتی پروتا ہے
یعنی سخنان دلاویز میگوید - گھاس کاٹتا ہے یعنی حرفے میزند که فہم کسے نمی آید - گل
کترتا ہے یعنی سخن ابله فریب میگوید و ہم بایں معنی که فتنه برپا می کند - ریوڑی کے
پھیر میں آگیا یعنی گرفتار بلا شد - چڑیا کے اور چڑیا والے اور مرغی کے اور مرغی والے

مخالف گفتگوے شما است معلوم می شود چہ حاجت بیان، سوم اینکہ شما ہم برے این
قابلیت رسانیدید، چہارم اینکہ بنازم طرز رفتار و بالیدن تو بر خود کہ با وصف ناداری
خود الم از امیرانِ جلیل القدر می گیری۔ گنجی بارہ بمعنی یاس مطلق۔ شیخی اور تین کانے
یعنی عبث لافِ بیجا می زنی۔ کانے چوٹ کنونڈے بھیٹ، وقت دو چار شدن آدم
مخالف طبع گویند یا ہنگام ملاقات با کسی کہ پنہاں داشتن خود از و منظور باشد از روے
مصلحت خواہ از راہِ رنجش۔ حلوا خاتون بمعنی لعبتے است کہ از چوب سازند و گدایان
آنرا لباس پوشانیدہ رو بروے اطفال در دست خود برقصانند و تحصیل قوت نمایند۔
گوبر گنیش اور گل بھترا اور مسٹنڈا اور ہٹا کٹا اور ٹانٹھا اور ڈب اکبرا اور بھینسا اور فیل
منگلوسی اور چکٹ پہیا اور مربع اور چوکورا اور گینڈا بمعنی فربہ۔ تنکا اور ٹمٹیری اور
تاکا اور سوکھا بمعنے لاغر۔ پتھر پھوڑا نام جنے کہ در شاہجہان آباد سر مردم راشکست
چنڈول گدا گر بول اور گانٹھ کٹھول بانسلی جھنجھیری میرا نام اور گھور کھنڈے چوہے
لنڈے اور کالے پیلے دیو اور شیر بکری یا باگ بکری اور اٹیرن اور گیڈی اور
وزیر بادشاہ اور آنکھ مچول کرڈا تیل ٹلی پانے وہی پھیل اور چھائیں مائیں گول
گھمائیں راجہ کے گھر بیٹا ہوا اور دوڑے آئیو کوئی ایسا بھی داتا ہو چڑیا کے بند
چھڑانے اور مونگ چنا دگڈوتی ڈو اور نیری آڑ وکیوں آڑے اور لوہری اور ٹیسو
رلے، ازیں بازیہا لوہری از دہلی تا کابل رواج دارد و تفصیلش این است کہ
اطفال در موسمی چند روز بعضی جوانان را ہمراہ گرفتہ محلہ بمحلہ بدروازہ ہر خانہ روند
چیزے نقد یا یکدو ہیزم از خانہ بگیرند و شبے آں انبار ہمہ را آتش دہند و نقود جمع شدہ
شیرینی طلبیدہ بر خود قسمت کنند، این رسم از رسم ہنود است لیکن اطفال اہل اسلام
ہم بازیچہ فہمیدہ شریک بچگان ہنود شوند۔ ٹیسو رلے عبارت از صورتے کہ در ایام
قریب بہ دسہرہ کودکاں از گل ساختہ و چراغ روشن نمودہ خانہ بخانہ بگردند ہر چہ

یعنی بہت سی گالیاں دونگا - آور صلِّ وجل اور واہ واہ اور کیا پوچھنا ہے
اور کیا کہنا ہے اور کیا بات ہے اور یوں ہی چاہیے اور کیا خوب اور چہ خوش چرا
نباشد اور واچھڑے اور سبحان اللہ اور آہا اور ہوے بے ظالم اور یہاں فرشتہ
کے بھی پر جلتے ہیں اور کیا مذکور ہے اور کہیں نظر نہ لگ جائے اور خدا سلامت رکھے
اور آپ کی کیا چلائی اور رحمت خدا کی اور شاباش اور آفریں صد آفریں اور بارک اللہ
اور ایسی ہی باتوں سے تو معقول ہوے ہو اور اللہ اکبر اور اللہ الغنی اور اوہو جی
اور اوہو این جمیع کلمات مشتمل بر مدح دلالت کنند بر مذمت شخصے کہ فعلش خلاف
طبع این کس باشد - دھینگا دھینگ بلو کا راج اور اندھیری نگری چوپٹ راج،
در مقام بے انصافی حاکم و رئیس ذکر کنند - کام کیا ہے اور قہر کیا ہے اور غضب
کیا ہے اور ستم کیا ہے یعنی کار عجیب کردہ است - گھونسا مارا پانی نکالتا ہوں یعنی
ہرچہ از دیگرے نیاید از من بیاید - گھر کی ٹکی باسی ساگ، این عبارت در جواب
کسی بگویند کہ لاف بیجا زدہ باشد - باسی رہے نہ کتا کھائے، یعنی اسراف طعام
در خانہ، مال بسیار است - آپس میں گرد پڑ گئی ہے، یعنی دشمنی باہم بہم رسیدہ است
قاضی جی تم کیوں دبلے ہو شہر کے اندیشہ سے، در حق شخصے کہ بیجا غم اغیار خورد استعمال
کنند - بال بال گج موتی پروئے ہوئے بیٹھی ہے، یعنی بن سنور کر بیٹھی ہے - چولھے
میں پڑے، یا بھاڑ میں جائے، یعنی مارا این شخص و با این چیز ہیچ سروکار نیست - چاند
کو گہن لگ گیا، یعنی با وصف خوبہا یک عیب ہم دارد - اس بات میں بٹا لگتا ہے یعنی
این کار معیوب است - شرم بھی نہیں آتی، دل میں تو سمجھو، کبھی شرمایا تو کرو، شکوہ
نیامدن دوست - یہ منھ اور مسور کی دال اور آپ کے بھجا ڈنڈ ہی کہے دیتے ہیں، اور
انیسے جمی اور بل بے جما تیری دھج، ازیں ہر چہار اصطلاح یکے این است کہ این
خواہش زیادہ از لیاقت نست، دوم اینکہ این ہمہ دعوے بزرگی از چہرۂ شما کہ

کیوں نہ ہو پدر ُتر باشد پسر تُوں بود ازاں پُرہنر بے ہنر چوں بود اور آپ بھی کچھ ارسطو
سے کم نہیں اور اپنی اپنی سمجھ ہے اور تھوڑی سی عقل ہول لیجیے تو بہتر ہے اور
ولی آدمی ہو اور ڈال کے ٹوٹے ہو اور نہ ورپیچھے ہو اور کوئی زدرِ خدا کے بندے
ہو اور اپنے وقت کے لال بوجھکڑ ہو اور داناؤں کی دُور بلا اور آپ کے بھی صدقہ
ہو جائیے اور قربان اس فہمید کے اور کیا خوب سمجھتے ہو یعنی بسیار احمق ہستید۔
عجب ذات شریف ہو اور کتنے بھلے آدمی ہو اور آپ میں بھی کوٹ کوٹ کے خوبیاں
بھری ہیں اور سب بزرگیاں تم پر ہی ختم ہیں اور آپ سے بہت بہت امید ہے اور
ابھی کیا ہے، خدا آپ کو بہت سا سلامت رکھے یعنی بڑے بدذات ہو۔ اور تم بھی
بہت دور رہو یا بہت بُرے آدمی ہو اور بدڈھب آدمی ہو اور معلوم نہیں تم کون ہو
اور کہو تو سہی کیا ہو اور کوئی قہر ہو یا غضب ہو یا ستم ہو یا تم سے خدا پناہ میں رکھے
اور آپ تخفگی کیا رکھتے ہیں اور آپ ہیں کون اور نیٹ کڈھب ہو یعنی خوب آدمی ہو
پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل جائے استعمال کنند کہ شخصے مشہور در پیشہ باشد و شعور در
کار خود نہ داشتہ باشد۔ آنکھوں سے اندھے نام نین سکھ ایں مثل در مقامے گفتہ شود
کہ شخصے دعوائے امرے بکند کہ باآں ہیچ مناسبتے نداشتہ باشد۔ ہم آپ سے نہیں
بولتے اور کیوں آئے ہو اور ہمارے پاس نہ آئیے اور کہاں چلے آتے ہو، اور
صاحب کو کس نے بلایا ہے اور خیر باشد کدھر کرم کیا اور یہ چاند کیا نکلا اور
کہیں رستہ تو نہیں بھول گئے اور گھر کو پھر جائیے اور آپ کا گھر کہاں ہے اور
میں تو صاحب کو نہیں پہچانتا، عبارت شکوہ و اظہار اشتیاق با دوست وقت ملاقات
باشد۔ گھر کی مرغی دال برابر در جائے گویند کہ شخصی قدر فرزند یا عزیز یا دوست
یا غلام باوفا یا ملازم صاحب لیاقت خود نداند و وصف دیگراں بکند و زرہا خرچ
کردہ کار ازانہا بگیرد۔ ہزاروں یا سیکڑوں یا لاکھوں یا کروڑوں بے نقط سناؤنگا

دہلی در صحبت ایشاں از سبب مصروف بودن بعیاشی جمع بودند۔ دیگر مرزا فتح اللہ و مرزا اسمٰعیل۔ دیگر مرزا رفیع در سخن گفتن و حرف زدن گو در شعر بعضے درت وزن و قافیہ چند لفظ خارج از اُردو و نیز آوردہ۔ دیگر خواجہ حفیظ اللہ مرحوم۔ دیگر میرزائی و میر مغل و خواجہ شیریں خاں و اعتقاد الدولہ و میر رمضانی صاحب ہکلہ

دُردانہ چہارم در آراستگی تاج بیاں بگوہر شرح مصطلحات دہلی

توتے اُڑ گئے، یعنی حواس اُڑ گئے۔ تمہارے لڑکے بھی کبھی گھٹنوں کے بل چلیں گے یعنی تم بھی کبھی سچ بولو گے اور راہ پر آؤ گے۔ کافور ہو جاؤ اور بھچھو ہو جاؤ اور ہوا کھاؤ اور پیچھا چھوڑ دو، اور معاف کرو، اور دال نے عین ہو جیسے اور بے واؤ زبر رو ہو جیسے اور بہت ہو جیسے اور دفع دفان ہو جیسے اور اور طرف متوجہ ہو جیسے اور کہاں آئے اور کہو تو میں گھر چھوڑ دوں اور فرماؤ تو قبالا منگواؤں، یعنے یہاں سے جاؤ۔ مرتا ہوں اور جی دیتا ہوں اور لوٹتا ہوں اور لوٹ پوٹ ہوں اور ہاتھ پانوں توڑتا ہوں یا توڑاتا ہوں اور غش کرتا ہوں یعنی عاشق ہوں۔ جی چراتا ہوں، یعنی ازیں کام اجتناب دارم۔ چوکڑی بھول گیا اور کھو یا گیا اور اور ہی کچھ ہو گیا، ہمہ یعنی بے حواس شد۔ جھنیٹا دیا اور آب پاشی کی یعنی فریب دیا۔ بڑے پاک ہو اور قدم آپ کے چوما چاہیے اور آنکھ میں تمھاری ذرا بھی پانی نہیں یعنی بڑے بیحیا ہو۔ آپ بھی بہت بزرگ ہیں اور صاحبزادے ہیں اور عجب معصوم ہیں اور طرفہ معجون ہیں اور زندر جانور ہیں اور بڑے صاحب شوق ہو اور عقل کے پُتلے ہو اور آپ کی کیا بات ہے اور کتنا بات کو پہنچتے ہو اور عقل چہ کتی است کہ پیش مرواں بباید اور عقل بڑی کہ بھینس اور خوبی شعور کی اور بل بے تیری سمجھ اور

می باشد کج ادا و کج راه رفتن و خود را بسیار دیدن و ہر مونث را مذکر ادا کردن شعار و عادت ایشان است۔ چنانچہ ہماری بکری را ہمارا بکرا گویند مثل افغاناں کہ در ہر شہر دستار و زلف غلیل و اوچے گفتن ایشاں مبدل نمی شود۔ و دَور نواب قاسم علیخاں بعینہ دَورِ نواب میرن مرحوم است۔ و در وقت حضرت پیر و مرشد جرچہ عمارات بآئین جدید وطرز دلفریب وتحقیق الفاظ و ملاحظہ فصاحت و مراعاتِ بلاغت و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و شستگی تقریر و ایجاد چیزہائے نو بسیار است و سوائے اشخاص فصیح قابل و بلیغ صحبت ہمجلس پسند خاطر ملکوت ناظر نسیت، و بداد ہر سخن و لطیفہ میرسند و ہرگز اشخاص سابق الذکر را کہ ہمدم و ہم طبق با نواب میرن بودند راہے بحضور پرنور نہ می دہند۔ از نسبت لکھنؤ بر شہرہائے دیگر شرفے و مرجح و جان شاہ جہاں آباد است، زیرا کہ فصحاء و سلیقہ شعاراں کہ جان آں شہر باشند در ایں شہر مجتمع اند۔ پس شاہ جہاں آباد حکم قالبِ بیجان دارد و لکھنؤ جان اوست و جان را ہر آئینہ بر قالب ترجیح است۔ ایں ہم در اصل وصف شاہ جہاں آباد کردہ می شود چرا کہ شاہ جہان آباد با جان و قالب یک شخص قابل است جانش اینجا آوردند و قالب آنجا گذاشتند، مانند دُم طاؤس در بزرگی بر طاؤس ظاہر است کہ طاؤس تمام ہیأت مجموعی را اگر نامند کہ دُم نیز دراں داخل باشد درینصورت بزرگی دُم ثابت نمی شود مانند ثابت نہ بودن بزرگی جزء بر کُل ہمچنیں لکھنؤ را کہ حالا جانِ شاہ جہاں آباد میگویند نہ جان پورب اگر بہ از شاہ جہاں آباد گویند میزیبد چرا کہ ایں ترجیح از قبیل ترجیحِ جان بر قالب است و بزرگ تر بودن دُم طاؤس از طاؤس است۔

دیگر از فصیحاں محمد اسحٰق خاں موتمن الدولہ و ہر سہ پسرش نجم الدولہ و افتخار الدولہ نواب مرزا علیخاں و نواب سالار جنگ۔ لطیفہ گویاں و خوش کلاماں و پری پیکراں

سلیقه و فهم این ہیچمداں چنیں معلوم می شود و غالب که راست باشد که زبان شاه جهان آباد زبان اشخاص قابل مصاحبت پیشه دربار رس و گویائی زنان پری پیکر و کلام اہل حرفه از مسلمانان و گفتگوئے شهده ها و الفاظ خدم و تبع از قبیل شاگرد پیشهٔ امرا است تا خاکروب ہم داخل ہمیں جماعت باشد این مجمع ہر جا که برسد اولاد آنها دلّی وال گفته شوند و محلهٔ ایشان محلهٔ اہل دہلی - و اگر تمام شہر را فراگیرند آن شہر را اُردو نامند - لیکن جمع شدن این حضرات در ہیچ شہرے سوائے لکھنؤ نزد فقیر ثابت نیست - گو باشندگان مرشد آباد و عظیم آباد بزعم خود خود را اُردو داں و شہر خود را اُردو دانند زیرا که شاه جهان آبادیاں بقدر یک محله در عظیم آباد جمع باشند و در وقت نواب صادق علیخاں عرف میرن و نواب قاسم علیخاں عالیجاه ہمیں قدر در مرشد آباد یا زیاده - و اہل مغل پوره و دیگر اشخاص شاه جهان آبادی ازیں بحث بیرون اند و در لکھنؤ از سبب قرب تمام شاه جهان آبادیاں فصیح و غیر فصیح جمع شده اند و این شہر شاه جهان آباد شده است لکھنؤ نمانده است -

پوشیده نماند که در وقت سراج الدوله بعضی منصبداراں و چند نفر از نقالان که بہندی بھانڈ گویند و دو سه مغنی و دو سه کسبی و یکد و بھگتیه و دو سه نان باد و دوازده مرثیه خواں و یکد و سبزی فروش و نخود بریز بامید منافع از شاه جهان آباد به مرشد آباد رفته بود چرا که دراں وقت نخود بریز ہم بغیر ده ہزار روپیه از دہلی حرکت بمرشد آباد نه می کرد و در وقت نواب میرن که خود را بانکه میگرفت بانکه ها جمع شده بودند تمام مغل پوره و بادل پوره آنجا بود - این بانکه ها از بحث خارج اند ازینجهت که بانکه ها در ہر شہر می باشند خواه در دہلی خواه در بلادِ دکھن خواه در بلاد بنگاله خواه در شہر ہائے پنجاب ہمه را یک وضع و یک زبان

درخواب ہم نمی بینید۔ از کجا بینند کہ غلام قادر شفقی بعبارت را اسم با دیگر چیزہا بغارت بُرد و آفتاب اقبال شان را گرفتار ظلمت کرد۔ چون کمالِ ہر صاحب سلیقہ از قسم ایجاد و پوشاک و غیر آں در وقتِ توانگری ظاہر می شود و شاہ جہاں آبادیان در شہر خود بیشتر محتاج بنان شبینہ و کمتر نان میخورند بخلاف دہلویانِ لکھنؤ کہ صاحب جاہ و ثروت اند، درین حالت سلیقۂ دہلویان کہ در لکھنؤ مے باشند چگونہ زیادہ از سلیقۂ دہلویاں کہ در شاہ جہاں آباد اند نباشد۔ و قید فصاحت بولادتِ شخص در شاہ جہاں آباد برائے این ہم . . . .
ضروری نیست کہ ہر شہر را زبانے است مخصوص بآن شہر۔ ہر کس کہ در انجا متولد می شود بہ زبان آن شہر حرف میزند مثلاً لاہوری لہجۂ پنجاب بالفاظ آنجا ادا میکند و بنگالی الفاظ بنگالی بزبان دارد و ہم چنیں تبدیل کھنڈی مارواڑی و میواتی و دکھنی زبان ملک خود را خوب میدانند و درمیان افراد ہر صنفے ازینہا اصلا فرق کردہ نمی شود، مانند باشندگان لکھنؤ کہ از گفتگوئے خُرد و بزرگ ایشان اصالت پورب می بارد، خواہ تمام جملہ را بزبان پورب ادا کنند خواہ از صحبت شاہ جہان آبادیان بعضی الفاظ وطن شریف ترک نمایند۔ ہم چنین کلام باشندۂ ہر شہر دلالت کند بر مولد و موطن بخلاف باشندگان دہلی کہ بعضے راہ کابُل در تکلم نشان دہند و بعضی دروازۂ پنجاب بر روے سامع کشایند و بعضی مخاطب را از لہجۂ مرزاپور و جالنتھ تر سانند و حصۂ از بوئے گلاب بہ دماغ حاضران رسانند و بعضی بالفاظ روح پرور شربت جان بخش نصیب اہل سماعت سازند یعنی بزبانِ اُردو حرف زنند۔ درچنین مقام عقل راقم سراسیمہ است کہ زبانِ شاہ جہان آباد کدام زبان را بگویم، نمیدانم کابلی است یا لاہوری یا پوربی یا غیر آں، زیرا کہ ولادتِ ایں صاحباں کہ در شاہ جہان آباد بزبانہائے مختلف سخن می گویند در حضرت دہلی جلوۂ ظہور دارد۔ بہر حال بعد تامل بقدر

وبذله سنج و نقال و مطرب و قصه خوان درین شهر همه از دهلی آمده اند- کدام کس ازین مجمع است که عمارت بزرگان او را در لکهنؤ صد سال گزشته باشد- راقم هیچ عمارتے را که پنجاه سال هم پیش ازین تعمیر پذیرفته باشد و منسوب به شاهجهان آبادیی کننده ندیده ام- مگر کسانیکه در وقت خلد مکان جدا جدا یکے از بزرگان شان چندے در حکومت این ملک داشته و عمارتے برائے بودن خود و مسجدے و پلے و چاہے ساخته در اماکن کهنهٔ بزرگان خود می باشند- خدا داند اصل آن ها از کجا بوده- وازین گفتگو قباحتے بر نمی آید که بندهٔ خدائے بگوید که حاکم اله آباد و امرائے حضور شن به از حاکم شاهجهان آباد و امیران حضور او هستند- در وقتیکه بادشاه جمجاه هندوستان از سبب بعضی عوارض اله آباد را مستقر خلافت ساخته باشد و امرائے عالیقدر شن با مصاحبان و دمسازان فصیح و بلیغ خود نیز آنجا بروند و دیگر هر مرد صاحب کمال که افصح دهلی باشد نیز از سبب ضرورت اظهار فن خود پیش قدردان عازم آنشهر گردد تا اینکه احدے ازین قبیل آدمیان در انجا نماند سوائے بعضی گوشه نشینان توکل پیشه، و در قلعه شاه جهان آباد و تمام شهر امت گرو گوبند یعنی سکهان بدنهاد داخل شوند و جا بجا لهرا سنگه و کهنڈا سنگه و بهوکا سنگه گهنٹه و راج سنگه و حرمت سنگه ترکهان و بهاگ سنگه تروالہ مجلس آرا گردند، انصاف باید کرد که درچنین وقت اگر جمعی از باشندگان دهلی که در اله آباد مسکن اختیار کرده باشند بگویند که حالا این طرز گفتگو و وضع پوشاک و سر و د و ادائے محبوبان که درین شهر هست در شاه جهان آباد نیست کشتنی نمی شوند، چرا که ترجیح مرزا بدیع الزمان که از شاه جهان آباد به اله آباد رفته بر جهنڈا سنگه چوہڑه که از هیبت پوریٹی یا کادی یا چهیاں به دهلی رسیده است مانند روشنی آفتاب ثابت و محتاج دلیل نیست-

موجز اینکه آنچه دهلویان را در لکهنؤ در زیر سایهٔ عنایت جناب عالی میسر است در شاهجهان آباد

شاه جهان آباد است میتوان گفت که در شاه جهان آباد زبان باشندگان بنگلهٔ سید فیروز
ه از ساکنان کوچهٔ گهاسی رام است یا فلان فصیح دهلی که مثل خود نداشت حالا در لکهنو
می باشد دخانهٔ او فصاحت خانه ایست که در تمام شاهجهان آباد چنین خانه نیست
خانهٔ فصاحت خانه از آدم فصیح می شود نه اینکه خانه را بذاتِ خود ربطے با فصاحت
است. اگر ساکنان اهیٹهی و کاکوری در شاهجهان آباد از سبب نوکری سکونت
خواهند گزید آنها و اولاد آنها را پوربیه خواهند گفت و همچنین شاهجهان آبادیان
را در پورب دلی وال و باین دلیل هم که اهل پورب خود را در نجابت زیاده از
آنها گیرند مغائرت دهلویان پورب زا با پوربیان ثابت می شود پس باشندگان
لکهنو کسانے باشند که علم را عِلِم یا عِلیم بکسرِ عین ولام و یا بکسرِ عین و لام و یاء معروف
و میم گویند و عقل را عقِل بکسرِ قاف و طالب علم را طلب علِم بسکون لام و فتحهٔ باء و کسرهٔ
عین ولام و سکون میم، یا طالبے علم بر زبان دارند- و غرض ما از باشندگان لکهنو باشندگان
شاه جهان آباد اند که بعد از خرابی دار الخلافه در لکهنو مسکن اختیار کرده اند و از باشندگان
دهلی که آنها را اکثر از سکنهٔ لکهنو میدانیم باشندگان لاهورد کاکوری و امثر میر کلاه ستند-
درینصورت ترجیح ساکنان لکهنو بر ساکنان دهلی ثابت نشد بلکه ترجیح بعضی شاه
جهان آبادیان بر بعضی شاهجهان آبادیان- همین صاحبان که از سبب میسر شدن زرِ نقد
حسبِ دلخواه چند چیز دل پسند در لکهنو ایجاد نموده اند اگر در شاهجهان آباد می بودند
و زر بهم میرسید آنجا هم قوتِ ایجادی خود را ظاهر میکردند- و این گفتگوے ایشان که
سردی و بوشاکے و شوخی که زنان کسبیٔ لکهنو را از کارخانهٔ غیب عنایت شده است،
زنان شاه جهان آباد را نصیب نیست، بایمعنی است که هر قدر که زن و مردِ صاحبِ سلیقهٔ
شاهجهان آباد در لکهنو آمده اند در شاه جهان آباد نمانده اند و این سخن هرگز باعثِ بر
مذمت دار الخلافه نزدیک عقلاء نیست- ازین سبب که سپاهی و مصاحبِ بیتیه و لطیفه گو

لباس مندرس و دور از قبول خاطر ها باشد۔ فضل زبان و پوشاک و حرکات محبوبانِ
لکھنؤ بر کلام و لباس و اداہاے معشوقان دہلی واضح و مبرہن است، زیراکہ اہلِ لکھنؤ
خورش و پوشش و زبان و دیگر چیزہا از پدر و مادرِ خود یاد گرفتہ اند۔ پس درین چیزہا مثل
آنہا باشند و ہرچہ خود از قبیلِ نزاکتِ صدا و حُسنِ تکلم و حرکاتِ دلنشیں و قطعِ پوشاک ایجاد
نمودہ اند زیادہ از معلوماتِ بزرگانِ ایشان است مختصر اینکہ اینہا فصیح و بلیغ و لطیف تر
از اہلِ شاہجہان آباد اند۔ لیکن سہ قوی دلیل بر فضلِ دہلی موجود است۔ یکے آنکہ
صاحبانِ لکھنؤ گویند کہ سلیقۂ ما زیادہ از شاہجہان آبادیان است این نگویند کہ سلیقۂ
ما زیادہ از باشندگانِ بنگالہ است، و فصیح تر از اہلِ کلکتہ ایم۔ پس حُسنے در شاہجہان
آباد است کہ فصحاء شہرِ دیگر ترجیحِ کلام و وضعِ خود بر زبان و وضعِ آن شہر میجویند۔ دیگر
اینکہ ساکنانِ لکھنؤ را کہ اسلافِ شان نیز در اینجا گذشتہ اند صاحب سلیقہ ہاے لکھنؤ پوربی
نامند، از اینجا دریافت تواں کرد کہ با وصفِ تولد در لکھنؤ خود را دہلوی پندارند و سکنۂ
قدیم را پوربی۔ دیگر اینکہ اگر کسے پرسد کہ شما بذاتِ خود در لکھنؤ بوجود آمدہ اید یا وطن
شما ہمین است۔ خشم آلودہ در دنگاہ کنند و گویند کہ خدا نکند کہ ما متوطن اینجا باشیم شما
کدام چیز ما را از اینجا دریافتید کہ وطن ما را می پرسید، آیا لباسِ ما را لباسِ اہلِ پورب
میدانید یا طرزِ تکلم خلافِ شاہجہان آبادیان دیدہ اید۔ اگر کدام لفظ خارج از اردو
شنیدہ باشید بے تکلف بگوئید کہ بارِ دیگر بہ زبان نیاریم۔ درینصورت اگر طرفِ ثانی بگوید
کہ فلاں لفظِ شما از محاورۂ اردو بیرون است گویند کہ این لفظ را فلاں میر صاحب
کہ خانۂ ایشاں در شاہجہان آباد نزدیک درختِ بڑ شاہ بولا بود اکثر بر زبان داشتند
نہ اینکہ فلاں مغل کہ در نبیرہ یا منصور نگری بود استعمال میکرد۔ ازیں حالات بہ یقین پیوستہ کہ
در ہر شہر فصحاے آنجا تائید کلامِ خود از فصحاے دہلی میجویند۔ و ترجیح لکھنؤ بر دہلی در
زبان و سلیقہ ہماں ترجیح است کہ محلۂ تراہہ بیرم خان را بر کٹرۂ نیل کہ ہر دو در

یا بولی زہر بار می کنند و یک دو لقمہ کہ از دولت ایشاں بیروں آید حق سازگی نو لنیے یا قرم سا تے می شود برائے ہمیں ہندوستان خراب شد۔ ایسے کہاؤنے سے تو تو گو کہاؤنا بہتر۔
قول سید صاحب در باب خرابی ہندوستان انچہ سفر بایند مقرون بصدق است لیکن بے سلیقگی را سلیقہ نمی تواں ساخت۔ بالجملہ ایں حالات خلاف کسانے ہست کہ انچہ از قبیل حرف زدن و پوشاک و خوراک از پدر و مادر ضد اہل سلیقہ بنیند، ترک آن نمایند و پیروئی اشخاص صاحب سلیقہ شعار خود سازند و راہی بدرخانۂ امرا بہم رسانیدہ در خلوت و جلوت مصاحب و مساز شاں باشند۔ و ہر چہ از ایشاں در نظر اہل سلیقہ نیکو نماید ازاں اجتناب ورزند و مرہون احسان معترضان شوند۔
مختصر اینکہ چنیں کساں را مالک اُردو و صاحب زباں نامند و اینہا بانی مبانی ایں زباں باشند و دیگراں بمنزلۂ شاگرداں۔ درینصورت کسیکہ در حسن تکلم پیرو ایشاں شد خواہ ولادتش در دہلی اتفاق افتد خواہ در دیہی از پرگنۂ بندیل کھنڈ یا قصبۂ از قصبات پورب۔ لیکن اصلش شرط است کہ نجیب باشد یعنی پدر و مادرش از دہلی باشند و داخل فصحائے گشت۔ و چوں قوت ایجاد در طبیعت انسانی ودیعت نہادۂ دست قدرت کاملہ آست چنداں استبعاد ندارد کہ متاخراں در سلیقہ زیادہ از متقدماں شوند۔ و چیزیراکہ در وقت قدیماں ایجاد شود صاحب شعوران زمانۂ جدید آنرا بہ ازاں رونق دہند۔ چنانچہ اکثر چیزہا از قسم عمارت و پوشاک خوبتر از اسلاف است۔ وہمچنیں در ترجیح خط میر عماد و آغا رشید بر خط میر علی کسے را مجال گفتگو نیست و دریں ہم شک نیست کہ گردن متاخراں از بار احسان متقدماں خم است، زیراکہ ہر کہ اول است اُستاد و موجد گفتہ شود و ہر کہ ثانی است پیرو و رونق دہندۂ چیزہائے ایجادی او۔ پس چنانکہ کمال موجد جدید زیادہ از کمال موجد قدیم ثابت است۔ و در جنب چیز نو چیز کہنہ ماند

وشوہر عمہ وصف وطن شریف و باشندگان آنجا در شجاعت و سخاوت و مسافر پروری
و آقا پرستی و پشاوری و با ہر بزرگ درافتادن و جاہلانہ و بے ادبانہ رد برے او حرف
زدن و از فرطِ غرورِ شجاعت سخن کسی را گوش نہ کردن و متوجہ تصحیح الفاظ نگردیدن
و معترض را شمشیر نشان دادن و وضع عیاشان شہر زا از قبیل آرائش بدن بر رخت
باریک مشتمل بر گوٹہ و کناری مذموم پنداشتن و در بندشِ دستار و رفتار و گفتار پیروی
اسلاف کردن و تقلید خوش لباسانِ پایۂ تخت را باعث انحراف از طریق نجابت
انگاشتن می شنوند۔ و خود را در ہر چیز مشابہ بجد و پدر میخواہند۔ و ازیں کہ کسے بگوید کہ
فلانے در صحبتِ شاہجہاں آبادیاں حرف زدن و راہ رفتن و دستار پیچیدن را بر وضع
بزرگانِ خود فراموش کردہ است و شما الحمد للہ کہ یک لفظ ازیں شہر بر زبان ندارید بسیار
خوش می شوند۔ و مصاحبت امرا و خدمتِ سرکار شان عیب کلی پنداشتہ فوجداری رہتک
و گوہانہ و بڈھانہ واندری و کرٹھام و انبالہ و ہانسی و حصار و ہوڈل و پلول و غیرآں
بگیرند۔ و در انجا اہل مغل پورہ کسانے را کہ آبائے شان از لاہور و پشاور و کابل
و غزنی و بلخ و بخارا و سمرقند برآمدہ اند و خود شان کلاہِ پشاوری کج بر سر گذاشتہ و بحشم
را باں پوشیدہ راہ روند و برادر را بھائی صاحب یا بھیّا و بھائی جان گفتن عیب پنداشتہ
از آکا گفتن دست بر ندارند جمع کنند۔ و صاحبان بارہہ آدم شاہ جہاں آبادی را بیوفا و
نامرد و زنانہ پنداشتہ میراں پور و مورنہ و کھتورہ و جانسٹھ و نگرولی و بدولی را در پرگنہ
آباد کنند و نان خمیری و زردک در گوشت گاؤ باسی نغز بخورند و قریب دو صد حصہ برائے
دیگر برادراں نیز فرستند۔ ہر بخش مشتمل بر یک پیالہ پُر از دال ماش سیاہ و غیر مقشر کہ یک من
ہندی آں نیم سیر روغن داشتہ باشد با لحم البقر ہمیں کیفیت و دو نان خمیری کہ نیم سیر در
وزن باشد۔ و بعد تناول کردن طعام و شستن دست امیران دہلی را عیب کنند و بگویند
کہ امرائے ہندوستان بر نیم سیر پلاؤ و بنت روپیہ صرف می نمایند و تنہا در خلوت با بیگم یا خانم

اہل لکھنؤ مساوی آید و ہرگاہ ایں مقدمہ ہم بوقوع انجامد و بہ ثبوت رسد ممکن است
کہ فصاحت نواب عماد الملک با فصاحت جناب عالی سنجیدہ شود۔ چوں تساوی
گفتگوے قاصد مذکور با گفتگوے نواب عماد الملک باطل است۔ و بہمیں قیاس
مساوات شاہ جہان آبادیان با اُردو وانان لکھنؤ باطل۔ پس ہمچنیں برابر شدن
نواب ممدوح با حضرت پیر و مرشد من در خوش بیانی بدلیل قطعی بدیہی البطلان است
ہر کہ را دریں مقام گمان خوشامد باشد یکبار رسیدن او در حضور عالی علی الخصوص
در ایام ہولی شرط است تا ببیند کہ راجہ اندر در پریان خوشتر مینماید یا ولی نعمت
در مجمع حور نژادان، و گوہر از نیسان می بارد یا از زبان آنجناب۔

و اینکہ اول مدح شاہجہان آباد کردہ ام و درینمقام مذمت، سخنے است بس
باریک کہ باریک طبعان دریں راہ در چاہِ شبہہ می غلطند و نمی دانند کہ ایں رنگ و
بوے رباعیں ہمہ از بہارستان شاہجہان آباد است و ایں ترجیح نہ ترجیح آب و ہوا
و سرزمین لکھنؤ بر آب و ہوا و سرزمین دہلی مقصود من بودہ است بلکہ تنبیہ کسانے است
کہ از راہِ حماقت فصاحت و بلاغت را مقید کردہ اند بتولد شخص در شاہ جہان آباد
و نمیدانند کہ منبع فصاحت و معدن بلاغت کہ زبانِ شان مشہور بہ اُردو است سوائے
بادشاہِ ہندوستان کہ تاج فصاحت بر سر او میزیبد، چند امیر و مصاحبان شان و چند
زن قابل از قسم بیگم و خانم و کسبی ہستند، ہر لفظے کہ درینہا استعمال یافت زبان اُردو
شد نہ اینکہ ہر کس کہ در شاہ جہان آباد می باشد ہر چہ گفتگو کند معتبر باشد۔ اگر چنیں
باشد ساکنان مغل پورہ چہ تقصیر کردہ اند کہ زبان ایشان معیوب و خلاف اُردو شمردہ
شود۔ یا فرزندان سادات بارہہ کہ در دار الخلافت بباشند از کجا کہ گفتگوے آنہا
سند نباشد و ایں معما بہ آسانی حل میتوان کرد یعنی اہل مغل پورہ و سادات بارہہ با وصف
تولد در دہلی صاحب اُردو نیستند چرا کہ از زبان پدر و مادر و عم و خال و شوہر خالہ

یکے وتاءِ ہندی ویاءِ مجہول وکاف ساکن بمعنی پیشانی برزمیں گذاشتہ۔ جو تر اٹھائی نکیار گرت ہیں، با جیم فارسی مضموم با واوِ غیر ملفوظ وتاء وراء و الف و الف مضموم با واوِ غیر ملفوظ وتاءِ ہندی با ہاءِ یکے شدہ و الف ویاءِ مکسور بمعنی سُر زمین برداشتہ۔ ونون مفتوح وکاف ساکن ومکسور ہم میتوان خواند ویاء و الف و راء وگاف وراء ہرسہ مفتوح وتاء ساکن وہاء مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ بمعنی بینی برزمیں می سایند۔ اُلکاں تو اہر تہر لاگ ہے، باالف مضموم وواوِ غیر ملفوظ ونون ساکن وکاف والف ونون غنہ وتاء وواوِ مجہول والف وہاء و ہر دو مفتوح وراء ساکن وتہر با تاء بروزن اہر ولام والف وگاف مکسور و یاء ساکن بمعنی اوشاں را حالت نزع بہم رسیدہ است۔ جوپی و داربدی ہوسے تو دیکھ آؤ ہو، با جیم وواوِ مجہول وباءِ فارسی مفتوح ویاء ساکن ودال مکسور ودال مفتوح والف وراء ساکن وباء مفتوح ودال مکسور ویاءِ معروف وہاء و واوِ مجہول ویاءِ مکسور مبدل با ہمزہ در تلفظ وتاء وواوِ مجہول با واو ساکن فتحۂ تاء ودال مکسور ویاءِ مجہول وکاف مکسور با ہاء یکے گشتہ والف ممدودہ وواو مفتوح وہاءِ مفتوح وواو ساکن باینمعنی کہ اگر مشتاق دیدار ہستند دیدہ بیایند۔ سوگات سسری اوہیں ٹیک میں تو بھاگ ٹھار بھا، باسین مفتوح وواو ساکن وکاف والف وتاء وسین مفتوح وسین مضموم وراء ویاءِ مضموم والف مضموم با واوِ غیر ملفوظ وہاء ویاءِ مجہول ونون غنہ وباءِ فارسی مفتوح وتاءِ ہندی مفتوح وکاف ساکن ومیم مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ وتاء وواوِ مجہول وباء با ہاء یکے شدہ والف بمعنی این کہ من خود سوغات بے پیر را برزمیں زدہ گریختم۔

ہرگاہ این گفتگو ہاے سامعہ خراش کہ سوہان روح است بکلام فصحاء برابر باشد می تواند شد کہ لباس وزبانِ باشندگان دہلی با پوشاک وگویائی

باواو یکے شدہ وتاء ہندی باہاء یکے شدہ مفتوح وتاء بمعنی اُٹھتی ہیں بزبان
اُردو۔ بیٹھت ہم براو ٹھت خیال باید کرد۔ دونکوں ہاں بادال وواو
مجہول وہمزہ وواو معروف وکاف مفتوح ونون ساکن وواو مفتوح و
نون ساکن ومیم والف ونون غنہ بمعنی درہر دو گوش۔ انگری الف مفتوح با
نون یکے شدہ وگاف مضموم وراء ویاء معروف بمعنی انگشت۔ دیکے بمعنی دادہ
کتابت آں بادال مفتوح ویاء ساکن وکاف مفتوح ویاء ساکن بمعنی دیگر یعنے
دادہ۔ بدری تن چھوت۔ باباء ودال ساکن وراء مفتوح ویاء ساکن وتاء
مفتوح ونون ساکن ومفتوح ہم مضائقہ ندارد وجیم فارسی بکسور وتاء ساکن
بمعنی بسوے ابر دیدہ۔ برداس کھبیات باباء مفتوح وراء ساکن ودال مفتوح
وسین ساکن والف ساقط شود درمیان دال وسین در تلفظ وباء بکسور باہاء
یکے شدہ مقدم برباء بکسور باہاء یکے گشتہ ویاء والف وتاء بمعنی مثل گاؤ صدا
سید ہند۔ کوکرنا نہیں چھپات ہیں، باکاف وواو معروف وکاف مفتوح وراء
ونون والف ونون غنہ وہاء ویاء معروف ونون غنہ وجیم فارسی بکسور مقدم
بر جیم فارسی بکسور ویاء والف وتاء وہاء مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ بمعنی مثل
سنگ مینحر وشند صیغہ جمع براے تعظیم است۔ پٹوا مسوس باباء فارسی بکسور وتاء
ہندی ساکن وواو والف ومیم مفتوح وسین وواو مجہول وسین بمعنی شکم مالیدہ
دو دو ہتھول بیہ بل دیکے، بادال وواو مجہول وہمزہ وواو معروف وہاء روتاء باہاء
یکے شدہ مفتوح وواو مفتوح ونون ساکن وباء فارسی مفتوح ویاء ساکن وباء
مفتوح ولام ساکن ودال مفتوح ویاء ساکن وکاف مفتوح ویاء ساکن بمعنی بزہر
دو دست زور آوردہ۔ للاٹ بھویں ہے ٹیک، بکسر لام ولام والف وتاء ہندی و
باء مضموم باہاء یکے شدہ وواو بال ہر دو یکے شود ویاء ساکن ونون غنہ وہاء ویاء

کہ دعوے اثبات ترجیح زبان دہلی بر زبان لکھنؤ و پوشاکِ آنہا بر پوشاک اینہا باشد بباید این گو و این میدان۔ و اگر این است کہ دعوائے بے دلیل دارد پس کلامش مانا بکلام سیّد بزرگ دہری مذہبے است کہ بابلائے در افتادہ بود۔ چوں در حالت قہر یکے از دوستاں پرسید کہ میر صاحب این ہمہ قہر بر کیست فرمود کہ قبلہ خیر است این مردکہ صاحب نماز و روزہ را ببنید کہ چہ قدر حوصلہ پیدا کردہ است کہ با ما مردم کہ از ابتدائے عمر الیٰ یومنا ہذا خدائے این قوم را سجدہ نکردہ ایم مباحثہ میکند۔ و دیگر اینکہ ہر کس بزعم خود پسندیدۂ خود را بہ از پسندیدۂ دیگرے می داند و از راہ نادانی بعیب خود را نمیرسد، مثل قاصد اجوّدہ دار باشندۂ دیہی از کدام قصبۂ پورب کہ کتابتِ دوستے برائے شخصی با سوغاتے بردہ بود بحسب اتفاق آں بزرگ از دوستہ روز بخار خفیفے ہم داشت بوقت رسیدن قاصد در مسجد اذان گفت و نماز را گزارد مردکہ این حال را دیدہ گریخت و نزد صاحبِ کتابت آمدہ ظاہر نمود کہ

پُن ویتو صاحب، بنائے کے بِحال ہیں کھن اُٹھت کھن بیٹھت کھن دوُو کنوں مان انگر ہی دیکے بدری تن چتوت بر داس بھبھیات کو کرنا ہین چھپات ہیں۔ کھن بٹوا مسوس ددُ ہتھوں پے بَل دیکے لاٹ بھویں ہے بیٹھک چوترا اُٹھائے نکیار گرت ہیں۔ اُنکاں تو اہر تہر لاگ ہے، جو ہیے وہ دار بدی ہوے تو دیکھ آدُ ہو سوگات سُسری اُنھیں ٹپاک ہیں تو بھاگ ٹھار بھا۔

شرح این باید شنید۔ پُن با بائے فارسی مضموم و نون ساکن لفظے است در پورب بجائے اجی در اُردو۔ ویتو با واوٌ مفتوح و یائے ساکن و تائے و واوٌ مجہول بمعنی اوشاں۔ بنائے کے بجائے بنا کے بمعنی بسیار۔ بحال بکسر بائے بمعنی زار بیمار۔ کھن با کاف مفتوح با ہائے یکے شدہ و نون ساکن بمعنی گا ہے۔ اُٹھت بضمہ الف

وسکون واؤ و فتحۂ راء و ہمزۂ مکسور و یاء معروف بمعنی دیگرے۔ حتو بمعنی بود، کتابت آں با حاء مفتوح و تاء و واؤ مجہول۔ جو آیو با واؤ مجہول بمعنی جو آیا۔ حتو ہماں کہ گذشت۔ یو با واؤ مجہول ہماں بمعنی او۔ جانت کہا حتو بمعنی جانتا کیا تھا کہ۔ آپ کو حتو ہیں کو با واو مجہول بمعنی کہ استفہاماً۔ حتو با حاء مفتوح و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ۔ ہیں با ہاء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ بمعنی ہستند کنور جو با کاف مضموم با نون یکے شدہ و واؤ مفتوح و راء ساکن و جیم و واؤ معروف خطاب سرداری بجاے نواب صاحب و خاں صاحب۔ تھاری بکسر تاء و ہاء و الف و راء و یاء معروف بجاے تمھاری۔ اورئی با الف مفتوح و واؤ ساکن و راء مفتوح و ہمزہ و یاء معروف ہماں بمعنی اورہی با ہاء و یاء معروف باشد۔ اپنو با واو مجہول در آخر بمعنے اپنا۔ ککا بفتحۂ ہر دو کاف بمعنی عم و بزرگ جانت ہیں بمعنی میدانند۔ عربّی بتشدید باء ہماں عربی بزبان دہاقین برج۔ تمسو با تاء مضموم و میم ساکن و سین و واؤ مجہول بمعنی مثل شما کہ در اُرد و تم سا گویند بڈّیا ندھاں بمعنے فاضل۔ کو عو بمعنی ہیچ کس بجاے کوئی۔ نانہیں بجاے نہیں بمعنی نیست کہی بمعنی گفتند۔ ہم جانی با میم مفتوح بعد ہاء مفتوح بمعنے دانستیم۔ جو نتو آعو کو حتوں ہوں با حاء و واؤ مجہول و نون غنہ و تاء و واؤ مجہول و الف ممدودہ و عین و واؤ معروف و کاف و واؤ مجہول و ہاء مفتوح و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ، ہوں با ہا و یاء معروف و نون غنہ، تمام عبارت بمعنے من خود باشندۂ آؤ ہستم۔ عین در آعو از جہت خندۂ بسیار از گلویش برمی آید و الّا ایں ہم مثل حاء در ہندی نیست۔ پورعان بمعنی پوریاں کہ از آرد سفید در روغن بریاں میکنند۔ سہجنا نام درختے۔ عچار بمعنی آچار۔ مانگت ہو بمعنی میخواہید سخن راست تا کجا می پوشیدم آنچہ حق بود در اظہار آں بے اختیار بودم کسے را

تقریر خدمتگار بادام سنگھ باشا گرد خاں صاحب

ہمبے صاحب! ایحیں ایحیں خحیں خحیں قحیں قحیں کھُونہ کھُونہ کھُواُو کھُواُو
کیخبیں کاہے دیت ہو- بادنا بُو اورئی حتو جو آیو حتو بو جانت کہا حتو
کہ آپ کو حتو ہیں کنور جو تہاری اورئی بات ہے- ٹھاکر بادام سنگھ آپ کو
اینو کا جانت ہیں- تہاری کہا کہیے، عربی پارسی جانت ہو- مہاراج
تم بوبڈیا ہدھان کو عونا ہیں اور جو آپ نے کہی سو ہم جانی حوں تو
آعو کو حتو ہوں پورحاں اور سمجھنے کو عجار مانگت ہو-

شرح آں- ہمبے صاحب بمعنی ہاں صاحب کتابت آں باہاء مفتوح و میم ساکن و باء مفتوح و یاء ساکن- ایحیں بکسر الف و یاء مجہول و حاء مکسور و یاء مجہول و نون غنہ کلمہ ایست کہ ہیچ معنی وارد و غیر ازیں کہ آواز خندۂ باشندگان زمین برج باشد- ہر چند کہ حاء در زبان برج نیست لیکن در حالت خندہ ایں لفظ از حنجرۂ ساکنان برج با حاء برمی آید و چوں خندہ ترقی کند ایحیں خحیں می شود و چوں ازیں ہم درمیگذرد قحیں می شود- و ایں ہر سہ لفظ یعنی ایحیں، خحیں قحیں در حرکت و سکون مثل یکدیگر اند و در حروف نیز مانا- مگر بیک حرف تفاوت از ہم دیگر دارند یعنی حرف اول یکے ہمزہ است و حرف اول دیگرے خاء و حرف اول لفظ ثالث قاف است- کھُونہ کاف باہاء یکے شدہ و واو معروف و نون غنہ وہاء آواز تنزل خندہ- و کھُواُو با کاف متحد باہاء و واو والف و واو آواز تا می خندۂ فرقۂ مذکور- کیخبیں با کاف مفتوح و نون غنہ و جیم فارسی مفتوح و باء و یاء مجہول و نون غنہ بمعنے طعنہ ہا- وکاہے بمعنی چرا- دیت ہو با دال مکسور و یاء مجہول و تاء ساکن و ہاء و واو مجہول بمعنی مید ہید- بادنا با باء والف و کسرۂ دال و نون والف بمعنی آں روز- بُو باباء و واؤ مجہول بمعنی او- اورئی بافتحہ الف

اس رئیس الاشقیا باد ام سنگھ نے آپ کو کیا قرار دیا ہے کہ رؤس وغطارفہ کے ساتھ دَم تساوی مارتا ہے اور عواقب امور سے بے اندیشہ محض ہوکے طوالتِ تقاریر سے صماخ سامعین پریشان کرتا ہے۔ زمانے کا حال علےٰ انحاءِ شتےٰ ہے یہ بات کچھ عقل سلیم اور ذہن مستقیم کے نزدیک استحسان نہیں رکھتی۔ غایۃ مانی الباب یہ کہ سفہاء دہاقین کے اذہانِ قاصرہ میں مرتسم ہو کہ یہ شخص اکفاد اماثل میں بڑا طلیق ذلیق اور لوزعی المعی لاایکل لسانہ فی الکلام ہے۔ وفرض وسلم کہ کوئی اُسکے مزخرفات پر فرط اخلاق سے راد نہ ہو تو پھر بھی اُسکی مساوات اُن اشخاصِ منیع القدر کے ساتھ ماموئی کے زاویتین کے طرح ساقین کی تساوی کے سبب ثابت نہ ہو سکے گی۔

شرح کلام شاگرد تفضل حسین خاں علامہ۔ رئیس الاشقیا، سردار بدبختاں۔ رؤس وغطارفہ ہردو بمعنی سرداراں۔ عواقب اُمور یعنی انجام کارہا۔ طوالت تقاریر یعنی درازی گفتگوہا۔ صماخ سامعین، پردۂ گوش سامعاں۔ انحاء شتےٰ، اقسام بسیار۔ غایۃ مانی الباب بمعنی منتہائے مقصود۔ سفہائے دہاقین کم قدرانِ دہقان وضع۔ اذہان قاصرہ، ذہن ہائے کوتاہ۔ مرتسم، منقوش۔ اکفاد اماثل، ہم چشماں۔ طلیق وذلیق بمعنی تیز زبان خوش بیان۔ لوذعی المعی، تیز رائے لاایکل لسانہ فی الکلام، یعنی عاجز نمی شود زبان او در کلام۔ لو فرض وسلم یعنے اگر فرض کردہ شود وتسلیم نمودہ آید۔ مزخرفات، سخنان بیہودہ۔ راد بمعنی ردکنندہ منیع القدر، بلند مرتبہ۔ ماموئی نام شکلے است در علم ہندسہ کہ دراں بُرہان ثابت شدہ کہ ہر مثلثی یعنی ہر شکل سہ خطی کہ دو ساق او برابر باشند یعنی چنانکہ مقدمہ مذکور یقینی است مثل ایں مقدمہ برابر شدن باد ام سنگھ با سردارانِ عالیشان یقینی نمی تواند شد۔

یغدے کو اُغت کغ لکھنے سے جب یاغ نے جغو ادکھغایا
تب چھپ کے لشکغِ انسانی نام اپنا محمدؐ غسکھوایا
دغیغ ہے وصف اُس گیسو کا ابغوکو ہغاغ نہ کیونکہ کہون
مازاغ کا سُغما غغش پہ جا آنکھوں میں زدوغ ہے کھنوایا
آدغ کوئی بندہ خدا کا یہ سہ حغفی یغہ غہا ہے۔

نظم

اغغف اغاہ کو تو واحد جان
ب بدی کا تو نہ غادغ ہیں دھیان
ت توئی اوغ منی سے تو گذغ غ
ث ثباتِ قدمی اغغئے جان
ج جی دوست پہ کغ دغ سے نثار
ح حیا کو سمجھ جیوں ایمان
خ خغدیغ نہ ہوا اتنا نادان
داغ داداغ کو بھی ٹک پہچان
ذاغ ذلت ہے یغنی خواہش میں
غے غب اپنے کو نہ بھول اب اک آن
غہ زمانے میں غہ جوں شیر و شکغ
سین سب غنی ہیں خوغشید کی شان
شین شکغ اپنے خدا کا کیجئے
صاد صوغت کو نہ پوچ اے نادل

ضاد ضد خشم و جاہ ہے فقغ
طوئے طاغب ہے خدا کا انسان
ظوئے ظاغم کو نہ کہیے اچھا
عین۔ عاغم ہے خدا کی بُرہان
غین۔ غنچے کی طغح تنگ نہ غہ
ف۔ فدا یاغ پہ کیجئے سو جان
قاف۔ قدغت سے خدا کی معموغ
کاف۔ کغنے سے مشکغ آسان
غام۔ غازم ہے عبادت حق کی
میم۔ مغنا ہے مغی جان نسدان
نون۔ نادان سے نہ کیجیے یاغی
واو۔ واجب ہے سمجھو ل یغ احسان
ہے۔ ہدایت کی کغو جستجو
ی۔ یقیں تیرا ہے غمغغ مغی جان

گفتگوے شاگرد تفضل حسین خاں علامہ با خدمتگار باداما سنگھ۔

بیٹھ کغ اُسکو بلایا اوغ ناچ شغوع ہُوا تھاں ہغ ایک طغف ناچتے ناچتے سین بناسکے غوبغو آکغ بیٹھ گیا۔ ہغ ایک نے پیسے ڈب میں سے نکاغ کغ دینے شغوع کیے۔ مثغاً چاغ فغوس جو تم نے دیے تو پانچ فغوس میں نے بھی دیے۔ اسی طغح سے ایک پھیغے میں باغہ ٹکے بغکہ پندغہ ٹکے کماغیے اوغ بیٹھے بیٹھے اُسی عاغم کے بیچ دُو ٹکے تمنے ڈب سے نکاغے تو تین ٹکے میں نے بھی نکاغے، اوغ کسی یاغ نے چھ پیسے کسی یاغ نے تین پیسے آٹھ نُو ٹکے کی تغشکغی، دمغی ٹکے کی پاؤ سیغ کے حساب سے غیکے آدھی اُس غونڈے کو حواغے کی اوغ آدھی میں ٹکغا ٹکغا سب یاروں نے کھایا اوغ کسی آبِ غواں کے کناغے دغخت کی ڈاغی میں جھوغا جو پڑا ہُوا ہے تو وہاں دو چاغ پغیزاد کھڑے ہیں ایک طغف کوئی صاحب کماغ غزغ ایسی ہی کھڑا بغھتا ہے کہ جسکے ہغ ایک مصغعے سے مغفغت یغی ٹپکتی ہے ایک غزغ کے دُو شغغ تو بندے کو بھی یاد ہیں۔

بیٹھ کر اُسکو بلایا اور ناچ شروع ہوا، تھاں ہر ایک طرف ناچتے ناچتے سین بنا کے روبرو آکر بیٹھ گیا۔ ہر ایک نے ڈب میں سے پیسے نکال کر دینے شروع کیے۔ مثلاً چار فلوس جو تم نے دیے تو پانچ فلوس میں نے بھی دیے۔ اسی طرح سے ایک پھیرے بارہ ٹکے بلکہ پندرہ ٹکے کما لیے اور بیٹھے بیٹھے اُسی عالم کے بیچ دُو ٹکے تمنے ڈب میں سے نکالے تو تین ٹکے میں نے بھی نکالے اور کسی یار نے چھ پیسے، کسی یار نے تین پیسے، آٹھ نو ٹکے کی تلشکری دمڑی ٹکے کی پاؤ سیر کے حساب لیکے، آدھی اُس لونڈے کو حوالے کی اور آدھی میں ٹکڑا ٹکڑا سب یاروں نے کھایا۔ اور کسی آبِ رواں کے کنارے درخت کی ڈالی میں جھولا جو پڑا ہوا ہے تو وہاں بھی دو چار پریزاد کھڑے ہیں۔ ایک طرف کوئی صاحب کمال غزل ایسی ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جسکے ہر ایک مصرعے سے معرفت پڑی ٹپکتی ہے۔ ایک غزل کے دو شعر تو بندے کو بھی یاد ہیں —

مجھکو ایک غنڈی دیکھ کے کہنے لگی غاغا جی تم کہاں سے تشغیف غائے ہو۔ میں نے کہا جھوٹی کی ماں کی ...... سے، کہنے لگی تم قغعی گغ ہو، میں نے کہا کہ تم بھی اپنی دیغ کو دغست کغو اغو، قیں قیں تیں قیں قیں قیں۔ اوغ ایک زمانہ وہ تھا کہ بی کھما بائی اوغ بی چمپی بائی تھیں، گغ اناغ جو غا ہے تو سبز انگیا، اوغ سبز جو غا ہے تو گغ اناغ انگیا، اوغ ٹانگوں میں بھی تنگ، ازاغ کمخاب کی ایسی کہ چاغ گھغے میں کھینچو تو کھنچے، اوغ نیچے ہٹے۔ اوغ ناک میں نتھ، اوغ کنٹی میں گغے، پغ تمّا خوبصوغت سا یا قوت کا یا ہیغے کا یا زمغد کا اوغ بہاغ دے غہا ہے۔ اوغ اس حسن و جماغ پغ ناغے شغم کے سغ اُٹھا کے ندیکھنا اوغ بوغنا بھی تو معقوغی بوغنا، اوغ مندغ طنبوغے بغیغ کبھی نہ گانا۔ اوغ خوندے بھی ایسے کتھک کے، کہ جنکو دیکھ کے بغی بھی بھچک غہجائے۔ ساغے سغ میں باغ کسی کے گغے میں فاختائی جوغا اوغ کسی کے گغے میں طوطئی اوغ کسی کے گغے میں غاغ۔ قطب صاحب کی امغیوں تغے چھاؤں تغے دنٗس یاغ نے جہاں

مجھکو ایک رنڈی دیکھ کے کہنے لگی۔ "لالا جی، تم کہاں سے تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ جھوٹے کی ماں کی .... سے" کہنے لگی "تم قلعی گر ہو" میں نے کہا کہ "تم بھی اپنی دیگ درست کروالو۔" قیں، قیں قیں قیں قیں قیں !!۔ اور ایک زمانہ وہ تھا کہ بی کھما بائی اور بی چمپی بائی تھیں، گلِ انار جوڑا ہے تو سبز انگیا اور سبز جوڑا ہے تو گلِ انار انگیا، اور ٹانگوں میں تنگ ازار کمخاب کی ایسی، کہ چار گھنٹے میں کھینچو تو کھنچے اور نیچے ہٹے۔ اور ناک میں نتھ اور کنٹی گلے میں تمہ خوبصورت سا یاقوت کا یا ہیرے کا یا زمرد کا اوری بہار دے رہا ہے۔ اور اس حُسن و جمال پر مارے شرم کے سر اُٹھا کے نہ دیکھنا اور بولنا بھی تو معقولی بولنا اور مندل طنبورے بغیر کبھی نہ گانا۔ اور [illegible] بھی ایسے کتھک کے کہ جنکو دیکھکے پری بھی بھچک رہ جائے۔ سارے سر میں بال، کسی کے گلے میں فاختائی جوڑا کسی کے گلے میں طوطئی، اور کسی کے گلے میں لال۔ قطب صاحب کی اِملیوں کی چھاؤں تلے جہاں دنٗس

ڈھیغے، اوغ جوتا بھی بغجودانی داغ، غاحوغ وغاقوت اغابغاہ - اوغ
غنڈیاں بھی ٹپے کے سوا گانے سے غبط نہیں غکھتیں ہیں - چیغے واغایاغ
میغادے میہی واغایاغ میغادے ناجاوے محغم ناجا کبھی تو ساڈغی ماں گغادے -
اوغ جاغی کی کغتی اوغ گاچ کی انگیا اوغ دوپٹہ بھی گاچ کا اوغ پیغو
بھی کھغا ہوا اوغ پائجامہ بھی بے قغینے ڈھیغے پائنچے اوغ ازاغ بند
کا ڈوغ بھتی بلا اوغ ناچنے میں سطغق نہ بتانا نہ سین نہ بین اوغ نہ گاتے
گاتے سامنے آکے دامن پساغ کے بیٹھنا ایسی پھوہغ بے سغیقہ سب کی سب
کہ دو کوغی کے بیغ انکے ہاتھ سے کھانے کو جی نہیں چاہتا - اوغ جب مزے
میں آوینگی تب ٹھمغی گاوینگی اوغ ٹھمغی بھی ایسی بغی کہ نعوذ باللہ بغا سکے
کیا معنے - میغی گغی پہ پیغ یا ہو ہتھیا چغھ کے آیو پیا موغا غوک جانیں سغداغ
آیو ہو - اوغ اس پھوہغ پنے پغ آپ کو گغم بھی جانتی ہیں اوغ ہغ
ایک بغے آدمی سے ٹھٹھا کغنے کو مستعد ہو جاتی ہیں اوغ پھبتی بھی کہتی ہیں

ڈھیلے اور جوتا بھی بڑ چودانی دار - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - اور رنڈیاں بھی ٹپے کے سوا گانے سے ربط ہی
نہیں رکھتی ہیں - چیرے والا یار میلا مے میںے والا یار میلانے ناجاوے محرم ناجا کبھی تو ساڈلی ماں گرا دے -
اور جالی کی کرتی اور گاچ کی انگیا اور دوپٹا بھی گاچ کا اور پیڑو بھی کھلا ہوا اور پائجامہ بھی بے قرینے ڈھیلے
پائنچے اور ازاربند کا ڈول بھی ایسا کہ بہتی بلا - اور ناچنے میں سطلق نہ بتانا نہ سین نہ بین، اور نہ گاتے گاتے
سامنے آکے دامن پسار کے بیٹھنا - ایسی پھوہڑ بے سلیقہ سب کی سب کہ دو کوڑی کے بیر انکے ہاتھ سے
کھانے کو جی نہیں چاہتا - اور جب مزے میں آوینگی تب ٹھمری گاوینگی ، اور ٹھمری بھی ایسی بری کہ نعوذ باللہ
اسکے کیا معنے - میری گلی پہ پھیر یا ہو ہتھیا چڑھ کے آیو پیا مورا لوگ جانیں سردار آیو -
اور اس پھوہڑ پنے پر آپ کو گرم بھی جانتی ہیں - اور ہر ایک بھلے آدمی سے ٹھٹھا
کرنے کو مستعد ہو جاتی ہیں ، اور پھبتی بھی کہتی ہیں -

یہاں سے ہے کے پیسے دوغی کہار غو

اوغ نچوغی انگیا اوغ نگوغی انگیا اوغ مغوغی انگیا۔ اوغ معذ ہو کے یون کہئے

کہیں ایسا نہ ہو کمبخت میں ماغی جاوں

اوغ ایک کتاب بنائی ہے اُس مین غنڈیوں کی بوغی نکھی ہے۔ اوپغ واغیاں چیفیں، اوپغ واغا چاند، اُجغی دھوبن، اندغ واغا دغ، اوغ سہ گانہ دوگانہ یگانہ زناخی اغایچی دوست۔ اوغ میغے میں جانے کا کونسا غطف ہے، کس واسطے کہ غکھنؤ کے گانے واغے بھی غونڈے یا غنڈیاں ہیں۔ اگغ غونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھغوے سوغی کے بنائے ہوئے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگغا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں پغی۔ عجب طغح کے بوغ کہ فہم میں نہیں آتے۔ گذا غادم کسی طغح ہو جاندا یاغ سمہاغ پیغ دھغنا و غیغی صحغا مجنوں دا۔ اوغ کپغے بھی دیکھو تو نئی طغح کے، سغ مین بیغیاں رکھے ہوئے اوغ چوغی بھی انگغکھے کی چوتغوں کے اوپغ، اوغ ازاغ کے پانچے بھی

یہاں سے ہے کے پیسے ڈولی کہارو

اور نچولی انگیا اور نگوڑی انگیا اور مروڑی انگیا۔ اور مرد ہو کے یوں کہے ع، کہیں ایسا نہو کمبخت میں ماری جاؤں اور ایک کتاب بنائی ہے، اُس میں رنڈیوں کی بولی لکھی ہے۔ اوپر والیاں، چیلیں۔ اوپر والا، چاند۔ اُجلی، دھوبن۔ اندروالا، دل۔ اور سہ گانا، دوگانا، یگانا، زنانی، الایچی (یعنی) دوست۔ اور میلے میں جانے کا کون لطف ہے۔ کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانیوالے بھی لونڈے یا رنڈیاں ہیں۔ اگر لونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھڑوے شورے کے بنائے ہوئے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگلا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں پڑی۔ عجب طرح کے بول کہ فہم میں نہیں آتے۔

گدا لا دم دا دے کسی طرح ہو جاندا یار سمہال پیر و ھر دنا و لیلے مجنوں دا

اور کپڑے بھی دیکھو تو نئی طرح کے۔ سر میں بیریاں رکھے ہوئے، اور چولی انگرکھے کی چوتڑوں کے اوپر اور ازار کے پانچے بھی

قصّا کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دغیذیغ نام غکھا ہے۔ غنڈیوں کی بوغی اُس میں باندھی ہے۔ میغ حسن پغ زہغ کھایا ہے، ہغ چند اُس مغحوم کو بھی کچھ شعوغ نہ تھا بدغ منیغ کی مثنوی نہیں کہی گویا سانڈے کا تیغ بیچتے ہیں۔ بھغا اسکو شعغ کیوں کغ کہیے ساغے غوگ غکھنؤ کے اوغ دغی کے غنڈی سے غیکر مغد تک پغھتے ہیں

چغی واں سے دامن اُٹھاتی ہوئی — کغے کو کغے سے بجاتی ہوئی

سو اس بجائے غنگین نے بھی اُسی کے طوغ پغ قصہ کہا ہے کوئی پوچھے کہ بھائی تیغے غساغ داغ مسغم، غیکن بجا غابغچھی بھاغے کا غکھنے واغا، تیغے کا چغانے واغا تھا تو ایسا کہاں سے قابغ ہوا۔ اوغ کغہائی پن جو بہت مزاج میں غنڈی بازی سے آگیا ہے تو غیختے کے تئیں چھوغ کغ ایک غیختی ایجاد کی ہے اس واسطے کہ بھغے آدمیوں کی بہو بیٹیاں پغھکغ مشتاق ہوں اوغ اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کاغا کغے بھغا یہ کغام کیا ہے کہ۔

قصہ کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دلپذیر نام رکھا ہے، رنڈیوں کی بولی اسمیں باندھی ہے، میرحسن پر زہر کھایا ہے۔ ہر چند اس مرحوم کو بھی کچھ شعور نہ تھا۔ بدر منیر کی مثنوی نہیں کہی، سانڈے کا تیل بیچتے ہیں۔ بھلا اسکو شعر کیونکر کہیے۔ سارے لوگ لکھنؤ کے اور دلی کے رنڈی سے لیکر مرد تک اسے پڑھتے ہیں۔ بیت

چلی واں سے دامن اُٹھاتی ہوئی — کڑے کو کڑے سے بجاتی ہوئی

سو اس بجائے رنگین نے بھی اسی طور پر قصہ کہا ہے۔ کوئی پوچھے کہ بھائی، تیرا باپ رسالدار مسلّم، لیکن بجا را برچھی بھالے کا چلانیوالا تھا۔ تو ایسا قابل کہاں سے ہُوا۔ اور کراہی پن (یا کلاہی پن، معلوم نہیں یہ کیا لفظ ہے، لیکن آزاد نے شہدپن کا لفظ لکھ دیا ہے اور اس لفظ کو صاف اُڑا گئے ہیں) جو بہت مزاج میں رنڈی بازی سے آگیا ہے، تو ریختے کے تئیں چھوڑ کر ایک ریختی ایجاد کی ہے۔ اس واسطے کہ بھلے آدمیوں کی بہو بیٹیاں پڑھکر مشتاق ہوں اور اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کالا کرے۔ بھلا یہ کلام کیا ہے۔ (ع)

وہ غوگ توسب منگئے اوغ اُنکی قدغ کغنے واغے بھی جاں بحق تسخیم ہوے
اب غکھنؤ کے جیسے چھوکغے ہیں ویسے ہی شائغ ہیں اور دغی میں بھی ایساہی
کچھ چغچا ہے تخم تاثیغ صحبت کا اثغ۔ سبحان نغاہ یہ کون میاں جغئت ہیں
بغے شائغ کوئی ونسے پوچھے تو تھاغا غانان کس دن شعغ کہتا تھا اوغ
غضا بہادغ کا کونسا کیام ہے۔ اوغ میاں مصحفی کہ مطغق شعوغ نہیں غکھتے
اگغ پوچھے کہ ضغبَ زیدٌ عمغاً کی ترکیب توذغا بیان کغو تو اپنے شاگغدوں کو
ہمغاہ غیکے غغنے آتے ہیں۔ اوغ میاں حسغت کو دیکھو اپنا عغق بادیان
اوغ شغبت انا غین کو چھوغ کے شاعغی میں آگے قدم غکھا ہے۔ اوغ
میغ انشاءاغاہ خاں بچاغے میغ ماشاءآغاہ کے بیٹے آگے پغیزاد تھے ہم بھی
گھوغنے کو جاتے تھے اب چند غوز سے شاعغ بنگئے۔ مغزا مظہغ جانجاناں صاحب
کے غوزمغے کو نام غکھتے ہیں۔ اوغ سب سے زیادہ ایک اوغ سُنیے کہ سعادت
یاغ طہماسپ کا بیٹا انوغی غیختے کا آپ کو جانتا ہے، غنگین تخغص ہے۔ ایک

وہ لوگ توسب مرگئے اور اُنکی قدردانی کرنے والے بھی جان بحق تسلیم ہوے اب لکھنؤ کے جیسے چھوکرے ویسے ہی
شاعر ہیں، اور دلی میں بھی ایسا ہی کچھ چرچا ہے تخم تاثیر صحبت اثر۔ سبحان اللہ، یہ کون میاں جرأت، بڑے
شاعر، پوچھو تو تمھارا خاناں (آزاد نے اسے رلے ماں لکھا ہے) کس دن شعر کہتا تھا اور رضا بہادر کا کون سا
کلام ہے۔ اور وہ دوسرے میاں مصحفی، کہ مطلق شعور نہیں رکھتے، اگر پوچھیے کہ ضربَ زیدٌ عمراً کی ترکیب توذرا بیان
کرو، تو اپنے شاگردوں کو ہمراہ لیکر لڑنے آتے ہیں۔ اور میاں حسرت کو دیکھو، اپنا عرق بادیان اور
شربت انارین چھوڑ کے شاعری میں آگے قدم رکھا ہے۔ اور میر انشاءاللہ خاں، بچارے میر ماشاءاللہ
خاں کے بیٹے، آگے پری زاد تھے، ہم بھی گھورنے جاتے تھے، اب چند روز سے شاعر بنگئے
میرزا مظہر جان جاناں کے روزمرے کو نام رکھتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک
اور سُنیے کہ سعادت یار طہماسپ کا بیٹا، انوری ریختے کا آپ کو جانتا ہے۔ رنگین تخلص ہے۔ ایک

لام و راء بیشتر غین و کمتر یاء از زبانش برآمده باشد۔ بیان صورت میر مذکور این
که سیاه رنگ، کوتاه قد، فربہ گردن، دراز گوش، بندش دستار بطور بعض تند
سازان کہنہ، رنگش سبز یا اگرئی و اِلّا اکثر سفید، گاہے گل سرخ ہم درگوشہ دستار
میزنند۔ و جامۂ مصطلح ہندوستان نہ جامۂ لغوی در بر مبارک بسیار پاکیزہ میباشد
چوں لباس باریک را ازینجہت کہ برائے زناں مقرر است نمی پوشند۔ رخت پوشاکے
ملازم شریف ایشان اکثر گندہ است لیکن قیمتی دو نیم روپیہ را ایک تمام دریک جامہ
صرف می شود۔ چولی زیر پستان بالائے آں دوپٹہ پستولیہ، دامن بر زمین جاروب
می کشد۔ و مسی ہم بر دندان مبارک می مالند و پاپوش از سقرلاط زرد و در حاق
وسط آں ستارہ از تارہائے طلائے غیر خالص۔ حالا کہ ہیئت معلوم شد طرز کلام
بازن کسبی باید کشید

اجی بی نوغن یہ بات کیا فغماتی ہو تم تو اپنے جیوغے کی چین ہو تغ کیا کہیں[۱]
جب سے دغی چھوٹی ہے کچھ جی افسغدہ ہوگیا ہے، اوغ شعغ پغھنے کو جو کہو
تو اس میں بھی کچھ غلطف نہیں غہا۔ مجھ سے سُنیے اوغ یغختے میں اُستاد میاں
وغی ہوے اُنپغ توجہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھغ میاں آبغو اوغ میاں
ناجی اوغ میاں حاتم پھغ سب سے بہتغ مغزا غفیع السودا اوغ میغ تقی صاحب
پھغ حضغت خواجہ میغ دغد صاحب بغد اغاہ مغقدہٗ جو میغے بھی اُستاد تھے۔

[۱] میر غفر غلینی کی گفتگو صاف زبان میں یوں ہوگی۔

اجی بی نورن! یہ کیا بات فرماتی ہو، تم تو اپنے جیوڑے کی چین ہو، پر کیا کہیں، جب سے دلی چھوڑی ہے
کچھ جی افسردہ ہوگیا ہے۔ اور شعر پڑھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ لطف نہیں رہا۔ مجھ سے سُنیے
ریختے میں اُستاد میاں ولی ہوے، ان پر توجہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھر میاں آبرو اور میاں ناجی اور
میاں حاتم۔ پھر سب سے بہتر مرزا رفیع السودا اور میر تقی صاحب پھر حضرت میر درد صاحب بردالله مرقدہٗ جو میرے بھی اُستاد تھے

اے صاحب آپ کیوں باندی بندوڑوں کے مُنھ لگتی ہیں۔ ایسی باتوں سے ہوتا کیا ہے۔ زنانخی ہم تو آگے ہی یہ بات جانتے تھے کہ اس زمانے میں غریب پہ رحم کرنا اچھا نہیں۔ پر کیا کریں اندروالا کمبخت نہیں مانتا۔ کیا جانیے ایسے کرتوتوں سے کیا جتن ہوتا ہے۔ اس جدّو کا کیا دوس ہے کردۂ خویش آید پیش۔

جواب از کنیزِ مولوی کرم الرحمٰن

بیڈم صاحب اِہتاں ٹھڈائے جانت ہے جو میں تجھ بھی ٹے ہوں ٹرم سبھی میاں اُٹھے رہیں میں تو نہ بولوں نہ چالوں جن آپ سن آئے یہ بات ٹھس ہے اور مورا نام ٹھس ہے اُہ ٹی بُر ماں بانس تے دِیوں میں تو جیتی ناہیں ٹرت ٹہہ جاؤں تم بی بی مُوری ٹادِلّا ہُو میں تو بل بل جاؤں ٹمرے ٹٹرے نے آسرے پے آوت رہوں ٹمرا صدٹا ٹھاوٹ رہوں اور ٹھاٹم صاحب مَنھ ٹاٹھن رہے ٹہ ہیاں ٹی ٹوئی باٹ باہرٹھی تو تی اپنا ٹیا پی ہے سو میں بُرجری اب ٹا بورانی رہوں جو بی بی سن ٹھوں ٹہ بیڈم صاحب اور ٹھاٹم صاحب تم ٹاں بُراٹھت رہیں اور ٹمرا دَلّارت رہیں ٹھٹیٹ ٹروجہ بُرجری ٹنیو ٹِہس ہوے وہٹی ناٹ ٹاٹ ڈارو مَعینہ ٹاٹران ٹی ٹشم اور سَلَم جھدین ٹریا میں نا نہیں بولوں"

کلام بی نورن کسبی باشندۂ کوچۂ بلاقی بیگم با میر غفر غلینی و یائی۔

اجی آؤ میر صاحب تم تو عید کے چاند ہو گئے۔ دلّی میں آتے تھے دو دو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے، لکھنؤ میں تمھیں کیا ہوگیا کہ کہیں تمھارا اثر آثار معلوم نہ ہوا ایسا نہ کیجیو کہیں آٹھوں میں بھی نہ چلو، تمھیں علیؑ کی قسم آٹھوں میں مقرر چلیو"

جواب از میر غفر غلینی و یائی۔ مراد از غفر غلینی و یائی این است کہ وقتِ تکلم بجاے

ایں عقل باید شد ہرگاہ در سرودن مضائقہ نکردند در ساززدن کدام عیب است
حبذا مجلسی کہ در و علماء فراہم آیند و ازہمیں ہا یکے جوڑی بزند و دیگرے سانے
نوازد و یا یکے ساز در دست بگیرد و دیگر

اُنظُر اِلسینا او میاں چیرے والے
فاق المجالُ علینا سانوں بھی اپنی کول بلا لے
ہَجَرِکَ میڈی جان اِبلس بَین یَدَ یَنا
بھویں تہاری مانوں بھالے

بسراید۔ جائیکہ جناب مولانا با ایں ہمہ تحقیق و تفتیش ریختہ را بایں صحت و درستی و موزونی
ادا کنند مولوی عبدالفرقان ہم اگر فارسی را بنوعے کہ گذشت استعمال نماید چہ گناہ
کردہ باشد۔

ہمچنیں گفتگوے زنان خانگی و کسبی شاہ جہاں آباد مقابل زنان ہمجنس شاں در لکھنؤ
بعینہٖ گفتگوے برکاونی کنیز الکن مولوی کرم الرحمٰن است، مشہور و ملقب بیان چٹی
درجنب گویائی براتی بیگم و موتی خانم شاہ جہاں آبادی است۔ یا کلام میر غفر غینی و
یائی کہ باشندۂ دہلی است بازبانِ پری پیکر کوچۂ بلاقی بیگم با اختلاط خدمتگار ٹھاکر
بادام سنگھ جاٹ ساکن آؤ باتفضل حسین خاں علامہ۔

سوال از براتی بیگم و موتی خانم

اری سرمونڈی باندی تو اتنا جھوٹھ کیوں بولتی ہے۔ اللہ کرے تیری بوٹی بوٹی
اوپر والیاں لے جائیں اُڑ جائے تو خیلا خندی میں نے کب ستیاناس گئی تیرے
میاں کی جورو کا گلا کیا کہنے والی کو علی جی کی مار ہو وے ڈریے تیرے دیدے سے
بیٹھے بٹھائے کیا اُتنغلا اُٹھایا ہے، بھُس میں چنگاری ڈال جمالو دُور کھڑی۔
تا اینجا عبارت براتی بیگم بود۔ کلام موتی خانم

رسول حق کا محمدؐ نبی خیر انام
اے فخر کون و مکاں تجھ اوپر درود و سلام
ہے امر ہم کو صلّوا و سلّموا تسلیم
ہے امتثال امر کا واجب اے مومناں مدام

بالجملہ بعد چندے کہ ہمراہ الماس علیخاں بہادر وارد سندیلہ شدم و بکرر ملازمت مولوی صاحب ممدوح دریافتہ مخمس را بایشاں عرضہ دادم پسند خاطر نازک پسند افتاد و بہماں لحظہ نقل آں گرفتند۔ سیاہ کردن کاغذ بہ نقل مذکور از نیجہت است کہ بعضی خرد دشمناں ایں گماں دارند کہ فضلا شعر را موجب پستی پایۂ خود دانستہ متوجہ نمی شوند دالا در اندک توجہ ہرچہ خواہند بگویند یقینی است کہ بہ از شعرا گفتہ شود و چند شعر نامربوط کہ مثل قصیدۂ مذکور از زبان ایں بزرگاں بشنوند آں را محیط معانی و گنج بدایع تصور کنند و نمیدانند کہ شاعری بے نسبت اصلی شخص با روح القدس ممتنع است مر زار فیع اُمی باشد و شعر بآں فصاحت و بلاغت بگوید و صاحب قصیدہ بایں رفعت و تشخص علمی چنیں نافہمیدہ راہ رود جاے عبرت است۔ و از ہمہ عجب تر اینکہ باعتقاد طلبۂ علوم جناب ایشاں میرزا ہستند لہجۂ فرس ہم از اہل ایران یاد گرفتہ و زبانِ اُردو ہم در شاہ جہاں آباد آموختہ و چوں حکماے یونان در علم موسیقی نیز کہ اصلے است از اصولِ اربعۂ علم ریاضی مشق را بکمال رسانیدہ بودند مولانا ہم عشاق و عراق و حجاز و بیات و غیرآں مقام و گوشہ ہاے فارسی و بھیروں و بھیماس و بھیروی و للت و رام کلی و کھٹ و گنکلی و بھبیار و سگھرئی و سوہا و گوجری و گندھار و اساوری و ٹوڑی و بلاول و الہیا و دیوگری و دیگر راگ و راگنیہا مثل ہیں راگنیہاے صبح در حاشیہ خیال دارند۔ و گاہ گاہے روبروے کدام خفا شے کہ از شاگردان خاص است خیال خواندہ داد طلب می شوند۔ قربان ایں شعور و بلا گردنِ

جناب معزی الیہ قصیدہ را شنیدہ دررِ غرای تحسین و آفرین را تفویض دُرجِ سامعۂ این
ہیچمداں کردند۔ چوں احقر العباد آثم در وقتِ والد مرحوم تحصیل کتب درسیۂ منطق و
حکمت بعمل آوردہ بودم و از مدتے کہ فرطِ محبت شعر و مجالست با دوستاں و فکرِ معاش
و ضیق کوچۂ تلاش عنانِ شوق را ازاں طرف برگردانیدہ آنچہ خواندہ بودم بسہو انجامیدہ
بود سوائے اختلاط شعر و سخن، اظہارِ مقدماتِ علمی در حضرت ایشاں حمل بر تنگ ظرفی
خود کردہ ام۔ و بناءً علیہ گزارش نمودم کہ بگوش فقیر رسیدہ است کہ جناب در سہ زبان
یعنی عربی فارسی و ہندی شعر فرمایند۔ ہرچند کہ ایں بندہ را لیاقتِ آں کجاست کہ
فرمودۂ ملازمانِ عالی را بفہمد لیکن اگر بقدرِ فہم ایں بے بصیرت چیزے تیمناً و تبرکاً
ارشاد شود بعید از بندہ نوازیہا کہ شیوۂ بزرگان است نیست۔ ارشاد شد کہ مسٹر انشاء اللہ
خاں صاحبے است میفرمایند من در ہر سہ زبانِ مذکور چیزے موزوں میکنیم۔ لیکن چوں
آدم بر زبانِ خود زیادہ از زبانِ دیگر قادر می شود و اطمینانے کہ از لہجۂ ملکِ خود دارد
از زبانِ ملکِ بیگانہ ندارد برائے ایں التماس کردہ می آید کہ ہرچہ ازاں خاطرم جمع
است اشعار ہندی است۔ گفتم ازیں چہ بہتر چیزے باید خواند۔ از فرطِ تلطف و کمال
رافت قصیدۂ کہ در ہماں ایام از نتائجِ طبع شریف ایشاں در نعت سرورِ کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم موزوں شدہ بود تفویض صماخ راقم نمودند۔ صلۂ آں پیش حملۂ
عرش رب العالمین است روز قیامت پیش خواہند کشید۔ حقیر مجرم بعد از استماع بالحاح
تمام قصیدہ را گرفتم از بسکہ ہیچ مصرعے بزعم من باوزن رسید زیرا کہ ہر مصرعش برائے
تفریح طبع اہلِ مجلس حکم یک قطعۂ زعفراں داشت بخاطر رسید کہ خمس آں درست نمودہ
یادگارے در جہانِ گذراں باید گذاشت۔ الحمد للہ کہ بعنایتِ ایزدی ایں مہم بآسانی
صورتِ تمامی پذیرفت و درینجا برائے افادۂ طالبانِ فن ایراد دو بیت از قصیدۂ
مذکور بعمل آمدہ

نظم

است - ایشوں بجاے ایشان بمعنی شما - خوک پوک بجاے خاک پاک از غلبۂ مغل - وایرون بجاے ایران - بودی بجاے بوده - وآو بمعنی شما - کسی مغل بجاے ہیچ مغل - ندیده است بجاے ندیده ام - سخون در اصل بمعنی سخن و صحت دارد لیکن جناب مولوی صاحب از سبب لہجۂ وطن شریف واو معروف ازدیاد کرده اند - من دانستم بجاے من دانستم - ووے بجاے شما - وزبون بجاے زبان از جہت مغلیت - ششته است بجاے نشسته است - گپ زدگی بجاے گپ خواہم زد - بلک با باے مفتوح و لام مکسور و کاف ساکن براے ترقی کلام - کل باقی باله مراد ہرچه در دل اوست و مراد مولوی صاحب ہرچه در دلِ شماست باشد چرا که مخاطب انمائب ارشاد میفرمایند دادی خواہد شد بجاے داده خواہد شد کتب معقول بفک کسره اضافت - واین کس بمعنے من - چارچه بجاے چرچه - انشاء الله تعالیٰ خواہد شدن بجاے خواہد شد با وصف خواہد شد درینجا مصرف ندارد - و عالم امکان با میم مکسور در عالم وگرمی صحبتے بغیر کسرۂ اضافت - وشعرا بروزن عذرا - زبان شعرا با نون غنه بجاے زبان شعرا بکسر نون و فتح عین و میم بزعم بیرون از تقطیع براے ضرورت - از نقول عجیبه این که زمانے بعضے اعزه بسندیله رفته بودند مخادم جناب مولوی حیدر علیصاحب که اعلم علماے معقولیان ہستند شنیده مشتاق ملازمت ایشان بودم ومیخواستم که بتقریبے سفر سندیله اختیار نموده به تحصل این دولتِ عظمیٰ پردازم - از حسن اتفاقات جناب ایشان بحسب ضرورتے به لکھنؤ تشریف آورده در اسیا مئوکه فرودگاه رسالۂ عبدالرحمن خاں قندهاری است فروکش گردند - داعی راقم از وصول این نوید جانبخش زودتر سوار شده بخدمتِ ایشان حاضر شدم و براے ترفع خود در چشمان قصیدۂ غیر منقوطۂ خود را که موسوم بطور الکلام و آخر آن مشتمل بر صنایع چند است باین گمان که پسند ایشان موجب مزید اعتبار من خواہد شد بر ایشان عرض کردم

عرض نکنم کہ فلکِ کجرفتار دست از بازیہا برنمیدارد، والا چند روز در خدمت آبِ صوئے ملازماں کردم - چند شبہہ کہ در شرحِ اشارات بخاطر داشتم و جوابِ آنہا اند کے عسیر می نماید بآسانی تمام از جناب بر طرف می شد وائے وائے اینجا قدر ملازماں را کہ میدانند برابر یک سبزی فروش یا چونہ پزایراں اوقات ندارید قبلہ بیا بولایت برویم -

جواب از مولوی عبدالفرقان

ارے برہان لائیس از فصحت و بُلغت آں باذعان دانستی شدی کہ مولدِ ایشوں از خوک پوکِ ایران بودی - ارے برہان لائیس او بلبل ہزار دہستاں را نعم البدل بود - من بایں فصحت کسے مغل را ندیدہ است ہمیں کہ او گوہر سخون را بمثقبۂ بیاں سُفتہ - ارے برہان لائیس من دانستیم کہ وے مالکِ بون است - ارے بُرہان لائیس من طعام را فارغ میخوریم و خُسپیدگی را نمی خواہیم تا او شستہ اہست گپ زدگی و جمیع شکوک را ارے بُرہان لائیس بلک کُل مانی بالہ پانخ دادی خواہد شد - و ازینکہ او را شوق بسوے کتب معقول ہست ارے بُرہان لائیس غنچۂ خاطرایں کس گل گل بشگفت انشا اللہ تعالیٰ عظم شانہ دلا یحاط احسانہ - ارے برہان لائیس دیگر چارچہ ہم انشا اللہ تعالیٰ از قسم شعر خواہد شدن -

ہر کجا در عالمِ امکان ہست گرمی صحبتی
بیگما شمع زبان شعرا دراں بزم روشن است

گفتگوے مغل و مولوی بانجام رسید - حالا شرح کلامِ حضرت مولوی گوش باید کرد ارے برہان لائیس با ہمزۂ مفتوح و راء و یاء و باء مضموم و راء ساکن وہاء، و الف و نون و لام و الف و ہمزہ و یاء معروف و سین ساکن بجاے ہگا ہگا در کلام لالہ لکتا پرشاد خیال باید کرد - و فصحت و بلغت ہماں فصاحت و بلاغت بغیر الف است و آں بمعنی شما یعنی عالی قدر - و دانستی شدی بجاے دانستہ شدہ این چنیں تلفظ را غور کردن واجب

تمام شد فارسی ملکا پرشاد که در بیانِ کاتیھا قومش سری واستم بود۔ شرحش
اینکه ہگا ہگا ہر دو بار باہاء مفتوح و گاف والف بیجا در کلام صرف میکرد بلکہ تا
ایں لفظ از زبانش برنمی آمد حرف زدن برو محال بود۔ شمو بجاے شما از راہِ
تمغل گفتہ۔ وتاء پرداختہ را مکسور گفتہ ہا را ظاہر نمود۔ جوں بجاے جان ورد
و درداشتہ ہم قاعدہ پرداختہ مرعی داشتہ۔ شاستہ شد بمعنی گسستر شد گفتہ۔
گشتن بجاے زدن استعمال نمودہ۔ و لفظ رُو دیدہ را شرم بمعنی منھ دیکھے کی شرم
نزدِ او بودہ۔ وزبون بمعنی زبان۔ و با دال راندہ ہم سلوک تاء پرداختہ ورزیدہ
وہاء مخفی را مثل ہاء بارز ظاہر ساختہ۔ وایشوں بجاے ایشاں اسم اشارہ براے
جماعت و غرضش مخاطب بودہ۔ صوفی مذہب است بجاے صوفی مذہب ہستند
گفتہ یا ایشوں بمعنی من۔ وآں عبارت بمعنی صوفی مذہب ہستم آوردہ۔ و ایں
باسبق متعلق تراز اوّل است۔ و سید اشتی بمعنی سید ہشتند۔ و ندارد بجاے ندارند
وازو بجاے از شما۔ و راء امیر المومنین را مفتوح ادا کرد والیہ السلام بکسرۂ الف
بجاے علیہ السلام گفتہ۔ و دوست را غلام است بمعنی دوست را غلام ہستم آوردہ۔
و مردِ خوب را بندہ بمعنی مرد خوب را بندہ ام۔ وندارد بجاے ندارم مستعمل نمودہ۔
و مود با واو معروف بجاے ماہ۔ و مو با واو معروف بجاے ما۔ نپرسیدی بمعنی نپرسیدند
آں قدر بجاے ایں قدر۔ وغفلت بجاے غفلت۔ و دوستونت بجاے دوستانت
تلفظ نمودہ۔ و ایں تو بجاے اینکہ یا بجاے ایں خود۔

سوال از مرزا کاظم اصفہانی

قبلہ خیلے مشتاق خدمت بودیم ایں وقت کہ جناب از درس و تدریس فارغ شدہ اند
یحتمل کہ چیزے ہم نخوردہ باشند و بعد از طعام قیلولہ ہم ضرور است اگر حکم شود حاضر
باشم و اگر بفرمائید فردا باز بخدمت برسم۔ ہنوز کہ دہ دوازدہ روز اینجا ہستم چہ

از حیات مستعار خوش بگذرد غنیمت است اما خوشی خاطر بے مجالست دوستاں کجا

شعر
بہارِ عمر ملاقاتِ دوستداران است
چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا

تنہا نہ گریۂ آدم بکار آید نہ خندہ، حالا بدستور می آمدہ باشید زندگی آدم ہمیں قال و مقال و اختلاط است۔ جناب میدانند کہ مذہب من صوفیانہ است نمیدانم کہ ہندو چہ قبح دارد و مسلماں چہ حُسن۔ ہر دو بندۂ خدا و نورِ چشم عارف اند۔ جہانِ گذراں مثل حباب نقش برآب است آخر ہمہ را رجوع بمبدء خواہد بود نزاعِ لفظی کہ زید بہ از عمرو است یا عمرو بہ از زید میانہ برادرانِ نوعی چہ ضرور سر زید بگردن عمرو۔

جواب ازلالہ لکتا پرشاد سری واستم

ہگا ہگا ایں عاجز شمو دو ماہ بگلگشت گلستون بیاری پرداختہ ہگا ہگا ولیکن آن منبعِ عطوفت و احساں شربتِ جوں پرور عیادت را دریغ داشتہ ہگا ہگا۔ شعر

ما ز یاراں چشمِ یاری داشتیم
خود غلط بود انچہ ما پندا اشتیم

ہگا ہگا امیدم از ایشاں تنکستہ شود چوں احوال آں اہبت دستگاہ چناں مبرہن گردید دیگردم از دوستی کسے کشتن بیجا است۔ ہگا ہگا رو دیدہ را شرم ہمی کنند و ایں کہ ہگا ہگا برزبوں راندہ کہ ایشوں صوفی مذہب است و ہگا ہگا تعصبے داشتے چہ نقصان می داشتی واکنوں کہ ندارو مارا چہ نفعے از و باللہ العلی العظیم و بامیر المومنین الیہ السّلام دوست را غلام است و مردِ خوب رابندہ، و ہگا ہگا باآدم خردماغ کارے ندارد۔ ہگا ہگا حیف کہ در دو موہ از مونپرسیدی آں قدر غفلت ہم از حالِ دوستونت نشایستی۔ ہگا ہگا ایں تورسم زمانہ است کہ شکایت از دوست کردہ می شود۔

اطلاقِ نیوتی بر ما در مخاطب پیش از گشته شدن مخاطب از روے مجاز باشد، چون اطلاقِ فاضل بر طالب علم کہ آخر بعد تحصیل علم بر منصب فضیلت خواہد رسید - لیکن باین معنی نیوتی کے را فرزند ستردن گفتن درست نباشد، گو مآلِ ہر دو واحد است واین عبارت در مآل قریب عربی است کہ در حالتِ غضب بکسی "تبّتک اُمک" گویند یعنی بگرید ترا مادرِ تو - اب بمعنی حالا - روپئے بمعنی روپیہ ہا - کاڈھوں باکاف والف ودال ہندی باہاے یکی شدہ و واو معروف ونون غنہ بمعنی برآرم در فارسی باشد - پمیشر باباے فارسی مفتوح ونون ساکن ومیم مکسور ویاے مجہول و سین مفتوح وراے ساکن بمعنی خدا - پیونڑ باباے فارسی مکسور ویاے معروف و واو مفتوح ونون غنہ وراے ہندی بمعنی نوشیدن - ڈھیر با دال ہندی باہاے متحد شدہ ویاے مجہول وراے ساکن بمعنی بسیار - چیجاں جمع چیج باجیم فارسی ویاے معروف وجیم ساکن بمعنی چیز - کریں باکاف وراے ویاے معروف ونون غنہ بجاے کیں باکاف ویاے معروف ونون غنہ - کھریں بمعنی خرمہ ہا - مگد بامیم وگافِ مفتوح ودال ساکن قسمے از شیرینی در ہند - حجور بمعنی حضور - نوس در آخر با سین بمعنی نوش باشین در آخر - پھر باوین بجاے فرماوین - پھیر بجاے پھر بمعنی باز در فارسی - نوس تنڑکی بانون مفتوح و واو مکسور وسین ساکن وتاے مضموم وبانون یکے شدہ وراے ہندی ساکن و وکاف ویاے معروف بجاے نشش وتنکی - بلکوں باواوِ مجہول ونون غنہ بجاے بلکہ - بسرے باباے مکسور وسین ساکن وراے ویاے مجہول بجاے بھولے - یا فارسی کا یتھ ہا مقابل فارسی صفاہانیان وہمچنیں فرس فضلاء وطلبۂ علوم پورب کہ تقلید لہجہ مغل نیز مرکوز خاطر شان باشد در جنب مغل -

سوال از میرزا صدر الدین صفاہانی

چرا دو سہ ماہ بر ما نامہربان بودید کہ تشریف نیاوردید ومشرف نفرمودید دو سہ پنجم کہ

جیو بجاے جی بمعنی جان - بڈا- با دال ہندی ہماں بڑا بمعنی کلاں - دوکھ- با دال
و واو مجہول و کاف با ہاء یکے شدہ بمعنی گناہ باشد - ہور - با ہاء و واو مجہول و راء
بمعنی اور بجاے دیگر در فارسی - کھاؤنا بجاے کھانا بمعنی خوردن - کہا اختصار
میں نے کہا باشد بزبان فصیحان دہلی کتابت آں با میم مفتوح و کاف مفتوح با ہاء
یکے گشتہ - وتھاری با تاء مفتوح متحد با ہاء و الف و راء و یاء معروف بمعنی تمہاری
در اردو - و کی با کاف مکسور و یاء معروف بجاے کیا بمعنی چہ برائے استفہام در فارسی
تم با تاء مفتوح و میم ساکن بجاے تم در اردو بمعنی شما در فارسی - کھاوند بجاے
خاوند - چوشی بمعنی چوہی یعنی مادۂ موش و از چوہی تا چوشی تفاوت ہاء بلند و
شجاعت باشد - مارگیرے بمعنی مار ڈالے یعنی بکشد - پیونڑا بجاے پیا بمعنی نوشیدن
کتابت آں با باء فارسی و یاء معروف و واو مبدل با ہمزہ متحد با نون و راء ہندی
و الف - گجب بمعنی غضب آرند - بڈے با یاء مجہول بمعنی کلاں تعظیماً - تاؤ - با ہمزۂ مضموم و
واو معروف بمعنی برادر کلاں پدر - سلیام نام بانیہ - انڑنے با ہمزۂ مضموم با نون
راء ہندی یکے گشتہ بمعنی اوشاں در فارسی - تے بجاے سے بمعنی از در فارسی
کھنکھجورا نام جانور مشہور در ہند - دھی کے باپ بمعنی پدر دختر باشد کہ در اردو بیٹی کا
باپ گویند - کے بجاے کا در اضافت وقت خطاب باشد مانند فلاں زید کا بیٹا ہے
اور فلانی زید کی بیٹی ہے - باباجی در ہندواں مراد از پدر پدر باشد - پھرمایا با باء فارسی
با ہاء یکے شدہ و راء ساکن بمعنی فرمایا - نپوتی بکسر نون نرے کہ ہیچ نہ زاید - کے با کاف
و یاء مجہول برائے اضافت است یعنی اے فرزند ستردن - ازیں کلام مراد قائل
اظہار غضب بر مخاطب باشد زیرا کہ معنی نپوتی کے این است کہ ازیں حرکات زود
است کہ از جان گزراں در گذری و جہاں بے نام شوی کہ گویا مادر ترا نزادہ است
یا باین معنی کہ اے دشمن عقل زود است کہ کشتہ شوی و مادرت بیفرزند شود - و

سے محروم رہے اور نام اُس کا رحم اور شفقت رکھیے۔ ہم لوگ بھی تو اپنے ہاتھ سے بکری سوائے عید قربان کے حلال نہیں کرتے اور یہی اشخاص صاف کرکے گوشت بڑے آدمیوں کے مطابخ میں پہنچاتے ہیں اور بازار میں بیچتے ہیں اگر تم بازار سے لیکر کھاؤ تو کیا مانع ہے۔

جواب ازطرف بھاڑا مل

ہمیں پیرو مُرشد ہمارے دھرم ما نہیں جیو کا مارن بڑا دُوکھ ہے۔ ہور کھاؤنا تو ہور بھی بُرا، ہور کھا تہاری کی بات ہے تم کھاوند لوگ ہو۔ ہمارے تو جو کوئی چونٹی بھی بھولے سے مارگیر ہے تو اُسکے ہاتھ کا پانی پیونڑا اگجب ہے۔ ہماڑے بڑے تاؤ سیلرام جی تھے اُونڑنے بھولے بسرے تے کھا کھنکھجوری دِہی کے باپ پر پیر رکھ دیا تھا سو وہی کا باپ مرگیا۔ سو باباجی نے دیکھکر زبایا نیوتی کے کھا یوہ کی کیا اب دَس ہجار روپئے کس کے گھرتے کا ڈھوں جو اُسکا دوکھ اُتاروں۔ ہور پمیشر نے ہماری کھاونڑ پیونڑ واسطے بھی ڈھیر چیجاں پیدا کریں ہیں، موہن بھوگ، لوچئی، کچوری، اندرتی، میٹھے سُہال کچنال، برے، سنبوسے، پراگڑی، کھرے، بالوساہی، گندوڑے، دھوئی مونگ کی دال، دھوئی اُرد کی دال، ہور ڈھیر سے ترکاریاں ہور جاؤلے ہور مگد کا لڈو ہور گوند کے پاپڑ جو جو ربھی نوس بھرماویں تو بھیر کھانوس، تنڑکی کو بھی بھول جاویں بلکوں بھولے بسرے بھی کھاؤنے میں نہ آوے۔

شرح ایں عبارت۔ ہمیں بکسر ہاء و تشدید ہاء ثانی مکسور و یاء مجہول و نون غنّہ لفظ بانیہ ہا باشد بجاے ہاں صاحب دراُردو۔ پیرو مرشد بغیر واؤ بمعنی پیر و مرشد باواؤ عطف۔ ہمارے بامیم مفتوح باہاء یکے شدہ و الف و راء و یاء مجہول بجاے ہمارے در شاہ جہان آباد۔ ما نہیں در زبان سادات بارہہ بمعنی درمیان گزشت

میدان براعت و مجددِ قوانین لذاعت مصداق لوذعی المعی دریں زمان ذات ملکی ملکات جناب عالی است، بربِّ کعبہ کہ تقریرِ آں حضرت بزبانِ اُردو در ہر فقرہ یا واز مقاماتِ حریری میدہد- احدے را از فصحاے ماضی و حال ایں طلاقتِ لسانی و تلمع بیانی نبودہ است و نیست و در ہیچ وقت سخن آنجناب خالی از لطیفہ نمی باشد- گاہے تجنیس است و گاہے ایہام و گاہے طباق است و گاہے ترشیح و وقتے محتمل الضدین- محررِ داعی لطائفِ حضور را جمع نمودہ کتابے جداگانہ ترتیب می نماید- دیگر نواب عماد الملک مغفور کہ موجد بعضی قوانین ایں زبان است ایجادش ہمہ مقبول- لیکن نسبت قوت طبع او با قوّتِ طبع جنابِ عالی نسبت چاہ است با دریا- بایں دلیل کہ پوشاک و کلام وقت عماد الملک سواے ایں نبودہ باشد کہ حالا در شاہ جہاں آباد است، پس اگر پوشاک مردانۂ آنجا را مقابل پوشاک مردانۂ لکھنؤ بکنم بعینہ لباس بانیہ ہاے کاندھلہ و شاملی درجنب پوشاکِ مرزایانِ ایران است- گو در اصل بر پوشاک شہرہاے دیگر سواے لکھنؤ میچربد پوشاک زنانۂ آنجا و بروے پوشاک زنانۂ اینجا حکم سرود زنان شرفاء در شادیِ فرزندان و دختر خود پیش سرودِ میاں غلام رسول دارد، یا مقابلۂ کھاروۂ سُرخ با اطلس سُرخ است- بخدا کہ کلام مرداں اینجا ہرگاہ بکلامِ مردانِ آنجا بسنجند بے شک و شبہ مقابلۂ گفتگوے لالہ بھاڑا مل دھوسر است با قوت نطق نواب عماد الملک

سوال از طرف نواب عماد الملک

اجی لالہ بھاڑا مل تمہارے احوال پر باللہ کہ ہم سخت متاسف ہوتے ہیں کہ
حق تعالیٰ نے اپنی عنایات سے تمہیں میات الوف کا مالک کیا اور اوقات
تمہاری یہ کہ احد من الناس جس مسلمان کو فرض کیجیے اُسکے برابر ذائقہ
صاحب کا لذت آشنا نہیں- بڑا تعجب ہے کہ آدمی باوصف تمیز نعماے الٰہی

که حالا در شاه جهان آباد قیام دارند فصیح کمتر اند و غیر فصیح بیشتر۔ فصحا را از قبیل فصحاے لکھنؤ خیال باید کرد و غیر فصحا جماعتے ہستند که والدینِ ایشاں از جاے دیگر تشریف آورده و در شہر سکونت ورزیده اند، چوں صاحبِ اولاد شدند، فرزندانِ ایشاں از دو جہت، یکے آنکه در شاه جہاں آبادی باشیم ہر پوچ و یاوه که میگوئیم ہمه صحیح و روزمرهٔ دہلی است، دوم اینکه سواریِ اسپ و بانک و پٹه و لکڑی و نیزه بازی آموختند و دانستن زبانِ اردو و پیشِ اینہا قدر و منزلتے نداشته است۔ بعضی الفاظِ دہلویاں را با لفاظِ والدینِ و دیگر اقربا ضم نموده زبانے پیدا کردند و قصدِ تحقیق الفاظ فصیح ایں زبان در خاطرِ ایشاں متمکن نه گشت۔

مختصر اینکه سندِ اردو از گفتگوے ملوک و امرا و حواشی و حضارِ شاں جستن بہتر است که فقیه و شاعر و مہندس و محاسب طبیب و مغنّی و صوفی و زنانِ پری چہره در مجلسِ شاں حاضر می باشند و اصطلاحِ ہر فرقه را در گوش دارند، و در ہر لفظیکه اصطلاح جاری میکنند بزرگ و کوچک را در قبول کردن آں گریز نمی باشد و زود ترمروج می شود و ہر شخص فصیح و بلیغ در صحبتِ ایشاں گنگ میگردد و اگر سخنے را درست میگوید و پسندِ خاطرِ امیر و حضار می شود بمباہات نزد اماثل و اقران ذکرِ آں بر زبان می آرد و ہر صاحبِ کمال را وقت حرف زدن در خاطر خلد که مبادا حرفے از زبانِ من برآید که موجبِ رنجشند دریں مجمع شود۔ و ہمچنیں بندشِ دستار و دوختِ قبا و زیر جامه و کفش ہرچه رواج می یابد بر پسند اینہا موقوف است، مثل لفظ رنگتره که بمعنے سنگتره فرمودهٔ فردوس آرامگاه است، و ہمچنیں گلدُم بمعنی بلبل و گلسرا بمعنی تیتر که در فارسی دُراج گویند و سفید سرا بمعنی سرخاب۔

حالا که ایں مقدمه بدلیل ثابت شد تصدیقِ قولِ راقمِ آثم پُرضرور است، و آں ایں است که سر دفترِ فصحاے خوش بیان و مقدمة الجیشِ بلغاے طلیق اللسان و قصب السبق

ممتنع گردد۔ در مجلسِ عرب عربی و در صحبتِ ایرانی ایرانی و در مجمع تورانی تورانی و پیش
فرنگی فرنگی هستند۔ و این هم یادِ خاطرِ یاران باشد که دهلوی شدن موقوف بر
تولدِ شخص در دهلی نیست و الا ساکنان مغل پوره و سادات بارهه که در شاهجهان آباد
بوجود آمده اند باید که دهلوی باشند و چنین نیست زیرا که دهلوی آن است که روزمرهٔ
او شبیه بروزمرهٔ باشندگانِ شهر دیگر نباشد همین که حرف می زند شناخته می شود، بخلاف
اهل مغل پوره که گفتگوے شان مشابه گفتگوے جوانان لاهور است و همچنین حال
ساداتِ بارهه که کلامِ ایشان با برادران هم شهری مانا است۔ پس دهلوی عبارت
از اولاد کسانے است که شستگیِ زبان و نفاستِ طبع و موزونیِ لباس و حسنِ نشست و
برخاست و آراستگی خانه بفرشِ زیبا ایجاد نموده و مروج کردهٔ ایشان باشد۔
چه فرزند ایشان خواه در شاه جهان آباد خواه جاے دیگر بهم رسد بشرطِ تعلیم
پذیرفتن در صحبتِ والدین یا عمو یا خال یا برادرِ بزرگ یا که مثلِ ایشان باشد
دهلوی باشد۔ مثل جوانان لکهنؤ گو در یک دو لفظ مغائرت با دهلویاں دارند
لیکن در دیگر صفات و قابلیت برابرند و این مغائرت از عدم توجه در بعضی جوانان
یافته شود۔ همه را این حال نیست بلکه درین شهر هر محله محلهٔ فصیحان است بخلافِ
شاه جهان آباد۔ و انکارِ این معنی از دانائی بعید است، چرا که باشندگانِ اینجا
میدانند که ما در پورب سکونت میداریم، نشود که زبان سکنهٔ اینجا یاد گیریم، ازین
جهت تحقیقِ الفاظ از پدر و مادر و دیگر بزرگانِ خود که از شاه جهان آباد آمده اند
میکنند۔ دوم اینکه اشخاصِ جلیل القدر فصیح زبان بیشتر از دار الخلافه مدت ها
است که به بدرقهٔ افلاس بیرون آمده بلادِ پورب را مسکن خود ساخته اند لیکن
از جهت قرب شاه جهان آباد بر شهرهاے دیگر که در ارضِ شرقی است ترجیح دارد،
و کثرتِ دهلویانِ فصیح درین شهر بدرجه است که حصر آن امکان ندارد، و دهلویانے

زلفِ محبوباں ہوئی زنجیرِ پا

وبامتحان این فقیر رسیده که ضاعتِ تقلید درستِ آدمِ ہر شہر و مُلک که در آخر
دُردانهٔ دوم نیز اشاره بآں کرده شد خصوصیت به باشندگانِ شاه جہان آباد دارد
نصیبِ سکنهٔ جاے دیگر نیست - مرزا معز فطرت که اعلم علماء ایران و شاعر عالی مقدار
آنجا بوده تنہا در ہندوستان شب را بروز آورد و مطلعش بزبان ریختہ این است شعر

از زلفِ سیاهِ تو بدل دھوم پڑی ہے
در گلشنِ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

د قزلباش خاں اُمید با این ہمه جوششہا اہل ہند و تبحر در علم موسیقی ایران و ہند
یک شعر درست در زبانِ اُردو سرانجام نکرد و گاہے که رخشِ طبعش درین وادی
دوید ه غبارِ خاطر سامعاں گردیده از وست،

شعر
بامن کی بیٹی ایک میری آنکھ موں پری
غصہ کیا و گالی دیا اور دگر لری

عماد الملک وزیر که در بُندیل کھنڈ متولد شده بود در ایامے که مسافر گشته در
شہرے از بلادِ عرب بلباسِ درویشی وارد شد و بمنزل شخصے از سکنهٔ آں بلده
رسیده ظاہر نمود که باشندهٔ بصره ام - طرف ثانی به مُدارا برخواست و دہ روز
به مہمان داری اقدام نموده تا ده روز دراں خانه اعزهٔ عرب فراہم می شدند
احدے نشناخت که ہندی است - اندکے حرف زدن به زبان عربی و درست نمودن
لہجه را غور باید کرد و انصاف شرط است -

وساده وانِ کشمیر ہر شہر را بلباس و زبان و لہجهٔ او متلبس و متکلم شده می فریبند، دو
صنف اند - یکے کشمیرزا که اینہا زود تر شناخته می شوند و بخواریِ تمام می گردند -
دوم دہلی زا که اینہا ملک به ملک می روند و باشندگان ہر شہر را شناختن ایشاں

بقول میاں آبرو۔ مصرعہ

مصرع   ر منے جامہ نہ تھا اک جھول تھی۔

دیگر لفظ سریجن و پی و پیتم بمعنی محبوب لیکن سجن بمعنی معشوق و تنک بمعنی اندک، شاید ازیں قبیل نبوده باشد که در کلام شاں موجود است۔ دیگر دکھو بجاے دیکھو بمعنی به بنبید، دسا بجاے دیکھا گیا بمعنی دیده شد، خواجه محمد میر صاحب متخلص به اثر برادرِ کوچک اعیانی خواجه میر درد مرحوم که دسا در مثنوی طبعزادِ خود استعمال فرموده اند یحتمل که خالی از حکمت نباشد۔ مانند تروار که برزبان برادرِ بزرگ ایشاں بجاے تلوار جاری بود۔ غرضکه پاک کنندۀ چمنستان ریختہ از خار و خسِ عیوب، ہمیں صاحباں بوده اند۔ ازیں چه شد که لفظ ستی، سیتی بجاے سی و مجھ دل کی بجاے میرے دل کی در کلامِ میرزا رفیع یافته می شود۔ ستی و سیتی در واسوخت باید دید چنانچه بیتِ اول بند اول این است۔

شعر
یا الٰہی میں کہوں کس ستی اپنا احوال
زلفیں خوباں کی مرے دل کی ہوئی ہیں جنجال

در بندِ دیگر بعد چند بیت سیتی ہم آمده است و مجھ دل کی دریں بیت ملاحظه باید کرد

شعر
گرہ لاکھوں ہی غنچوں کی صبا اک دم میں کھولے ہو
نہ سلجھیں تجھ سے اے آہِ سحر مجھ دل کی گلجھڑیاں

و محبوباں جمع محبوب سواے مضاف الیه شدن ایں لفظ نزدِ فقیر کراہت دارد مانند ایں

مصرع   ہاتھ سے جاتا رہا دل دیکھ محبوباں کی چال

داگر ایں چنیں گفته باشد صحیح شود

قافیۂ شعر خود، والا در اصل تھوڑا و تھوڑی باشد مثل ہاتھ بمعنی دست کہ قافیۂ ساتھ باشد، در اصل آں ہاء در تاء پنہان است، ایں صاحبان قافیہ بات و بہیات سازند و ہاء را خلاف تلفظِ جمہور دُور کنند۔ و لفظ اُردو بیشتر صاحبان با رآ و ہندی نیز استعمال میکنند۔ لیکن فصیحان با رآء برلبُ ارند۔ از قولِ اہلِ تحقیق ضعفِ مذہب کسانیکہ سند لفظِ فصیح از کلامِ شعرا جویند بہ ثبوت پیوست و ایں جواب ہم پُرضعف است کہ شاعرانِ فصیح ترین آدمیان اند۔ بعضی الفاظ را کہ خلاف زبان شہر ایشان است برا ے ضرورت عمداً می آرند نہ ازرادِ بیخبری۔ دلیل بر ضعف جواب اینکہ شاعران البتہ زبان شہر خود را خوب میدانند و لفظ بیگانہ نیز عمداً می آرند لیکن مقلدِ ایشان کہ از جاے دیگر باشد چہ می داند، کہ شاعرِ اُردو دان دہلوی ایں لفظ را کہ در شعرِ خود آوردہ است زبان اُردو است یا زبانِ جاے دیگر و عمداً ازروے ضرورت در کلام خود جائز داشتہ یا بضرورت اجتہاد نمودہ۔ بلکہ بیچارہ ہرچہ در شعرش خواہد دید ہمہ را اُردوے پاکیزہ خواہد فہمید، و با یاراں مباحثہ بیجا خواہد کرد و آخر کار پشیمان و خجل خواہد شد۔ مثل ما مردم کہ ہرچہ در کلامِ مغل می بینیم آں را فارسی می دانیم گو بعض الفاظ از زبانِ سُریانی ایراد نمودہ باشد یا از زبانِ دیگر۔ ازیں گفتگوہا عدمِ حفظِ مرتبۂ افصح اُردو در سخن گفتن، یعنی مرزا رفیع دہلوی علیہ الرحمۃ و میر صاحب عالی قدر میر محمد تقی صاحب باوجود لہجۂ اکبرآباد و شمول الفاظِ برج و گوالیار در وقت تکلم از سببِ تولد در مستقر الخلافۃ مذکور مقصود خاطر داعی آثم نیست، بلکہ مرہونِ ایں صاحبان ام کہ چند لفظ نامعقول را ترک کردہ اند۔ مثل مینے بامیم مفتوح و نون مکسور و یاء مجہول کہ قدماے شاہ جہان آباد بجاے تیں کہ بمعنی درمیان است، در شعر می بستند

دردانۂ سوم حاوی بعضی ذکرِ فصیحاں

بعضی برانند که کلام شعرا در ہر شہر فصیح تر از کلام دیگراں باشد و بعضی محققاں برآں که در شعر اکثر اوقات ضرورتِ حفظِ وزن و رعایتِ قافیہ مانعِ فصاحت میگردد چنانچہ میر محمد تقی سلمہ القدیر که سر آمد ریختہ گویان طبقۂ ثانیہ است۔ مینھ بروزن میش بمعنی باراں در مصرعے برائے حفظِ وزن آوردہ وہمچنیں بھیچک بجائے بھچک بمعنی حیران۔ وملک الشعرائے زبانِ اُردو مرزا محمد رفیع متخلص بہ سودا در قصیدہ لیک وجھپک لفظ کٹک را بمعنے لشکر برائے ضرورت قافیہ ایراد نمودہ وکٹک ہرگز لفظ اُردو نمیست۔ دریں مقدمہ حق بدست سعد اللہ سکندر مرثیہ گو است که در ہر زبان مرثیہ گفتہ۔ از انجملہ در زبان مارواڑ مرثیہ دارد که مصرعۂ اولِ بند اولش این است۔

کائیں کہی اب ماکو شاہاں گھنی کٹک چڑھ دوہائی چھے

کٹک بفتحۂ کاف وتاءِ ہندی مفتوح وکافِ ساکن در آخر لفظی است از الفاظ مارواڑ معنی آن فوج ولشکر باشد۔ سندِ دیگر از نثر بخت سنگھ مارواڑی موجود است که روزے در فیض آباد با امیر زادہ احوالِ خود را عرض می کرد که

بھنے تو ایٹھاں نہیں ڈہروں چھے نہیں مہنی کی شار کی جاڑے کو مہین کٹک

ماں رہڑی دا او نہیں راہڑی کے پاس سونڑی والو۔

ولفظ تھوڑا که بمعنی اندک آید با راءِ ہندی صحت دارد وہمچنیں تھوڑی که مونثِ آں باشد مرزا نذکور خلافِ اُردو با زا بستہ۔ یا گوری که بمعنی چیز سفید روشن مؤنث باشد قافیہ کردہ شعر

ساقِ سیمیں کو تری دیکھ کے گوری گوری ۔۔۔ شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوری تھوری

وبا واو مجہول بغیر ہا گفتن این لفظ ہم از قبیل تصرف این صاحبان است برا

آنجا پوربی و پنجابی و بنگالی و دکھنی و بندیلی کھنڈی و مارواڑی و برجی را کہ می پرسید علی ہذا القیاس قوتِ ایجاد باین درجہ کہ چند زبانِ شیریں اختراع نمودہ باہم حرف زنند کہ دیگران یعنی ناآشنایان بآں زبان متعجب شوند۔ و ایجاد منحصر در پیران نیست از اطفال بازی گوش ہم بازیچہا و زبانہا ایجاد کنند۔ این سلسلہ ہنوز دران شہر دراز است، انقطاع آں سوائے فقدان وجود انسانی، کہ خدا چنیں نکند، دران سرزمین ارم تزئین تا قیام قیامت محال می نماید۔

مختصر کہ یکے اززبانہاے جدید زرگری است کہ زبان ہیچ شہرے نیست وآں بریں نمط است کہ درمیان لفظ دو حرفی زاء زیادہ کنند وبعضی این را اصل و دیگر حروفِ تہجی را بجاے زاء فرع شمردہ داخل لفظ نمودہ اند و از لفظ دو حرفی حصر لفظ مقصود نیست، بلکہ ازیں قید آگاہ کردن صاحبان کمال است، ازیں کہ میانِ دو حرف حرفے از حروفِ تہجی زاء داخل کردہ می شود مثل این عبارت

ازاج مزیرا جزی یزون چزاہزا ہزے کہ بزی گزن نزا کزے گزا جزا

کزے ٹزک وزل بزہ لزا وزوں۔

باقی قیاس فروع ہم بریں باید کرد۔ دیگر زبان مقلوب مثال آں

ریتی بس تابیں ٹھوجہ کھیندی

یعنی تیری سب باتیں جھوٹھ دیکھیں۔ دیگر بکنی یعنی درمیان دو حرف بکن آرند مثال آں

کبکنا لبکنی کبکنی میکنسر بکنی بھبکنت جبکنوب ہبکنو تبکنی ہبکنے (کالپی کی سمری خوب ہوتی ہے)

این زبان ایجاد حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی شاہ عالم بادشاہ غازی است خلداللہ ملکہٗ وسلطانہ و افاض علی العالمین برہٗ و احسانہ۔

را چنانکه باید یاد بگیرد و تصرف او مقبول خاطرہا شود و قولِ او را حجت وانند زیرا که بہم رسیدن آدمِ زکی ہرجا ممکن و حاصل شدن ہر فنِ شریف بکسب از یقینیات، بشرط دل نہادن بران باشد۔ بدیہی است کہ فارسی را با وصف این ہمہ بُعد از کتب و ہم از اہلِ زبان آموختۂ شعرا ے بلند مرتبہ در ہند گزشتہ اند و ہم در عربی چہ معقول و چہ منقول علما ء والا مرتبت۔ ہرگاہ این گونہ علوم و فنون بمحنت و سعی نصیبِ ہندیان می شود چگونہ اقرار بدرستیِ لہجہ و زبانِ ایشان مثل زبان دہلویان نکردہ آید۔ گو جاے دیگر اتفاقِ ولادت افتد مگر وجودِ چہار چیز شرط است۔ یکے ثبوتِ والدین شخص از خاکِ پاکِ دار الخلافہ، دوم میسر شدن صحبت اُردو دانان، سوم شغف این کس بہ تحصیل و تحقیقِ آن۔ چہارم تیزی طبع و وقاوتِ ذہن۔ ازین شروطِ اربعہ اگر شرطِ اوّل فوت شود حصول مرتبہ بطالبِ صادق امکان دارد۔ لیکن یقینی نیست، و سہ شرط باقی از واجبات بود۔ و ذکر مجبوریِ باشندگان جاے دیگر از او اکردن لہجۂ ملکِ خود با وصف معرفت کلی بزبان اُردو نظر بکثرت است، یعنی نادرستی لہجۂ بیرونیان با وجود دانستنِ اُردو بیشتر، و پاک بودن شان ازین عیب شاذ و کمتر، بلکہ ممتنع۔ راقمِ سطور چنین کس را کہ لہجۂ اُردویش درست باشد و مولدِ او شہرِ دیگر، ندیدہ ام، اِلا در جماعت کہ والدین ایشان از شاہ جہان آباد در ملکِ دیگر آمدہ اند یا از ولایتِ کشمیر و لہجہ و لغت را بکمال شیفتگی در خدمتِ فصحاے اُردو درست نمودہ اند۔ و این ہم باید کہ ذہن نشینِ طالبان باشد کہ قوّتِ طبعِ باشندگانِ دہلی در ایجاد و تقلید زیادہ از دیگران است، اگر خواہند مغل شوند، فارسی را بلہجۂ ادا می کنند کہ کہ اہلِ ولایت صحتِ زبان و لہجۂ ایشان دیدہ در غلط می اُفتند۔ و ہم چنین در عربی عربہا را می فریبند؛ جائے کہ عربی و فارسی این حقیقت داشتہ باشد

وکسرهٔ بہ، مہ، کہ، چھل، زہے، نھے، دہ را مفتوح از زبان بر آرند۔ واٹاوہ را اٹایا گویند و "ایں" کہ با الفِ مفتوح و یاءِ ساکن و نونِ غنہ در اُردو بمعنی چہ گفتند و چہ گفتی مستعمل می کنند بکسرِ ہمزہ، بلکہ جمیع حروف مفتوحہ ماقبل یاءِ ساکن را مکسور و مکسور چنیں را مفتوح گویند۔ عزیزے ازیں جماعت بست و ہفت سال در شاہ جہان آباد قیام داشت بعد مدتِ مذکور چوں بوطن باز آمد خود را در نگاہِ برادراں مثل ہندوستان زادیان بکمال تشخص وانمودہ در ہر مجلسے کہ میرفت دیگرے را رخصت حرف زدن نمی داد۔ تا آخر جلسہ خودش بہ نقل و حکایت شاہجہان آباد گرمی صحبت میداشت۔ یاراں ہم اورا ہندوستان زادے عالی مرتبت و خود را قصباتی کم قدر خیال کردہ روبروے او ہمہ تن گوش میشدند۔ خلاصہ روزے میگفت

کہ ایک دن چار گھڑی دن رہے میں گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک آشنا تشریف لائے اور کہا کہ چلو چاندنی چوک کی سیر کریں میں نے کہا کہ بہت بہتر۔ القصہ میں اُنکے ساتھ خراماں خراماں ہواں تک گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ ایک پری پیکر ایک بانکے کے ساتھ کھڑی اختلاط کر رہی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے، کہ اس عرصہ میں بھائی جان کی قسم ہے کہ اُن نے بھی میری طرف دیکھا۔ امیرالمومنین کی قسم، کہ جس وقت نگاہ اُس جادو نگاہ کے ساتھ نگاہ میری کے ہم نگاہ ہوئی اُسوقت مجھکو اپنی نگاہ کا نگاہ رکھنا مشکل ہُوا۔ میں نے کہا کہ ارے دل اس میں بہبود تیرا نہ ہوگا، بہتر یہی ہے کہ یہاں سے بھاگا چاہیے، ورنہ کہتر و مہتر کی آنکھوں میں حقیر ہو جاے گا، رہنا اس شہر کا دوبھر ہو گا۔

سوائے کسرۂ ماقبل یا کہ آنرا مفتوح و فتحۂ ماقبل یاءِ مکسور خوانند دیگر جا ہم کسرہ را فتحہ و فتحہ را کسرہ و ضمہ را فتحہ گفتن لہجۂ ایں بزرگان است۔ ایں بیانہا مانعِ آن نمی تواند شد کہ شخص متولد شدہ در جاے دیگر ممکن است کہ لہجہ و زبانِ اُردو

فتحہ یا سکون کسرہ۔ و بجاے مخفف مشدد استعمال کنند۔ مثال باشندۂ شاہ جہاں آباد کہ چند لفظ پورب نیز در گفتگو داخل کنند

پھٹے منھ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند اپنیے کی بیٹی سے باتیں کر رہا تھا، حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آکر ایک دھپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں۔ اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پیٹھ ٹھونکا چاہیے اور آٹھ آنے کی مٹھائی رکھ کر شاگرد ہوا چاہیے، کوئی پتریا بھی مکر میں تیرے برابر نہیں۔ اُس دن بھی برگد کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا، کیا مدار کا دودھ پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے۔

مثال پوربی اُردو داں کہ ہرگز در کلامش لفظ پورب نباشد و ہمیں عبارت را کہ شاہ جہاں آبادی دران الفاظ پورب ہم داخل نمودہ در زبانِ اُردو تمام کنند۔

پھٹے منھ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند اپنیے کی دختر کے ساتھ باتیں کر رہا تھا حضرت شاہ مُرتضیٰ علی کی قسم میں نے اپنی چشموں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آپ کے ایک دھاپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں، اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پشت ٹھونکنا چاہیے کوئی کنچانی بھی تیری برابر مکر میں نہیں۔ اُس دن بھی بڑ کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا کیا آک کا شیر پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے

و از باشندگانِ مابین مُلک گنگا و جمنا یعنے فیروز آباد و شکوہ آباد و اٹاوہ وغیرآں بعضی اُردو را از زباں دانان یاد گرفتہ اند لیکن لہجۂ خاصِ شاں این است کہ کہ ضمیر متکلم شاں بعینہ آوازِ بُز است یعنی "میں" با میم مکسور و یاء مجہول و نون غُنہ بمعنے من۔ و ترجمۂ در را کہ برائے ظرفیت در فارسی می آید شبیہ بضمیر متکلم اُردو ادا کنند

دارد لیکن پنجابی بجاے ہو ہمیشہ ہووے میگوید۔ مثال پنجابی اُردو داں

مجھے اس بات کی کیا خبر کہ یہاں کون کون رہتا ہے جانے میری بلا کس

ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے ہیں اور کون کا فربے پیر

لے گیا ہے جس پر چوری ثابت ہووے اُسکی شوق سے لیو اُتار لو اور مشکیں

باندھ کر کوڑے لگاؤ۔

و دیگر لہجۂ مخصوص باہلِ پنجاب است کہ ہر فتحہ از زبان ایشان ضمہ می بر آید دفتر

و فتر بضمۂ تاء گویند۔ لہجہ این صاحبان درین عبارت باید دید کہ یک لفظش مخالفِ

اُردو نیست لیکن از سببِ لہجہ تمامش پنجابی شدہ است۔

آپ کا کرم از بس کہ میرے حال اوپر ہے جی چاہتا ہے کہ ہر کوچہ و بازار

کے اندر دفتر دفتر آپ کی صفت اور ثنا بیان کروں، ایسے مقبول کی

خدمت اپنی نجات کا سبب ہے۔

و گاہے حرفِ متحرک را در ثلاثیِ مجرد ساکن نیز گویند مانندِ این عبارت

حسن اور حسین کی ایسی ذات ہے کہ جن کے پیغمبر خدا شتر بنے تھے اور

باغِ اِرم اُن کے غلاموں کا گھر ہے قضا و قدر جو چاہے سو ہووے۔

نانا جنھوں کا محمدؐ اور پدر علی مرتضیٰ اور مادر فاطمہ کس کے پسر کا منھ ہے

جو اُن سے برابر ہووے۔

و در لہجۂ پوربیاں علامتے چند است کہ بآں شناختہ می شوند۔ یکے ادا نکردن الف

بعد حرفے کہ ماقبل آں باشد ہمیں فتحہ را کافی و وافی دانند۔ و ہم چنیں بجاے

یاے معروف کسرہ را و بعد یاء مجہول ہا را بمجبوری زیادہ کنند و در اکثر مواقع

بعد الف یاء ساکن ہم از زبانِ شان بر می آید۔ و بیشتر بجاے الفاظِ ہندی الفاظِ

فارسی بیجل آرند و بعضی جاے بعد فتحہ حرفِ الف در تلفظ ظاہر نمایند و بجاے

اگر تصرفش در لفظے قبول کنند جاے تعجب نیست - واز اُردو تنہا الفاظِ اُردو مقصود نیست - لہجہ ہم دراں شریک است کہ آں اصالتِ اُردو باشد - دریں صورت ہر کہ لفظ و لہجۂ اُردو ہر دو درست داشتہ باشد اُستادِ کامل است - بعضی شاہ جہاں آبادیاں صحتِ لہجہ دارند لیکن الفاظ شاں صحیح نباشد - و بعضی بیرونیاں الفاظ را در صحبتِ دہلویاں درست کردہ اند لہجہ ندارند - و لہجہ عبارت از آوازِ متکلم است وقتِ تکلم و گردشِ زبانِ او - اگر شاہ جہاں آبادی الفاظِ پوربی و پنجابی در عبارت داخل نکند محال است کہ لہجۂ شہرِ خودش از دست برود - و باشندۂ شہرِ دیگر اگر عمرِ خود را در تصحیح اُردو بگذارند از لہجۂ اصلی گریزش ناممکن است مثالِ باشندۂ دہلی

مجھ تئیں اس بات کی کیا خبر یہاں کون کون رہتا ہے اور جانے میری بلا کہ کس ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے اور کون کافرِ بچہ پیر لے گیا جس پہ چوری ثبوت ہو اُس شوق سے لیو اُتار لو اور مشکاں باندھ کر چابک لگاؤ -

و دریں عبارت مجھ تئیں بجاے مجھے و ثبوت بجاے ثابت و مشکاں بجاے مشکیں بایاء مجہول بعد کاف و چابک بجاے کوڑہ پنجابی است - چوں لہجۂ متکلم درست است پنجابی نمی تواں گفت - ازیں چہ می شود کہ در صحبتے زبانش آشناے الفاظ شد و تامل دراں نکرد - پنجابی کسے است کہ الفاظ اُردو را در لہجۂ خود پنجابی سازد یعنی مجبور است کہ خبر را بسکون باء گوید یا بضمۂ آں - یا خاء را انقدر مفتوح سازد کہ بالکل مسموع شود - و تاء رہتا ہے نیز از زبانِ او مشدد برآید یا نہ مخفف مشدد صرف بلکہ درمیانِ مشدد و مخفف - وہمچنیں حاء ترحم را بے مشدد - و گافِ لیگیا را مکسور گوید - ہو را کہ بعدِ ثابت است ہووے بگوید - ہر چند در اُردو ہم صحت

کہا کہ دوپٹہ کا رنگ تو دیکھ کہ کس طرح اندھا نہ ہو جائے گا۔
بنّو کی باتیں بھی مینے کی تلوار سے ہاتھی کے زینہ پر کچھ کم نہیں ہیں۔
کَل داڑھی سے میں نے چاہا کہ کچھ کہوں اور بات بھول گیا صدقے جائیے
بھول چوک کے۔

معنیِ عبارتِ اوّل اینکہ مار از دیدنِ زمرّد کور می شود۔ محبوبہ طرف ثانی را مار و دوپٹۂ سبزِ خود را زمرّد قرار دادہ۔ معنیِ عبارتِ دوم اینکہ مینا قومے است از رہزناں در ملکِ راجپوتاں و بر یک کس نیز اطلاق آں صحیح باشد۔ و شمشیر زدن مینا بر زینۂ فیل کنایہ از کشتن جواہر سنگھ پسر سورج مَل جاٹ است، کہ بعدِ فراغ تماشاے کشتیِ فیلاں بقصد سواریِ فیل پا بر زینہ گذاشتہ بود ضربتے از دستِ مینا خوردہ ہلاک شد۔ و معنیِ عبارتِ سوم اینکہ محبوبہ منتظرِ سخنم ایستادہ بود کہ من آں را فراموش کردم تا وقتِ یاد آمدن طرف ثانی حرکت از جا نکرد، چگونہ قربانِ فراموشیہا نہ شوم کہ توقفِ معشوقہ در رفتن از سببِ آں صورت گرفت۔ بالجملہ ہر کہ کلامش ازیں عیوب کہ مانع فصاحت است پاک بود فصیح باشد گو در شاہ جہاں آباد متولد نگردیدہ باشد۔ مگر تصرف کردن او در الفاظ مقبول خاطرہا نمیتواند شد چرا کہ ایں رتبہ بہم رسانیدن را ولادتِ متکلم در دہلی و پیدا کردن اعتبار در فصحاے آں جا شرط است۔ و ایں ہم چنداں استعجاب ندارد کہ شخصے جاے دیگر قدم بجلوہ گاہِ وجود نہد و از صحبتِ اہل دار الخلافہ زبان را پایۂ دلپذیر دہد و در شہر رسیدہ صاحبِ اعتبار شود۔ پس بعد حصولِ ایں مرتبۂ بلند اگر ایجاد محاورہ بکند یا در لفظے تصرفے شایستہ بکار برد غالب کہ قبول کنند یا بعضے بپسندند و بعضی از پسندیدن آں سرباز زنند۔ بہر حال چنیں کس بے تامل از عوامِ دہلی فصیح تر است۔ آمدیم بر خواص، چوں ترجیح آنہا نیز غیر از ولادت دراں شہر بر و ثابت نمی شود

چنان میخواهد که صیغهٔ مذکر در ذکر فیل نر و صیغهٔ مؤنث در بیان مادهٔ فیل باشد و اینجا بس
آن مذکور است - دوم اینکه کھڑا و کھڑی ہر دو صیغهٔ مفرد است و پنج فیل جمع از ینجوہا
پس موافق قیاس یا پانچ ہاتھی کھڑے ہیں با یا محمول فصیح باشد در زبان اُردو گو - و
در زبان بنگالہ خلاف آن نیز فصیح بود ما را کار با گفتگوے دار الخلافہ است -
این قدر که مذکور شد بیان فصاحت کلمہ بود که آنرا لفظ مفرد با معنی گویند، مانند چاند و
سورج که بمعنی ماہ و مہر باشد - اکنون بیان کنم فصاحتِ کلام را یعنی سخن تمام را - و
آن نیز پاک داشتن کلام از دو چیز بود - یکے تنافر کلمات و آن عبارت بودن از
آوردن الفاظے در کلام که متکلم در بیان آن خطا کند یا بسرعت مثل کلام دیگر تمام
نتواند کرد مانند این دو عبارت

اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کی اُونچائی سے اونچی نہیں ہے - اونٹ کی پیٹھ کچھ
اونٹ کے ڈھانچ کی طرح قدرتی اونچی ہے -

تم تو تُو تُو مَیں مَیں بے جا کرتے ہو میں تو تمہاری بات تین دن میں بھی نہیں
سمجھتا مجھے عبث ششدر میں ڈال رکھا ہے -

دوم تعقید - و آں لفظی بود و معنوی - لفظی مراد از مقدم آوردن الفاظے باشد
که موخر آمدن آں سزاوار است، مثالِ آں

آج لڑکے فیض آباد کو چنا ل ہیرا نند کے سالے کے لوگ کہتے ہیں کہ گئے -
و اگر چنیں گفتہ می شد فصیح می بود -

لوگ کہتے ہیں کہ چنا ل ہیرا نند کے سالے کے لڑکے آج فیض آباد کو گئے -
معنوی مشتمل بودن عبارت است بر تخیل و قصهٔ غیر مشہور و دیگر اشکالات مثال آں

کل گنا سبز دوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی مجھے دیکھ کہنے لگی کہ میری طرف دیکھا
تو اندھا ہو جائے گا - میں نے کہا میں کالا ناگ ہوں مجھ سے ڈرو ہنسکر

طرف دیگر۔ و حویلی و بازار نواب میر خان مرحوم و سه راهه بیرم خان که بتراهه مشهور است و محله فولاد خان و کوچهٔ چیلها جزوِ دہلی دروازه است۔

ازین بیان بر ہوشمندان خبیر روشن است که فصاحت اُردو پر تولد کسے در شاہجہان آباد نیست۔ چرا که فصاحت پاک بودن لفظ از سه چیز است۔ یکی تنافرِ حروف مثل اُلنڈ نا یعنے آب از ظرفِ کلان در ظرف کوچک کردن۔ دوم غرابت لفظی یعنی استعمال لفظ نامانوس غیر متعارف مانند استعمال الفاظ دکھنی و بنگالی و کوہی در اُردو۔ روزے میرزا علی نقی محشر مقتول که خدا ایش بیامرزد گفت که پانی اُلینڈ لو، زبان اُردو است پانی نا لو، زبان پورب است۔ حالا انصاف باید کرد که کدام یکے فصیح تر است از دیگرے۔ میرزا قتیل جواب داد که پانی اُلینڈ لو، لفظی است که گوش وضیع و شریف در شاه جهان آباد آشنا بآن نیست، و پانی نا لو، سوائے اہل پورب کسے نمی فہمد یا شمامی فہمید پس لفظیکه مسموعِ اہل اُردو نباشد در عبارتِ اُردو آوردن ازینجهت که غرابت دارد و راهِ فصاحت غلط کردن است۔ و کنکوا را که از قسم کاغذ باد است تلنگه گفتن نیز ازین قبیل باشد، زیرا که سکنهٔ دہلی ازین اصطلاح خبر ندارند و بر زبانِ ملازمان شریف کم بیشتر جاری باشد فیض صحبتِ اہل پورب است۔ اُلینڈ لو هر چند دال هندی دارد و تنافرِ حروف ازان پیدا۔ لیکن از سبب کثرتِ استعمال فصیح باشد و بعضی فصحا اُنڈیل لو نیز گویند۔ مرزاے مرحوم را از دِ این سخن بخاطر نه رسید و سکوت ورزید۔ سیوم مخالفت قیاس لغوی و آن استعمال لغت سوائے قیاس باشد مانند کلام بنگالیان مقابل کلام اُردو۔ یعنی بنگالیان هر وقت که پنج فیل را یکجا استاده می بینند اگر نر اند پانچ ہاتھی کھڑی ہین بایاء معروف در کھڑی میگویند و اگر ماده اند پانچ ہتنی کھڑا ہے۔ و موافق قیاس لغت این است که پانچ ہاتھی کھڑے ہین و پانچ ہتنیان کھڑی ہین، بایاء مجهول در نر و بایاء معروف در ماده۔ درینجا مخالفت قیاس از دو جهت است، یکے آنکه قیاس

بہمین قدر مدت قیام شاہ جہان آبادی شدہ مال بستہ راہ بر ند فرقۂ اوّل کہ از گردش فلکی ولادتِ شان در دہلی اتفاق اُفتادہ چہ تقصیر کردہ اند کہ بر خود نہ بالند و خود را اُردو دان مشہور نکنند۔ کو، یو باواؤ مجہول یا یہ بفتحۂ یا ہر دو بمعنی یہ بکسر یا کہ ترجمۂ این باشد بہ تلفظ در آرند۔ ہر آئینہ از اہل پورب بہتر اند۔ خلاصہ اینکہ صاحبِ کمال بداند کہ الفاظ مذکورہ یعنی کو باواو معروف و یو و یہ بفتحہ یا زبان بعضی شہر ہای قریب دار الخلافت است چون فرزندان شان از پدر و مادر ہمین الفاظ بگوش داشتہ اند با وصف متولد شدن در شاہ جہان آباد تمیز در لفظ اُردو و لفظ وطن والدین نکردند چون قرب آن بلاد از دار الخلافہ باعث بر صحتِ اُردوی باشندگان آنجا نمی تواند شد در جنب شاہ جہان آبادیان ہمہ حکم دہقان دارند۔ از ینجا ثابت شد کہ فصاحت در دہلی ہم نصیب ہر کس نیست، منحصر است در اشخاص معدودہ۔ ہر چہ بہ امتحانِ راقمِ حروف رسیدہ است این است کہ ہیچ محلہ خالی از فصیحے نیست۔ در بعضی جاے دو فصیح و در بعضی جا سہ و در بعضی جا چہار و ہم چنین، شاید کہ کدام محلہ خالی از آدم فصیح نیز باشد۔ لیکن بیشتر چنین است۔ پس حکم بر اکثر است نہ بر اقل۔ اما مکانیکہ در ان مجمع فصحا، است قلعہ مبارک بادشاہی است و دو محلۂ دیگر، یکے بنگلۂ سید فیروز کہ از خانۂ مرزا اکمل مرثیہ خوان متوفی تا حویلی اسمعیل خان صفدر جنگی و از انجا تا حویلی ملکہ آفاق حضرت ملکہ زمانیہ بنت فرخ سیر بادشاہ یک ضلع محسوب است بلکہ نزد بعضی کابلی دروازہ و بیرون آن نیز تا تکیۂ شاہ خدایار۔ و این طرف از حویلی نواب شبیر جنگ مرحوم و چوک نواب سعادت خان بہادر برہان الملک جنت آرامگاہ تا پھاٹک حلبش خان داخل آن باشد لیکن قدرے درینمقام تامل است۔ آنچہ شک را دران گنجایش نیست این است کہ تا حویلی ملکہ آفاق فصاحت از در و دیوار می بارد و از چتلی قبر تا ترکمان دروازہ بلکہ طرف و تا دہلی دروازہ کہ بدّلی دروازہ شہرت دارد یک طرف۔ و تا چوک سعد اللہ خان

در مجلس ہندوستان زبان صرف کنند یا در قافیۂ شعر بکار برند اگر کسے از راہ دوستی بعرض رساند کہ این لفظ لفظ اُردو نیست چہرہ را سرخ وچشمان را ہمین نمودہ بگویند کہ از اُردو دانان ہمین گوش زد ما شدہ است، فلان میر صاحب فلان شیخصاحب کہ باشندۂ شاہ جہان آباد بودند و تا امروز فصیح ترے از ایشان از دار الخلافت درین شہر نرسیدہ است این لفظ را بر زبان داشتند۔ تنہا ہمین بیچارگان دعوے توطن در شاہ جہان آباد نکردہ اند دیگران ہم در بند این مالیخولیا ہستند۔ بعضی پنجابیان کہ گاہ گاہے برائے فروختن اجناس از لاہور یا سیالکوٹ یا شہر دیگر وارد شاہ جہان آباد می شوند و زیادہ از سہ چہار ماہ نہایت شش ماہ نمی ورزند ہر وقت کہ بوطن میروند ہم شہریان خود را پنجابی و خود را شاہ جہان آبادی دانستہ زبان آنہا میگیرند و عیب شان میکنند و حکم انیکہ ع

خرس در کوہ بو علی سینا است

در مجالس نشستہ می گویند کہ در شاہ جہان آباد کسے این لباس را نمی پوشد و این لفظ را ہم احدے بر زبان ندارد۔ وہمچنین پوربیان با اینکہ بعضی صاحبان ازین فرقہ کہ در وقت نجف علیخان مرحوم در شاہ جہان آباد بودہ اند گاہے یک ماہ وگاہے دو ماہ وگاہے شش ماہ ہم درین شہر قیام داشتہ اند و بیشتر از اطراف کہ عبارت از متھرا و ڈیگ و دیگر شہرہائے برج و میوات باشد بسر بردہ اند و مدت العمر در لکھنؤ یا الہ آباد یا سندیلہ یا مانک پور و ازین قبیل شہر یا قصبۂ دیگر از بلادِ پورب شب را روز کردہ اند حالا کہ در لکھنؤ دوچار می شوند ہمین میگویند کہ درین مُلک قدر ما مردم را کسے نمیداند و باشندگان اینجا سخت بیرحم و بیمروت ہستند بخلاف باشندگان شاہ جہان آباد، بامیر المومنین مانے مروّ کہ در شہر خود دیدہ ایم جائے دیگر ندیدہ ایم، نمیدانیم کہ جناب اقدس الٰہی مارا بکدام گناہ از شہر ما بر آوردہ در پورب کہ نہ زبان کسی درینجا درست است نہ گفتگوے کسی مانا بہ گفتگوے ایشان، شہر بشہر و کوچہ بکوچہ میدواند۔ وقتیکہ پنجابیان و پوربیان

باشد، یا در هر دو صورت صحیح باشد۔ لیکن چون بیشتر با واوِ مجہول از اہل اُردو و با
واو معروف از بیرونیان بسماعت می رسد با واو معروف داخل اُردو نمی توان کرد
این ہم فیضِ خاکِ شاہ جہان آباد است کہ نون غنہ را ازین لفظ جدا کردہ اند، و
الا بزرگانِ ایشان کہ در وطن بوجود آمدہ اند کو را کون میگویند مانند این عبارت کہ
"اُس چھوکرے کون مین نے کتران کہا کہ مجھ سون نہ بولا کرو دو توا نگان مان سر
کرو دنگا اب تون آپڑے اوپر بدنامی نہین آئی کہیں بارے ماہین بدنام نہ کرنا"
یو بایاء مضموم و واو مجہول بجاے یہ کہ ترجمۂ این باشد در کلام می آرند۔ ہمچنین در بعضی
محلات کہ اکثر صاحبان از شہرہاے قریب بدار الخلافت آمدہ تشریف در شہر داشتہ اند
فرزندانِ ایشان بالفاظ غریب و عجیب متکلم می شوند۔ چنانچہ در محلۂ افغانان با وجود درستی
اُردو لفظے چند کہ میراث پدر و مادر ہر متکلم است رواج دارد مثل پیارا کہ در ہندوستان
بباء فارسی مکسور متحد بایاء بمعنی مرغوب و دلچسپ باشد و در اصطلاح افاغنہ بکسر باء فارسی و
اعلان یاء عاشق را گویند۔ بیش کہ در فارسی بمعنی زیادہ است بمعنی خوب استعمال کنند
جردا بمعنی رنڈی دمرا بجاے مواد کھٹیا بجاے چارپائی و آگی بجاے آگ و بھنگی
بجاے حلال خور۔
ہم چنین سکنۂ محلاتِ دیگر کہ بعضی از صحبتِ والدین زبان یاد داشتہ و بعضی زبانِ
فرید آباد و بعضی زبانِ رُہتک و بعضی زبان سونی پت و بعضی زبان میرٹھ یاد گرفتہ
با روزمرۂ اُردو ضم نمودہ اند بخدا کہ گفتگوے شان شبیہ بجانورے است کہ چہرہ اش
چہرہ است و باقی تمامش بصورت خر باشد، یا نصفش آہو و نصفش سگ۔ لطف دیگر اینکہ
چون براے تلاش معاش بشہرہاے دیگر روند خود را شاہ جہان آبادی قرار دہند و
اہل آن بلدہ الفاظ ایشان را سرمایۂ اُردو دانی خود دانستہ ہم شہریانِ خود را کہ صحبتِ
این صاحبان یعنی مسافرانِ دہلی ندیدہ اند دہقان پندارند و لفظ غلطے کہ از ایشان بشنوند

و لفظ فلانے را ہم بایاء معروف میگفت بخلاف اہل اُردو، زیرا کہ این صاحبان بجاے
مذکر یاے مجہول و در مؤنث یاء معروف آرند۔ مثلاً فلانے شخص نے ہمین بہت عاجز
کیا ہے۔ یا فلانی رنڈی نے بڑا اُدھم مچایا ہے۔ و بجاے کرون گاکہ ترجمۂ خواہم کرد
باشد چاہتا ہون کرنا اور چاہونگا کرنا در استعمال این قوم باشد۔ مت بجاے نا
کہ حرف نفی است بیشتر بر زبان دارند، مانند این عبارت اُس کام کو مت کرنا چاہیے
و بجاے میواتی میوایتی بزیادتی یاء بعد الف۔ و پہنچا کہ فعل ماضی و ترجمۂ رسید
بزبان ہندی است پونچھا گویند، صحت لفظ مذکور بضمۂ باء فارسی با نون یکے شدہ
و ہاء ساکن و جیم فارسی و الف باشد و در روزمرۂ فرزندان اہل خطہ بضمۂ باء فارسی و واؤ
مجہول و نون غنہ و جیم فارسی باہاء یکے شدہ و الف باشد۔ الحاصل درینمقام بجاے
استعمال فعل ماضی مصدر ہم عادتِ ایشان باشد مانند پانچروپیہ اُنسے لینا چاہیے۔
بجاے پانچروپے اُنسے لیا چاہیے۔ یا دوروپیہ انکو دینا چاہیے بجاے دوروپے انکو
دیا چاہیے۔ و فہمیدن بجاے شنیدن در فارسی و سمجھنا بجاے سُننا در ہندی لفظ
این جماعت است۔ مانند این کہ شما اشعار فلان شاعر فہمیدہ اند یعنی شنیدہ اند یا اینکہ
اگر مرزا رفیع کی غزل کوئی سمجھو تو مین پڑھوں۔
و در محلۂ کہ سادات بارہہ مسکن گزیدہ کہ خدا شدہ اند و نتائج قابلیت شعار ہم رسانیدہ
اند، ہمیشہ بلا برسمر اُردو نازل می باشد۔ کو را کہ با کاف و واؤ مجہول ترجمۂ را است
کہ برلے افادۂ مفعولیت می آید کہ درین عبارت کہ "مین نے اُسکو مارا" یعنی من اورا
زدم، کو بر وزن ہو استعمال می کنند۔ میر سوز مرحوم ہم بضرورت کو را ردیف غزلے
ساختہ با واؤ معروف قرار دادہ دلیل بر اینکہ باعتقادش لفظ مذکور چنین بودہ ست،
این است کہ در مصرعے از غزل مذکور این لفظ را بمعنی کجاست آوردہ از استعمال
کردن آن مغفور لفظ مذکور را معلوم چنان می شود کہ با واؤ معروف زبان قدماء شہر

اخلاق کہ شیوۂ ستودۂ بزرگان خداپرست است بجواب سلام ملتفت شدہ برخاستند و سرِ این بے لیاقت را درکنار گرفتہ بپہلوے خود جا دادند۔ عرض کردم کہ

"ابتدائے سِن صبا سے تا اوائلِ ریعان اور اوائلِ ریعان سے الی الآن اشتیاقِ مالایطاق تقبیل عتبۂ عالیہ نہ بحدے تھا کہ سلکِ تحریر و تقریر مین منتظم ہو سکے لہذا بے واسطہ و وسیلہ حاضر ہُوا ہون"

ارشاد شد کہ

"اپنی بھکون بھی بدو طفلی سے تمھین سے اشخاص کے ساتھ مونست و مجالست رہا کی ہے"

و در محلہ دیگر کہ اولاد کشمیریان بیشتر می باشند و صحبتِ شاہ جہان آبادیانِ فصیح نصیبِ شان نگردیدہ ظاہر کردن نون غنہ بسیار رواج میدارد۔ و در مضاف و مضاف الیہ کو زیادہ کنند بجا بیجا یعنی در اُردو۔ و سوائے مضاف الیہ شدن ضمیر متکلم و حاضر کا، با کاف و الف در ذکر مذکر و کی با کاف و یاء معروف در ذکر مؤنث واسطہ سازند، مانند میرا بیٹا اور تیرا بیٹیا۔ و برائے ضمیر غائب کا و کی ضرور تر است چنانچہ اُسکا بیٹا اور اُسکی بیٹی گویند و ہمچنین زید کا بیٹا و عمر کی بیٹی۔ کشا مرہ یعنی فرزندان شان بجاے کا و کی کو با کاف و واو مجہول استعمال کنند۔ بہرحال درین مقام خود رابطی درمیان مضاف و مضاف الیہ ضرور است این صاحبان در محلے کہ از رابطہ مستغنی باشند نیز ہمین لفظ را بکار برند شاہد این بیان است کلام میرزا لطف علی پسر کاظم جیو سوداگر کہ روزے میگفت کہ

"کسی کے گھر مین ایک بیٹی ہوتی ہے تو اُس کو مارے فکر کے نیند نہین آتی مجھکو تو تین بیٹی ہین کیا کرون، چار پہر رات سے مارے اندیشہ کے شیخ سعدی کی گلستان پڑھا کرتا ہون بھلا صاحبو جسکو تین بٹیان ہون وہ گلستان پڑھکے جی نہ بہلائے تو کیا کرے"

گلستان با علان نون از زبانش بر می آمد و فریاد کردن را باین معنی کہ فلان از من پیش فلانے فریاد بُرد، "فریاد کہائی" میگفت" یعنی فلانے نے نواب صاحب کے پاس میری فریاد کہائی

چاچا برادر خرد پدر و تایا برادر کلان را گویند۔ و ہرگس بجاے ہرگز و تلک بجاے تا بمعنی تک که براے انتہا باشد و بندھا ہوا باعلان نون بمعنی بستہ شدہ در تلفظ ایشان باشد۔ و صاحبانِ شہر قدیم که بہ پُرانا شہر مشہور است اِدھر را که بمعنی این طرف مشہور است ایدھر و کدھر را کیدھر و اُدھر را اُودھر باعلان واو گویند۔ و دھیرا بروزن مینا بمعنی متوقف و پرو تھا بضمہ باء فارسی و فتحہ راء بجاے پرا ٹھا که قسمی است از نان در ہندوا اور با واو مجہول بمعنی طرف و بھیچک بجاے بُھچک بمعنی حیران و مینہ بروزن تیر با نون غنہ بجاے مِنہ که بمعنی باران است، و تکون بجاے تئین که بمعنی را باشد۔ جانے ہارا بجاے جانیوالا بمعنی رفتنی و این لفظ را باشندگانِ شہر نو ہم از خدمت ایشان استفاد کردہ اند۔ و فرماتیا ہے و جاتیا ہے و کہتیا ہے بجاے میفرمایند و میروند و میگویند از زبان ہمین بزرگان فیض رسان گوش زد سامعان است، بلکه بر سر جمیع صیغہ ہاے مضارع حال در ہندی ہمین آفت می آرند۔

در زمانیکه راقم مذنب ہمراہ والد مرحوم مغفور وارد دار الخلافہ شدہ بود از بسکه آوازہ فصاحت و بلاغت جناب فیض مآب میرزا صاحب علیہ الرحمۃ میرزا جان جانان مظہر تخلص گوش راقم را مقر خود داشت دل با دیدہ مستعد ستیزہ شد که چرا از دیدار میرزا صاحب اینہمہ محروم می پسندی و مرا از لذتِ جاودانی و عذوبت روحانی که در کلام معجز نظام آن حضرت است باز میداری چار و ناچار خط را تراش دادہ و جامہ ململ ڈھاکہ پوشیدہ دستار سرخ باندھنو بر سر گذاشتم دیگر لباس ہم ازین قبیل، و از سلاح آنچہ با خود گرفتم کٹار بسیار خوبی بکمر زدہ بودم بایں ہیئت بسواری فیل روانہ خدمت سراپا افادت ایشان شدم۔ چون بالاے بام کیبول رام بانیہ متصل مسجد جامع ساختہ پیشکش میرزا صاحب کردہ بود برآمدم، دیدم که جناب معزی الیہ با پیرہن و کلاہ سفید و دوپٹہ نا سپالی رنگ بصورت سموسہ بر دوش گذاشتہ نشستہ اند بکمال ادب سلامے بر ایشان کردم از فرط عنایت و کثرت مکارم

ونون ساکن وگاف مفتوح باہاءِ یکی شده ونون مفتوح ماقبل الف- واوسا بجاے
ویسا که بفارسی چنان گویند وجوگا باجیم وواو مجهول وگاف والف بجاے لایق و
کافی، میرے جوگا یعنی میرے لائق ویارہان بجاے گیارہ بمعنی یازده، وبیالیس
که بمعنی چهل ودو باشد بکسر باء- وڈونا با دال ہندی وواو مجهول ونون والف بجاے
دونا که با دال مفتوح وواو ساکن مستعمل زبان دانان اردو ست استعمال کنند-
وارآین با الف مفتوح وراء مفتوح ماقبل الف وہمزهٔ مکسور ویاء معروف ونون غنه
بمعنی سبزی فروش بجاے کنجڑا- وچھپ جانا که بمعنی پنهان شدن زبان اردو است
بضمهٔ جیم فارسی- ومطلق را مطلق بضم لام بلکه بجاے فتحه ضمه در استعمال شان باشد- وجانور
را که اکثر صاحبان جنور بغیر الف هم گویند جناور- وسخنان را که در اردو باتین بایاء مجهول
ونون غنه استعمال کنند باتان- وبجاے سب نے سبھون نے- تلواران بجاے تلوارین
شمشیرها- ولگائیان بجاے لگائین وتھیان بجاے تھین بمعنی بودند لیکن مؤنث، مثلاً
زنان نشسته بودند ترجمه‌اش بزبان اردو این است که عورتین بیٹھی تھین اهل مغلپوره
عورتان بیٹھی تھیان میگویند- وبجاے میرے تئین، تیرے تئین، ہمارے تئین، تمهارے
تئین، اُسکے تئین، اِسکے تئین، اِنکے تئین، اُنکے تئین، آپکے تئین که زبان اردو
است وفصیحان بجاے آن مجھے وتجھے، ہمین، تمھین، اِسے، اُسے، اُنھین، اِنھین،
آپ کو گویند- مجھ تئین، وتجھ تئین، ہم تئیں، تم تئین، اِس تئین، اُس تئین، اِن
تئین، اُن تئین، آپ تئین- وبجاے میری طرف، تیری طرف، ہماری طرف،
تمهاری طرف، اِنکی طرف، اُنکی طرف، اِسکی طرف، اُسکی طرف، آپکی طرف، مجھ طرف
تجھ طرف، ہم طرف، تم طرف، اُن طرف، اِس طرف، اُس طرف، آپ طرف گویند-
وسواے این هرجا که موقع کی باشد که علامت اضافت است حذف آن نمایند، مانند
پورب طرف ودلی طرف که اهل اردو پورب کی طرف ودلی کی طرف گویند- ومانند ہنود

را باجی صاحب یا باجی جان یا آپا جان خواهد گفت بهمین طریق رفته رفته زبان را انجوبی یاد خواهد کرد - خواجه محمد لیث کشمیری هم مجبور است که دختر میر محمد مقیم که زنش باشندهٔ دهلی است بگیرد و پسرے که ازان دختر بوجود آید وجاهت او محل شبهه نباشد - و همچنین حال اُردو و صباحتِ کشمیر با سوادِ هند یکجا شده طرفه رنگے پیدا کرده است که خدا در امان خود نگهدارد - حُسنِ زانگلو دختران چه فتنها که برپا می کند - زانگلو با زاء والف و نون غنه و گاف و لام مضموم و واو معروف پسرے و دخترے را گویند که پدرش کشمیر زاد و مادرش دهلی زاد باشد بالجمله این چیزها را پوربی نمیدانند و این جماعت با وصف تولد در پورب پوربی نیستند با آنکه آنکه مچول در لکهنو بسیار رواج دارد و لیکن پوربیان هنوز آنکه مچول را آنکه مچونا گویند و آنکه میچنا را که در شاه جهان آباد و لکهنو بمعنی چشم پوشیدن است آنکه موچنا می فرمایند - بالجمله و لالان شاه جهان آباد با اینهمه خرابی در هندوستان از هندوان شهرهای دیگر بلکه از مسلمانان هم فصیح تر اند از لهجهٔ شان بود و باش شاه جهان آباد تراوش مینماید و مطلب ازین طول مقال این بوده است که محاورهٔ اُردو عبارت از گویائی اهل اسلام است - لیکن درین صفت هم اختلاف بسیار است تمام شهر را فصیح نمیتوان گفت اما این قدر هست که بازاریان آنجا قاطبةً در حرف زدن به از اعزه و شرفاے بلادِ دیگر اند و نیز بر هرکس که دوکان فصاحت در شاه جهان آباد گرم کرده است پوشیده نیست که ساکنان مغل پوره که محلهٔ بزرگ شاه جهان آباد است روزمرهٔ اُردو با روزمرهٔ پنجاب ممزوج ساخته حرف میزنند چنانچه پنجاب را بعضی بر وزن چهار بر زبان دارند و نون را در باء فارسی غائب کنند بنوعیکه از حروف متحد با نون شود - لاهور را لهور و قطعه را بکسر قاف قِطعه هرچند در لغت صحیح لیکن خلاف اُردو است - و همچنین قبل ازین را قِبل بکسر قاف - و بعضی مانند هندوانِ پنجاب در جمیع الفاظ که جزو آن قاف است بجاے آن کاف بر زبان می آرند قبله را کبله و قطعه را کطعه - و لنگهنا بجاے طے کردن را با لام مفتوح

وراء مکسور و یاء معروف اسم جانور کوچک پردار - نانو بمعنی نام - دیگر کالی پیلی ڈلو - کالی
سیاه ہندی، پیلی چیزے زرد، وڈلو با دال ہندی مکسور لام مضموم و واو مجہول بمعنے
خط مستقیم کہ بر دیوار ہا با چیز دیگر بقلم یا انگشت یا غیر آن کشند - دیگر جدر چھپول جیم فارسی
مفتوح و دال مشدد مفتوح وراء ساکن و جیم فارسی مکسور با ہاے یکے شدہ و باء فارسی مفتوح
و واو مفتوح مشدد و لام ساکن این بازیچہ در ہندوستان از ولایت آمدہ است لیکن
نام فارسی دیگر است - دیگر گھور گھنڈی چوہی لنڈی با گاف مضموم با ہاے یکے شدہ و
واو مجہول وراء و گاف مضموم با ہاے یکے گشتہ و نون ساکن و دال ہندی مکسور و یاء
مجہول - چوہے بمعنی موشان - و لنڈے بضم لام و اعلان نون ساکن و دال ہندی
و یاء مجہول بمعنی دُم بریدہ - دیگر مونگ چنا ڈگڈوئی ڈو - بازیچۂ جوانان با اطفال صغیر
است - مونگ بمعنی ماش و چنا بمعنی نخود و ڈگڈوئی ڈو با دال ہندی مفتوح و گاف
ساکن و دال ہندی مضموم و واو مجہول و ہمزۂ مکسور و یاء معروف و دال ہندی و
واو معروف - دیگر چھلا چھپول این ہم از ولایت رسیدہ است در فارسی
انگشتری بازی می نامند در شہرہاے دیگر ہم مروّج است براے این کہ
اکثر جوانان لولی پرست براے مساس مخفی این مشغلہ بیشتر می کنند
لیکن اصل این جوانان از شاہ جہان آباد است اگر کدام پوربی الاصل ہم میداند بیقین
است کہ از اینہا یاد گرفتہ است دیگر بازیچہا نیز جاے دیگر رسیدہ است چراکہ بزرگان
مردم خوش نشین یا از شاہ جہان آباد یا از ولایت یا از حضرت کشمیر آمدہ اند در ہر صورت
اُردو را صحیح میدانند مگر از بعضی چیزہا بیخبر اند، در اولاد شاہ جہان آبادیان جاے تامل نیست
آمدیم بر سر اولاد مغل - مغل دختر ہندوستانی خواہد گرفت یا کنیزکے را در خانہ خواہد
گذاشت و مسکن ہم در امثال خود خواہد گزید - درینصورت ہر گاہ پسر تولد خواہد شد دایہ ہم از
قوم یا سیدہ خواہد بود - پس وقتیکہ زبان وا خواہد کرد دایہ را انّا و مادر را امّا جان خواہد

برآورده بمن نخشید و وا با دال و الف قائمقام کا باشد که علامت اضافت در زبان هندی است و دی بمعنی کی مثل اینکه فلانے کا بیٹا اور فلانے کی بیٹی - پنجابیان فلانید ابیٹا و فلانے دی بیٹی گویند و دے ورد الدے بایاء مجهول قائمقام تے باشد یعنی منهه مین د التے جانا بلهجهٔ دلالان در اصل جانڑا باشد بمعنی رفتن - کتابت آن با جیم مفتوح و الف و نون غنه و راء هندی و الف باشد و اینها زنگار را زنگال و جنگال و زنگاره هم گویند در هر سه صورت حرف اول جیم باشد یا زاء با نون یکے شده و لفظ مذکور که در اصل بر وزن اسباب است بروزن جهار گردد - شنگرف راکه نیز همین وزن دارد شنگرف با شین مکسور با نون یکے شده و گاف و راء مفتوح و فاء ساکن بروزن مسطر ادا سازند پس باتباع تلفظ این فرقه حروف زبان هندی هشتاد و هشت باشد هر چند اینها پنجابی الاصل اند و قول شان غیر معتبر لیکن چون بعضی ناخوانده‌هاے شهر هم این الفاظ را از اینها شنیده اند بهمین حروف و حرکات مستعمل کنند و دیگر اردوے شان درست باشد و ۲ خلل اردو می توان کرد و بخلاف الفاظیکه در نقل چنیا مل مذکور شد و منکر این هر دو لفظ یعنی زنگار بروزن جهار و شنگرف بروزن مسطر با وصف درستی اردو شاه جهان آباد را ندیده است ولادت یکطرف زیرا که در شهر دیگر از صحبت والدین و دیگر باشندگان شهر لهجهٔ زبان اردو یاد گرفتن سهل است - لیکن بعضی الفاظ و بازیچها خصوصیت تولد شخص دران شهر دارد مثل چنڈول گداگر بول - بکسر جیم فارسی و اعلان نون ساکن و دال هندی مضموم و واو معروف و لام ساکن و گاف مفتوح و دال مفتوح و الف و گاف مفتوح و راء ساکن و باء و واو مجهول و لام نام بازیچه - دیگر کاٹهه کٹول بانسلی بهنبیری میرا نانو - با کاف و الف مفتوح و تاء هندی با هاء یکے شده و در آخر د کاف مفتوح و تاء هندی با هاء یکے گشته مفتوح و واو مفتوح مشدد و لام ساکن بانسلی یعنی پارۂ نے که آن اکثر آدمیان می نوازند و بهنبیری با باء و با هاء و نون یکے شده مفتوح و باء با هاء یکے گشته مکسور و یاء معروف

بمعنی برکہ ترجمۂ علیٰ باشد در فارسی۔ وڈا با واؤ مفتوح و دال ہندی مشدد و الف
بمعنے کلان۔ لکڑ ا بتشدید کاف و راء ہندی بمعنی چوب کلان۔ ہور با ہاء مضموم و واؤ
مجہول بمعنی دیگر۔ شخی با شین ہمان سخی با سین۔ چھے با جیم فارسی با ہاء یکے شدہ
و یاء مجہول بمعنی شش۔ لاؤ بمعنی بیار۔ تاگر بمعنی تاے انتہائی۔ گاجران بمعنی زرد کہا
چٹا با جیم فارسی مکسور و تاء ہندی مشدد و الف بمعنی سفید۔ لگ نیز بمعنی تاء انتہائی
ہمچنین۔ توڑی با تاء و واو مجہول و راء ہندی و یاء معروف براے انتہاے وقت
و مکان۔ و جھٹالو با جیم با ہاء یکے گشتہ و الف و لام و واو مجہول بانمعنی کہ با طعام ناشتہ
بکنید یا با خوردنی ہا از قسم فواکہ و بقول و غلہ ہاے بریان مثل نخود و غیرہ ناشتا بکنید
چنگا بمعنی خوب و بندہ نواز در اصطلاحِ شان تان بمعنی تو نہ تو کہ ترجمہ انتَ باشد بلکہ
توے ہندی کہ در عبارتِ فارسی مقابل آن خود و کاف مکسور باشد مثلاً من خود
میروم کسے برود یا نرود و یا من کہ میروم دیگرے نرود یا نرود۔ ظاہر است کہ ترجمۂ
عبارتِ مذکور بہ ہندی غیر ازین نیست کہ مین تو جاتا ہون کوئی جائے یا نجاے۔
غرما غرم بمعنی گرما گرم۔ ڈھیر سا بمعنی مانند انبار۔ آگے با الف مفتوح و گافِ مشدد و مکسور
و یاء مجہول بمعنی پیش۔ رکھ دیا با راء مفتوح و کاف ساکن متحد با ہاء و دال مکسور و الف
بمعنے چید۔ کرولی با کاف مفتوح و راء مضموم و واو معروف و لام مکسور و یاء معروف بمعنی
آب از دہن بیرون کردن۔ ہن با ہاء مضموم و نون مشہور است در اصل با ہاء با نون یکے
شدہ و راء ہندی بمعنی حالا باشد کہ بہندی اب گویند۔ کڈھ کے با کاف مفتوح و دال
ہندی مشدد و متحد با ہاء۔ و کے در ہندی بدل ہاء بمعنی برآوردہ از کیسہ یعنی از کیسہ برآوردہ
داد۔ ضابطہ این است کہ ہاء در فارسی بعد فعل ماضی براے استمرار می آید مانند این عبارت
کہ سلاطین دار احشم جبہہ بر آستانش نہادہ اند یعنی از بدو شعور چنین کردہ اند و آیندہ ہم تا
زندہ اند چنین خواہند کرد یا براے علاقۂ عبارت ما بعد آید مثل انکہ ہفت اشرفی از کیسہ

چہار فلوس برائے سیر بازار داد و بعد چند روز کہ بازوارد شاہجہان آباد شد یاران محلہ بر و جمع شدہ پرسیدند کہ خوشحال رائے جوہری را ہم دیدہ بودند معلوم نیست چہ حال دارد۔ بیک ناگاہ گردن را بلند کردہ بر سر سخن آمد کہ

کھسانی جوہری کی پھیجی باد مین ایسی بنی کہ ایسی کسی کی نہ بنی ہو ڈوڈھی ڈوڈھی پر خیریل وچ خیریل دی ستاری دی ہٹ ڈہری کے اندر بھی کنوا کنوے کے منھ اوپر وڈا الکڑا ہور شنجی بھی ایسا کہ ایسا کوئی بھی نہ ہوگا مجھے دیکھتے ہی باگ باگ ہوگیا ہور دسی گھڑی چھے پیسے آدمی کو دیے کہ چنیا ل کے واسطے پوریان ہور موہن بھوگ تو جاکے لاؤ ہور اُسکے آؤتے آؤتے تاکر دھیلے کی گاجران ہور دھیلے کا چنا گُڑ لیکے دیا کہ جب لک وہ آؤتا رہے اُسکے آؤتے توڑے مُنھ تو جُھٹا لو رب چنگا چوکری تان اُسنے بھی تو غراغوم لوچیان ہور کچوریان ہور موہن بھوگ ڈھیر سا لاؤکے میرے آگے رکھ دیا مینے کھاکے کرولی کرکے کہا کہ مین ہنٹر جاتا ہون سُنکے بچارے نے چار پیسے کھیسے مین سے کڈھ کے دیے کہ اسدا کچھ بجارے لیکے منھ وچ ڈالدے جانا

شرح عبارت این است کہ از خوشحال رائے بقاعدۂ ترخیم خوشحالی گرفت واز راہ بے علمی خاء را با کاف باہائے یکے شدہ مضموم و شین را با سین و حاء را با یاء مجہول مبدل کردہ از فیض آباد پھیج آباد برآوردہ۔ و این زبان اکثر جاہلان و عوام شہر است لیکن دلالان الف را با یاء مجہول بدل کنند شبیہ بقاعدۂ امالہ۔ ڈوڈھی با دال ہندی مفتوح و سکون واؤ و دال ہندی باہائے یکے شدہ مکسور و یاء معروف بزبان این مردم بمعنی آستانہ و دم دروازہ باشد۔ خیریل عوض کھیریل است کہ در پورب و دیگر بلادِ جنوبیہ رواج دارد۔ و وِچ با واؤ مکسور و جیم فارسی مشدد بمعنی درمیان باشد۔ کنوان بتشدید ہمزہ بصورت واؤ بمعنی چاہ۔ اوپر بتشدید باء فارسی

گویند. کنده باکاف مفتوح و نون ساکن و دال مفتوح باہاۓ یکے شده بمعنی دیوار باشد - این الفاظ ہمه در استعمال کسانے است که اصل آنها از بلاد پنجاب است یعنی لاہور وامن آباد و کلانور و پٹیاله وسوذہرا و بہسرور و اورنگ آباد و سیالکوٹ و وزیرآباد و ہیت پوری سنکھره و سلطان پور و بیلان و راہون و کمودر و کادی یا جھیاں د جہلو وال و کپور تھله - وعلی الخصوص دلالان خرید پارچه که دلّال را دلال بے تشدید لام گویند و دستار را پک باباۓ فارسی مفتوح و باگاف مشدد خوانند - وہرگاه با کسے بجنگند دستار خود را از سر بر داشته در بغل گیرند و صداۓ تظلم مثل ستم رسیدگان بلند کنند و بزعم خود طرف ثانی را ترسانند و بدانند که ازین تدبیر صائب ما این کس را دو اندیشه در خاطر پیدا خواہد شد - یکے اینکه در دلش خواہد گذشت که ہرگاه این بیحیا شرم از سر برہنه کردن خود نکرد محال است که حرمت من ملحوظ خاطرش باشد یقین است که بعد ساعتے دست بدستار من خواہد رسانید - دوم اینکه این ہم باخود گفته باشد که اگر بازاریان صداۓ صاحب تعلم شنیده فراہم شوند رہائی از دست شان مشکل است اگر خواسته باشم که خاموش سر گریبان استاده باشم دست درازی خواہند کرد واگر یک دو مرد که را بزنم سر خود را شکسته پیش حاکم خواہند رفت پس ہرگاه این دو وسوسه غول راه طبع او شده باشد سواۓ عجز و عذر گناه پیش ما مردم فروغ نمی تواند کرد - ونزد شرفاۓ شاه جہان آباد ظاہر کنند که مادران مغل بچہا وقت صبح پسران خود را از راه نصیحت میگویند که شما با ہر کسے خواہید بجنگید لیکن با دلال بچہا است و درست خواہید بود که آنہا بد بلا ہستند - وروزمرّهٔ این فرقه ہم در ہندی کم از روزمرّهٔ اہل خراسان در فارسی نیست -

چنیامل دلالے از شاه جہان آباد به فیض آباد وارد شده بود فرداۓ روز ورود خود براۓ دیدن خوشحال راۓ نام جوہری می آید - طرف ثانی لیاقت این مرد که را که دلال پسرے بیش نبوده است دیده تواضع طعام از قسم حلوا و پچی کرد و وقت رخصت

دُردانۂ دوم متضمن تمیز محلاتِ دہلی

بر صاحب تمیزان پوشیده نیست که هندوان سلیقه در رفتار و گفتار و خوراک و پوشاک
از مسلمانان یاد گرفته اند در هیچ مقام قول و فعل اینها مناط اعتبار نمی تواند شد۔ بالجمله
جمعیکه در شاه جهان آباد می باشند دو فرقه اند بعضی بصحبت مسلمانان رسیده و بعضی محروم
مانده فرقهٔ اول از گفتن دَیا و کرپا بمعنی مهربانی و رچھیا با راء مکسور و تشدید جیم فارسی
با هاء متحد گشته بمعنی نگهبانی۔ و گراس بمعنی نواله لیکن مخصوص یکسانی است که اصل شان
از پنجاب است و چاچا بمعنی برادر خورد پدر۔ و تایا بمعنی برادر بزرگ پدر و ماما بمعنی برادرِ
مادر و مامی زن برادر مادر و ماسی بمعنی خواهر مادر و پھوا با باء مضموم و هاء هر دو یکی شده
و واؤ معروف مشدّد مبدل با همزه و الف بمعنی خواهر پدر. و جیجا با جیم مکسور و یاء معروف
و جیم و الف بمعنی شوهر خواهر۔ دھا بر وزن جا بمعنی دایه۔ دھاورا بر وزن فاعلن
از روے عروض بمعنی شوهر او و قلیه علی العموم جمیع اقسام گوشت پخته و پروسنا بمعنی
برآوردن طعام از دیگچه در رکابی و گروگه در هندی ترجمهٔ لفظ کمبند باشد بمعنی بیرزید و گئو
با کاف مفتوح و همزه مضموم و واؤ معروف که بمعنی گاؤ ماده است و بجاے آدم
مسکین بے زبان نیز۔ و هتھیا بمعنی آزار و بھگت با باء و هاء مفتوح یکی گشته و فتحه کاف
و سکون تاء بجاے زاهد و متقی و سنارا بمعنی زرگر۔ و نکسا بمعنی برآمد و علیٰ هذا القیاس چاره
ندارند۔ فرقهٔ دوم بازار را بزار و بجار و بادزن را پنکھا با فتحه باء فارسی و تشدید کاف
با هاء یکی شده و الف۔ و پدر را لالا گویند و معمول اینها نیست که پسر وقت صبح سلام بر
پدر کند و یا وقت خطاب تعظیم او ملحوظ دارد بلکه وقت حرف زدن پسر با پدر چنان
بر بیگانگان ظاهر می شود که مخاطب از نوکران کم رتبه این کس است۔ و دیو را کنده

اکرم علیخان و ہر کہ موسوم باین لفظ باشد۔ تہارا گھر بمعنی خانۂ شما۔ مثال میم کہ در اول لفظ باین صورت آید در خاطر نیست۔ ہمچنین حال لام ازین سبب ملھو، تہارا گھر در مثال ہر دو نوشتہ شد۔ نون ہم ازین قبیل است مانند ننھا بمعنی خُرد۔ وہان بمعنے آنجا بروزن نان وعلی ہذا القیاس۔ یہان ہمان وزن بمعنی اینجا۔

مثال ہشت حرف دیگر کہ با ہاء و نون اتحاد دارند۔ گھنڈانا بمعنے پراگندہ کردن گھنگرو آنچہ مہوشان وقت رقص در پا کنند۔ بھنڈلانا فریب دادن۔ پھندنا آنچہ چتر پالکی بآن آرایند۔ جھنڈولا بمعنے طفلے کہ مو در سر داشتہ باشد۔ دھنکانا بمعنی اصرار طرفداران عروس در طلب زر وقتِ کشادنِ در با جانب داران داماد۔ ڈھنڈورا بمعنی منادی ہنڈہار بمعنی ویرانہ۔ چھنگلیا انگشت کوچک کہ بعربی خنصر نامند این لفظ از زبان باشندگانِ قدیم پورب ہم شنیدہ می شود اندکے جاے تامل است۔

مثال یازدہ حروف دیگر کہ با یاء متحد شدہ اند۔ بیوتانا بمعنی باعث بر قطع ثوب شدن۔ پیوسی آنچہ از شیر گاؤ مادہ یا ہر چہ مثل آن بعد زائیدن درست نمایند۔ کیا بمعنی چہ حرف استفہام۔ گیارہ بمعنی یازدہ۔ دھیان بمعنی تصور۔ جیوڑا بمعنی جان۔ چیونٹی بمعنی مورچہ۔ ڈیوڑھی بمعنی آستانہ۔ نیولا بمعنی راسو و بعضی یاء را اوران ظاہر کنند۔ شیوداس نام ہندو و بعضی عوام سیوداس باسین ہم خوانند ہر چند غلط است چون سوائے ہندوان بر زبان مسلمانان اہل حرفہ از قبیل سبزی فروش و نیچہ بند وغیر آن نیز در شاہ جہان آباد روان است داخل اُردو شد۔ گو نزد صاحب لیاقتان فصیح کہ آشنا بکتابت ہستند حقیقتے ندارد باز ہم از روے انصاف مثل خنجر نسیت کہ احدے از وضیع و شریف نون آن وقت تکلم در خاء غائب نمی کنند بلکہ ہمہ بروزن لشکر ادا میسازند و ہر فصیحے کہ ازین دو لفظ و مثل آن اجتناب ورزد در دار العدالت نزد اُردو دانان ماخوذ نیست ہمان ہشتا دو پنج حرف چہ کم است۔

ـطے میکنند- مثال تاء ہندی- ٹانٹھی بمعنی زنِ پُرگوشت، مستعد در امور ضروری خانگی-
مثال راء ثقیل این حرف در اوّلِ الفاظ بزبان اُردو شنیده نمی شود یا آخر لفظ می آید یا
در وسط مانند پیڑ بمعنی درخت وکڑوا بمعنی تلخ-

مثال ہفدہ حرف با نون یکے شده - انگرکھہ نام لباس- بندوڑ بمعنی کنیز کم قدر- پنڈول
قسمے است از گِل- تندور بمعنی تنور زبان عوام اُردو- ٹنگڑی با تاء ہندی بمعنی ساق- جنگلا
نام راگنی- چنگر مشہور خنجر و در استعمال مرثیہ گویان با نون مختفی بسیار می آید بلکہ مرزا رفیع
هم در مرثیۂ که دو مصرعه بند اولش این است خنجر بر وزن چنبر بسته مطلع

نہیں ہلال فلک پر مہ محرّم کا — چڑھا ہے چرخ پہ تیغا مصیبت و غم کا

اگرچه نزد فصیحان این الفاظ را اعتبارے نیست و عوام اُردو نیز مستعمل نمی کنند لیکن
برائے مثال خا بسند مرزا رفیع نوشته شد زبان اُردو خیال نه باید کرد- ڈنتیلی دندان
خُرد نیل لیکن زبان جائے دیگر است از اہل اُردو بگوش نه رسیده وشاید که بر زبان
کسے جاری باشد اولیٰ آنکه داخل اُردو نکنند- ڈنڑ با دال ہندی و نون مختفی و راء
ہندی بمعنی ورزش- شنو که آنرا اکثرے از فصیحان ڈنڈ هم گویند- رنگیلا بمعنی آدم خوش
اختلاط معشوقه دوست- سنگار بمعنی آرایش- گندلا بمعنی کشیدن طلا بر نقره- گنڈورا قسمی
است از شیرینی هند- لنڈورا بمعنی طائر دُم بریده- سنگیتر بمعنی دختر بکرے که با کسی نامزد
شده باشد- ننگیا لینا گرفتن لباس کسے بزور- ہنڈولا بمعنی گہواره-

مثال ہفدہ حرفیکه با ہا یکے ہستند- بھاگنا بمعنی گریختن- پھٹ گیا بمعنی پاره شد- تھوڑا
بمعنی اندک- ٹھنڈا بمعنی سرد- مثال تاء ہندی- پڑھا با راء ہندی- را با ہا در
اول الفاظ نمی آید پڑھا ہُوا بمعنی صاحب سواد یعنی خوانده- جھوٹا بمعنی دروغ گو وغیران-
چھوٹا بمعنی خُرد- چھل بمعنی رشک زنان در مباشرت باہم- دھوم بمعنی غلغله- ڈھال
با دال ہندی بمعنی سپر- کھال بمعنی پوستِ حیوان- گھوڑا بمعنی اسپ- لھوپسرا وسط

این است۔ با و باء فارسی و تا و تاء ہندی و را و راء ہندی و دال و دالِ
ہندی و کاف و گاف و لام و میم و نون و واؤ و یا و جیم و جیم فارسی باشد۔ و یازدہ
حرف دیگر است کہ با یا یکے شوند یعنی با و باء فارسی و کاف و گاف و دال با ہا یکے
شدہ و دال ہندی و جیم فارسی و جیم و سین و شین و نون۔ و ہشت حرف دیگر است
کہ با ہا و نون یکے باشد و آن کاف و گاف و با و باء فارسی و جیم و جیم فارسی و دال
و دال ہندی بود۔ و دو حرف دیگر با واؤ یکے شود و آن الف و باء فارسی است لیکن
ہر دو محل بحث ذکر آن بجاے مناسب در کتاب کردہ خواہد شد۔ مانند بعضی حروفِ
دیگر کہ در بعضی الفاظ در کتابت معتبر گرفتہ اند و در اصل از شمار حروف بیرون است۔ یا
مثل بعضی حروفِ دیگر کہ مانند سین با یا یکے گشتہ زبان بعضی بازاریان باشد۔ مثال حروف
اُردو نام زنِ کسبی بخشی علی ہذا القیاس۔ تو و پیا و ثابت علی نام سازندہ و جمیا و
حسینی و خانی و چاندنی و دامڑی و ذاکر علی نام سارنگی نوازے و راحت و زاہد علی
پسر راحت و سندری و شکرو و صاحب بخش و ضابط علی ہم نام سازندہ و طاہر علی
برادرش و ظہورن و عزت و عزیبنی و فرخندہ و قطبو و کریمن و گنا و لاڈو و مہتاب و نورن
و وزیرن و ہینگو و یارو نام کنچن۔ این نامہا نام زنان و مردان کسبی اُردو باشد سوا
این اسماء حروفِ مذکورہ در الفاظ دیگر ہم بسیار می آید۔ مختصر اینکہ درین نامہا حروفِ تہجی
عربی و فارسی سوائے زاء فارسی ہمہ مذکور است۔ چون بر زبانِ قابلیت دستگاہان فصیح
زاء فارسی یعنی اصلی خود و ژالہ باری ہم جاری ست مثال آن نیز پیدا شد۔ تا اینجا مجموع
حروف عربی و فارسی سی و دو حرف است کہ در مثال یاد کردہ آمد۔ مثال دال ہندی
(ڈولی) مرکبے است کہ محبوبان بران سوار شدہ براے رقص میروند ہر چند سوائے این
فرقہ دیگر مرد و زن ہم سوار می شوند لیکن دیگران بمجبوری۔ و اینہا روزِ رفتن در مجلسِ
شادی براے رقص با وجود میسر بودن پینس و میانہ باختیار خود بسواری ڈولی راہ

و سکون را ٓہندی و فتحۂ کاف با ہمزہ یکے شدہ و یاء معروف باشد و در شاہجہان آباد این ستہ قسم رواج دارد۔ در مدرسہ از زبان طالب علمان لڑکائی و از زبان اہل مغلپورہ لڑکاپن مسموع است و بر زبان فصیحان لڑکپن جاریست۔
موجز اینکہ چون زبان اُردو عطر زبانہاے دیگر است حروفیکہ درین زبان بتلفظ در می آید ہشتاد و پنج حروف است نزد فصیحانِ اہلِ تحقیق۔ و نزدِ عوام و تحقیق ناآشنایان نود و پنج حرف است چہار مشکوک و آن دال و خا با نون یکے شدہ و سین با یا یکے گشتہ و جیم فارسی متحد با ہا و نون۔ و شش حرف دیگر کہ محل بحث است و آن زا و شین متحد با نون۔ و باء فارسی و الف متحد با واؤ۔ و کاف با واؤ و نون یکے شدہ و میم با یاء و نون متحد۔ بخلاف عربی کہ زیادہ از بست و ہشت حرف ندارد از الف تا یا۔ و بخلافِ فارسی کہ بست و چہار حرف دارد۔ تفصیلش اینکہ ہرگاہ از بست و ہشت حرف تہجی این ہشت حرف را کہ در فارسی نمی آید یعنی۔ ث۔ ح۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ ق۔ جدا کردیم بست باقی ماند۔ چار حرف دیگر کہ در عربی نمی آید بران افزودیم بست و چار شد۔ یعنی باء فارسی و جیم فارسی و زاء فارسی و گاف ہمچنین بخلاف ترکی کہ بست و سہ حرف دران یافتہ می شود یعنی از ہمان بست و چہار حرف فارسی ذ۔ ژ۔ را یکطرف گذاشتیم و قاف بر باقی مزید کردیم۔
بالجملہ تفصیل حروف اُردو برین نمط است کہ بست و ہشت حرف عربی و چار حرف مخصوص بفارسی و سہ دیگر کہ تاء ہندی و دال ہندی و راء ہندی باشد باہم سی و پنج شد و ہفدہ حرف دیگر است کہ ہر یکے ازان با نون جمع شدہ یکحرف شمار کردہ اند و بتکلف یکے بر ہفدہ ہم زیادہ می توان کرد و آن حروف۔ الف۔ با۔ و باء فارسی۔ و تا۔ تاء ہندی جیم۔ جیم فارسی۔ خا۔ و دال ہر دو مشکوک۔ دال ہندی۔ را۔ سین۔ ک۔ و گاف۔ و لام۔ میم۔ نون۔ ہا۔ بود۔ و حرف دیگر باشد کہ با ہا گفتہ شود و حروف مذکورہ

کہ اُس بھلے کی دوستی مین اپنا سر کٹوائے- مین نے کہا آپ کاہے کو کڑھتی

ہین اُس لڑکے کا اللہ بیلی ہے، پایندہ بیگ کیا ہے-

و در مثل سے بگلا مارے پنکھ ہاتھ- مخفی نماند کہ واللہ باللہ ہر دو عربی است و تمام شب فارسی و باجی بمعنی خواہر ترکی و کھیسا بمعنی جیب پنجابی لیکن سوائے آدمی استعمال آن در اردو بر ہیچ چیز روا نبوده، ہمچنین جھلا بمعنے کم عقل ورانہ زبانے کہ حرکات و افعال خود رانکوانند و در اصل دلالت کند بر حماقتِ او لیکن از بدی طینت پاک باشد- و بیلی بمعنی نگہبان نیز پنجابی است- و تنگا بافتحہ و تشدیدِ گاف بمعنی شوہرِ دایہ ترکی باشد کہ اصلش اتکہ بالعف و تا، و گاف ہر سہ مفتوح و ہاء ساکن از کثرت استعمال و عدم معرفتِ زنانِ ہند بزبانِ ترکی تنگا شد- و کاہیکو بمعنی چرا اگاہے در اصل زبان برج است- کاہے رے بھیا، یعنی چرا اے برادر- لفظ کو با کاف و واو معروف چون ملحق بآن کردند روزمرۂ اُردو شد- و درین مقام کس واسطے و کس لیے و کیون ہم استعمال یابد و فصیح تراز کاہیکو باشد- و پنکھ کہ بمعنی پر در مثل بستہ شدہ لفظ اُردو نیست زبانِ پورب است- و بعضی حرکات و حروف ہم دلالت کند بر شاہجہان آبادی و بیرونی مثلاً ہر گاہ اہل دہلی شاہجہان پور را از زبان بر می آرند اظہار واوُ در پور نمی کنند، پور بر وزن خور کہ بمعنی آفتاب است میگویند و پوربیان پور بر وزن نُور ادا نمایند- ہمچنین مُہان را کہ قصبہ است متصل لکھنؤ بر وزن گمان، موہان بر وزن طوفان گویند- ردولی کہ مدفن شیخ عبدالحق صاحب نوشتہ است، رُدولی بضمۂ راء و فتحۂ دال و سکون واؤ و کسرۂ لام و یاء معروف خوانند، و دہلویان با راء مفتوح بر زبان دارند و حرکاتِ باقی ہمان- و درینجا دہلویان مراد از کسانے است کہ خود در پورب بوجود آمدہ اند و وطن پدر و مادر شان دہلی بودہ- زیراکہ باشندگان شاہجہان آباد تا وقتیکہ لکھنؤ را ندیدہ اند نام اینگونہ بلاد را نشنیدہ اند- و ترجمۂ لفظ طفولیت بزبان اہلِ پورب لڑکئی بفتحۂ لام

سبزی فروش و زنش، این ہر دو لفظ آشنائے گوش اہل اُردو نیست سوائے کسانیکہ سفر پورب ہم کردہ اند۔ و لفظ شاہجہان آبادیان باین معنی کنجڑا و کنجڑن باشد۔ طرفہ اینکہ اگر بعضی اُردو دانان پورب اجتناب از لفظ کنجڑیا و کنجڑنی دارند باز ہم یاء معروف بعد نون افزودہ کنجڑن را کنجڑنی گویند۔ دیگر درخت بڑ بباء مفتوح و راء ہندی در شاہجہان آباد مشہور است (برگد) بباء مفتوح و راء ساکن و گاف مفتوح و دال ساکن استعمال نمایند دیگر مدار بجائے درخت آک۔ دیگر (لو) کہ ہندی بجائے بگیرید مستعمل است و در مقام استعمال آن باول کلام معنی اصلی مقصود نیست بلکہ برائے حسن کلام آید (لے) کہ ترجمہ بگیر است بر زبان دارند۔ مثلاً در شاہجہان آباد جائیکہ (لو یار چلو چاندنی چوک تک ہو دیں) گویند در پورب (لے یار چلو ذرا چاندنی چوک کی سیر کریں) محاورۂ بعضی فصیحان باشد۔ دیگر (دھنی) بجائے کڑی یعنی چوب سقف۔ دیگر ز کل بجائے زنسل۔ دیگر دہنا بمعنے دست راست بجائے دانیان یا داہنا۔ دیگر بوری بجائے رسوئی۔ دیگر دادھیال و ناتھیال بزیادت الف۔ و ہم چنین چند لفظ دیگر بر زبانِ این صاحبان جاریست کہ شاہجہان آبادیان نشنیدہ اند۔ و از ساکنان بلاد دیگر ہر چند بعضی بسیار کردہ روزمرۂ خود را در صحبت اہل دہلی رسانیدہ اند لیکن از لہجہ مجبور اند ہمین کہ حرف میزنند شناختہ می شوند۔ و ہم باید دانست کہ آدمِ شاہجہان آباد در وقت تکلم یک دو لفظ پورب بزبان اُردو پوربی ہر قدر کہ سخن بگوید ہمہ روزمرۂ اُردو باشد و الفاظ ملک خود در ان داخل نکند از لہجۂ ہر دو معلوم می توان کرد کہ این شاہجہان آبادی است و این پوربی۔ بالجملہ زبانِ اُردو مشتمل است بر چند زبان یعنی عربی و فارسی و ترکی و پنجابی و پوربی و برجی و غیر آن۔ مثال مدلل

واللہ باللہ تمام شب باجی جان یہی کہتی تھیں کہ مجھے چھوٹے بھائی پر بہت تیہا آتا ہے

کہ ناحق ناحق تگا جی ساتھ لیکر پایندہ بیگ کھجے کے گھر دوڑ دوڑ کے جاتا ہے ایسا نہو

متفق شده از زبان هاے متعدد الفاظِ دلچسپ جدا نموده و در بعضی عبارات والفاظ
تصرف بکار برده زبانے تازه سوائے زبانهاے دیگر بهم رسانیدند و به اُردو موسوم ساختند
ظاهر است که از روزے که شاه جهان بادشاه غازی این قطعه را آباد ساخته موسوم به
شاهجهان آباد کرد از آں روز تا امروز مسکن بادشاه هند است - در زمانهٔ سابق آدم
هر شهر در آن شهر وارد می شد و کسب آدمیت میکرد و باشندهٔ آنجا بشهر دیگر نمیرفت - واگر
بحسب ضرورتے جائے میرفت بزرگ زادهاے عالیقدرِ آن بلده بزیارتش می آمدند و در
صحبتِ او قوانین نشست و برخاست و حرف زدن و دیگر آداب مجلس یاد میگرفتند - و از
چند سال که خرابی بآن شهر رو نمود ساکنانش جا بجا منقسم شدند و هرجا که آسودگی را با خود
دوچار دیدند قرار گرفتند - و از فیض همنشینیِ شان اهل ده سلیقهٔ خورش و پوشش و فصاحت
بیان و تیزیِ زبان حاصل نموده بنیدگان را در غلط انداختند - لیکن هنوز از اصل تا
نقل فرق بسیار است - کسانیکه پدر و مادر شان از شاهجهان آباد بشهر دیگر رسیده اند
و صاحبِ اولاد همانجا شده اند روزمرهٔ آنها بعینه روزمرهٔ دار الخلافه است - مگر بعضے
صاحبان از کثرتِ صحبتِ ساکنانِ آن شهر چند لفظ مخالفِ اُردو نیز استعمال میکنند -
تفصیل این اجمال برین نمط است که از خصوصیاتِ اهلِ پورب بوده هست که بخلاف
شاهجهان آبادیان درین عبارتِ هندی (کل هم تمهارے یہاں گئے تھے) لفظ کے
با کاف و یاءِ مجهول بعد تمهارے زیاده آرند یعنی (کل هم تمهارے کے یہاں گئے تھے)
گویند و بعد لفظ میرے، تیرے، ہمارے، اُسکے، اِسکے نیز - و بعضی فصیحان یہاں
را یہاں بروزن جہان و وہاں بروزن تان به تلفظ در آرند و ہاے را در یا غائب
کنند - دیگر نون ماقبل یا در تانیث مانند حلال خورنی یعنی زن حلال خور که در
شاهجهان آباد حلال خوری گویند - لفظ حلال خور اگرچه در اصل غلط است لیکن چون
در هند چنین اشتهار پذیرفته حالا بزبان اُردو همین صحیح است - دیگر کبڑیا د کبڑی بمعنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درہر مملکت قاعدہ این است کہ صاحب کمالان وخوش بیانان آنجا در شہرے کہ قرارگاہ ارکان دولت بادشاہی باشد جمع شوند واز کثرت ورودِ آدم ہر دیار برائے تحصیل قوت دران باشندگانش در تحریر و تقریر بہ از ساکنان بلادِ دیگرِ آن ولایت باشند مانند صفاہان درایران کہ مدتہا دار السلطنت سلاطین صفویہ بود وزبان وبیان سکنۂ آنرا بہ از زبان مردم جاہاے دیگر در ایران میگرفتند ومیگیرند یا استنبول کہ محل جلوس سلطان روم است۔ چون بیشتر جاے عیش سلاطین تیموریہ دار الخلافہ شاہجہان آباد بودہ است وفصیحان وبلیغان وعلماے عالی قدر فریقین ودیگر ارباب فنون لطیفہ واصحاب علوم شریفہ درآن شہر دلنواز آرام گاہے براے خود ساختہ بودند ہر چند کہ لاہور وملتان واکبر آباد والہ آباد ہم مسکن بادشاہان صاحبِ قدرت وشوکت بودہ وعمارات بلند سر بفلک رسانیدہ درین شہرہا موجود است لیکن برابر نمیتوان گفت۔ زیراکہ درین جا سلاطین عالی مقام زیادہ از جاہاے دیگر تشریف داشتہ اند۔ خوش بیانان آنجا

سے بناتے ہیں تو پڑھنے والے کو سخت پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے ہم نے اس طریقہ کو بھی ترک کر دیا ہے اور مروجہ اور معمولی طریقہ کو اختیار کیا ہے تاکہ ناظرین کو سہولت ہو۔

اس کتاب کی تصنیف میں چونکہ سید انشا اور مرزا قتیل دونوں شریک تھے اس لیے نام بھی دونوں نے دو دو تجویز کیے ہیں۔ سید انشا نے اپنے آقاے ولی نعمت نواب ناظم الملک سعادت علی خاں بہادر کے نام کی رعایت سے ارشاد ناظمی اور بحر سعادت تجویز کیے اور مرزا قتیل نے دریاے لطافت اور حقیقت اُردو۔ مگر ان میں دریاے لطافت ہی مقبول ہوا اور وہی آج تک مشہور ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۷ء میں تصنیف ہوئی۔ اس کے چھیالیس برس بعد مولوی مسیح الدین خاں بہادر کاکوروی نے اپنے مطبع آفتاب عالمتاب مرشدآباد میں بہ تصحیح و اہتمام مولوی احمد علی گوپاموی طبع کرایا۔ مولوی مسیح الدین خاں مرحوم میر منشی گورنر جنرل و سفیر شاہِ اودھ تھے اور بعد ازاں واجد علی شاہ مرحوم کی والدہ کے ساتھ انگلستان تشریف لیگئے وہاں سے واپس آنے کے بعد انھوں نے مرشدآباد میں ایک فارسی ٹائپ کا مطبع قائم کیا اور اُس میں اچھی اچھی کتابیں طبع کرائیں۔ مولوی صاحب کی خوش مذاقی کے بدولت یہ کتاب دست بُردِ زمانہ سے بچ گئی۔ مگر اب یہ نسخہ بھی کمیاب ہے۔ اسی نسخہ سے انجمن نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل مُلک کے لیے مفید ثابت ہوگی

اورنگ آباد دکن
۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

عبدالحق
آنریری سکرٹری انجمن ترقی اُردو

جو بوجہ سخت اور کرخت ہونے کے ہماری زبان پر نہیں چڑھتے اُن کا ترک کرنا اولیٰ اور اُن کی بجاے ہندی یا فارسی اصطلاحات کا استعمال کرنا مناسب ہی۔

مرزا قتیل نے بھی اس حصہ میں سید انشاء اللہ کی پیروی کی ہی اور مزاح و تمسخر میں کوئی کمی نہیں کی۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوا ہنس کی چال چل رہا ہی۔ مرزا صاحب کا مزاح اکثر بے نمک ہے۔ انھوں نے عروض میں بجاے مروجہ الفاظِ اوزان کے نئے الفاظ تراشے ہیں۔ مثلاً بجاے مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کے بی جان پری خانم بی جان پری خانم اور بجاے فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن کے چیت لگن پری خانم چیت لگن پری خانم وغیرہ فرماتے ہیں۔ میں نے منطق اور عروض و قوافی کا بیان کتاب سے ترک کر دیا ہی کہ وہ کچھ مفید نہ تھا۔ البتہ بیان و معانی کا بیان بطور نمونہ کے رہنے دیا ہی وہ کسی قدر ٹھیک ہے۔

اس کتاب کے طبع میں بڑی دقت تھی۔ اول تو یہ کہ جا بجا فحش کلمات بے تکلف استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اُن کے خارج کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی کیونکہ بعض اوقات مطلب خبط ہو جاتا تھا۔ دوسرے سید انشا کی طبیعت میں اُپج تو تھی ہی، انھوں نے حروف کے نام بھی نئے ایجاد کیے ہیں۔ غالباً اس میں انھوں نے اپنے ولی نعمت نواب سعادت علی خاں کے اوصاف کی رعایت رکھی ہے۔ مثلاً الف کو اقبال ب کو بخشش، پ کو پاکی طینت، ت کو ترحم، خ کو خدا ترسی، ژ کو ژرف نگاہی ک کو کم دماغی ہ کو ہمتِ بلند لکھا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے تمام حروف کو الگ الگ نام دیے ہیں۔ اس سے پڑھنے والے کو بڑی اُلجھن ہوتی ہے۔ مثلاً کھن ایک چھوٹا سا لفظ ہی۔ اس کا تلفظ وہ اس طرح سے بتاتے ہیں "با کم دماغیِ مفتوح با ہمت بلندیِ گشتہ و نفاست ساکن بمعنی گا ہے"۔ اور چونکہ کتاب میں مختلف تقریریں اور مختلف بولیاں درج ہیں وہ ایک ایک لفظ کا تلفظ اس طریقہ

اس میں مطلق شبہ نہیں کہ سید انشاء اللہ خاں کا اُردو زبان پر بہت بڑا احسان ہی اور خصوصاً یہ کتاب انھوں نے ایسی لکھی ہی کہ جب تک اُردو زبان زندہ ہی اس کے مطالعہ اور اس سے استفادہ اور سند لینے کی ضرورت باقی رہے گی۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ منطق و عروض و قوافی اور معانی و بیان میں ہی۔ یہ حصّہ مرزا قتیل کا ہی اور زیادہ قابل لحاظ نہیں۔ بلحاظ فن کے بھی زیادہ مستند خیال نہیں کیا جاتا۔ البتہ منطق و عروض میں ایک جدّت اُنھوں نے ضرور کی ہی۔ یعنی اصطلاحات فن کا ترجمہ اُردو میں ہی۔ مثلاً

تصوّر ۔ ۔ ۔ ۔	دھیان	بدیہی ۔ ۔ ۔ ۔	پرگھٹ
تصدیق ۔ ۔ ۔	جوں کا توں	نظری ۔ ۔ ۔	گپت
موضوع ۔ ۔ ۔	بول	تسلسل ۔ ۔ ۔	اُلجھا سُوت
محمول ۔ ۔ ۔	بھرپور	دَور ۔ ۔ ۔	ہیر پھیر
رابط ۔ ۔ ۔	جوڑ	مطابقت ۔ ۔ ۔	ٹھیک ٹھیک
نسبت ۔ ۔ ۔	ملاپ	التزامی ۔ ۔ ۔	اوپری لگاؤ
قضیہ ۔ ۔ ۔	بات	مثلث ۔ ۔ ۔	تکڑا
		مربع ۔ ۔ ۔	چوکڑا وغیرہ

یہ امر قابل غور ہے کہ اصطلاحاتِ علمی اس طور پر تراشی جاتیں یا ترجمہ کی جاتیں تو اس سے علوم کے ترجمہ کرنے یا عام طور پر علوم کے مقبول کرنے میں کہاں تک آسانی ہوتی یہ ایک بحث طلب مسئلہ ہی مگر اس میں شک نہیں کہ ہمیں اصطلاحات کی وضع کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو (بشرطیکہ رکاکت پیدا نہ ہو) ہندی سے ضرور مدد لینی چاہیے مثلاً اگر نصفیۃ الاجنحہ کی بجاے اَدھ پرا یا اَدھ پنکھ، یا عدیمۃ الاجنحہ کی بجاے بے پرا یا بے پنکھ، یا عدیمۃ الذنب کی جگہ بے دُما وغیرہ کہا جائے تو کیا ہرج ہی بلکہ اس سے سراسر فائدہ ہی۔ بعض الفاظ

تیسرے باب میں بعض فصحا وغیرہ کا ذکر ہی- اور بعض ایسے الفاظ کا بیان کیا گیا ہی جو اُردو نہیں یا متروک ہیں اور میر تقی یا مرزا سودا نے اُن کا استعمال کیا ہی- اسی باب میں نواب عماد الملک، بھاڑ امل، مرزا صدرالدین صفاہانی اور مُلّا عبد الفرقان کی دلچسپ تقریریں ہیں- خاص کر بی نورن اور میر غفر غینی کی تقریریں نہایت پُرلطف ہیں- بی نورن اور میر غفر غینی کی تقریریں ایسی پاک صاف شستہ ہیں کہ آج کل کی بول چال بھی اس سے زیادہ فصیح نہیں ہو سکتی- اس سے سید انشا کی زبان دانی اور فصاحتِ کلام کا اندازہ ہو سکتا ہی کہ باوجود اس قدر زمانہ گزرنے کے اور زبان کے منجھنے اور ترقی پانے کے جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں اس میں کہیں حرف گیری کا موقع نہیں- بلکہ ویسی فصیح اور پاک صاف اُردو اب بھی ہر شخص نہیں لکھ سکتا- اور اس میں شعرائے عصر کے کلام و حال پر جو تنقید کی ہی وہ بہت ہی ظریفانہ ہی- یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی نہیں چھوڑا-

اسی باب کے آخر میں دہلی و لکھنؤ کی فصاحت و فوقیت کا پُرلطف موازنہ ہی- اور دونوں طرف کے دلائل کو بیان کیا ہی- اس میں یہ بات دیکھنے کی ہی کہ چونکہ سید انشا نواب سعادت علی خاں کے ملازم اور مصاحب تھے اس لیے کس کس طرح پہلو بچا بچا کے اس بحث کو نبھایا ہے-

بابِ چہارم میں مصطلحاتِ دہلی اور باب پنجم میں گفتگو و مصطلحاتِ زنانِ دہلی کا ذکر ہی- یہ دونوں باب محققین زبان و مولفین لغت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہیں-

اس کے بعد اُردو صرف و نحو ہے- نہ صرف اُردو صرف و نحو کی یہ پہلی کتاب ہی بلکہ اس لحاظ سے بھی اسے تقدم اور فضیلت ہی کہ یہ اول کتاب ہی جس میں اُردو کی صرف و نحو بلحاظ زبان بیان کی گئی ہی اور عربی فارسی کی اندھوں کی طرح تقلید نہیں کی گئی- اگر مابعد کے مولفین اس اصول کو پیش نظر رکھتے تو اس وقت تک اُردو صرف و نحو مکمل ہو جاتی-

کے بعد سے اُردو صرف و نحو اور لغت وغیرہ پر بیسیوں ہی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن جس جس پہلو سے اُنھوں نے ان حروف تہجی کو دیکھا ہی اور اُن کے اقسام قائم کیے ہیں بہت کم لوگوں کی نظر وہاں تک پہنچی ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہی۔ علاوہ معمولی تقسیم حروف کے جو ہر معمولی کتاب میں پائی جاتی ہے مثلاً عربی کے اتنے فارسی کے اتنے اور ہندی کے اتنے۔ سید صاحب ایک قدم اور آگے بڑھے ہیں۔ اس تقسیم کے بعد انھوں نے اُن حروف کو لیا ہی جو کسی خاص حرف سے مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً سترہ حروف ایسے ہیں جو ہ کے ساتھ مل کر ایک آواز دیتے ہیں۔ جیسے بھاگنا، پھٹنا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں اب کہیں اُردو قاعدوں میں یہ حروف بڑھائے گئے ہیں۔ حالانکہ سید انشا مدتوں پہلے لکھ چکے ہیں۔

یا سترہ حروف ایسے ہیں جو نون کے ساتھ مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً پنڈول، رنگیلا، ہنسنا وغیرہ۔ اُردو قاعدوں میں اب تک ان حروف کا ذکر نہیں۔

اسی طرح بعض حروف ایسے ہیں جو ی کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کیا (حرفِ استفہام) دھیان۔ پیارا وغیرہ۔ غرض اسی طرح سید انشا نے اُردو حروف تہجی کی کل تعداد پچاسی بتائی ہے۔

دوسرے باب میں دہلی کے محلوں کی تمیز کے متعلق بڑی دلچسپ بحث کی ہی۔ اور بہ تفصیل بتایا ہی کہ کس کس محلے کی زبان فصیح ہی اور کہاں کہاں کی غیر فصیح۔ مغلوں (اہل مغل پورہ) سادات بارہ۔ پنجابیوں، پُربیوں کی زبان کیسی ہی اور اُن کی وجہ سے الفاظ کے تلفظ اور لہجہ اور زبان میں کیا فرق پیدا ہوا ہی۔ اور یہ سب امور تفصیل اور مثالوں کے ساتھ بیان کیے گیے ہیں۔ اور ایسے لطف کے ساتھ کہ جی خوش ہو جائے۔ اسی میں سید انشا اور حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کا مشہور مکالمہ ہی۔ ہیں تو گنتی کے دو تین ہی جملے مگر آنکھوں کے سامنے تصویر کھنچ جاتی ہی۔

وہ سید انشا کی وسعت نظر اور اصابت رائے کی داد دیں گے۔ فرق یہ ہی کہ سید انشا اردو کو ایک جدا زبان خیال کرتے ہیں اور غیر زبان کے جن الفاظ نے منجھ منجھا کر یا گھس پس کر یا اختلاف لہجہ یا دوسرے اسباب سے ایک خاص صورت اختیار کرلی ہے وہ اب اُردو کے لفظ ہو گئے ہیں، انھیں اصل زبان سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور جو کچھ صورت اُن کی پیدا ہو گئی ہی اور جس طرح وہ زباں زد خاص و عام ہو گئے ہیں، وہی اُن کی صحیح صورت ہی، اصل زبان سے خواہ وہ کیسی ہی تبائن اور مختلف کیوں نہ ہوں۔ مگر جو حضرات ابھی تک اُن عربی فارسی الفاظ کو جو اُردو میں مستعمل ہیں اپنی اصلی صورت میں لکھنا اور بولنا صحیح اور فصیح سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف غلط اور غیر فصیح تو گویا وہ ابھی اُردو زبان کو زبان ہی نہیں سمجھتے۔ اسی اصول کو اگر مد نظر رکھا جائے اور ہر اُردو لفظ اُس کی اصلی صورت میں (یعنی جس زبان سے وہ آیا ہی) لکھنا اور بولنا شروع کریں تو اُردو زبان کوئی زبان ہی نہ رہے گی۔ اور موجودہ تحریر و تقریر کے سارے الفاظ باستثنائے چند کے غلط ٹھہریں گے۔ کیونکہ اس میں جس قدر الفاظ ہیں وہ یا تو سنسکرت اور ہندی زبانوں کے ہیں یا عربی فارسی ترکی یا بعض یورپی السنہ کے۔ اُردو زبان مستقل زبان اُسی وقت ہوگی جب وہ ان زبانوں کے لفظ لے کر اُنھیں اپنا کرلے اور جہاں وہ اپنے ہوے اُن کی شکل و صورت، وضع قطع، رنگ ڈھنگ میں ضرور فرق آئے گا۔ مگر ہم میں سے بعض نازک دماغ دقیق نظر حضرات کو ان غیر ملکیوں کی یہ بے تکلفی ہرگز نہیں بھاتی وہ انھیں اپنا بنانا نہیں چاہتے بلکہ انھیں ڈھکیل ڈھکیل کر اپنے حدود سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ اگر سید انشا کے اصول پر عمل رہا ہوتا تو اب تک اُردو میں بہت کچھ وسعت، لطف اور شیرینی پیدا ہو جاتی۔

اس کتاب کے پہلے ہی باب میں سب سے اول اُنھوں نے اُردو کے حروف ابجد سے بحث کی ہی۔ اور اُن کی تعداد کے تعین میں بڑی بڑی جدت طرازیاں کی ہیں۔ سید انشا

نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔

سید انشا پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبّع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت و اصلیت پر غور کیا اور اُس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہو تو وہاں بھی زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے۔ علاوہ اس کے الفاظ و محاورات کی تحقیق، بیگمات کی زبان اور اُن کے محاورات، مختلف الفاظ کے تلفظ، مختلف فرقوں کے میل جول سے زبان پر جو اثر پڑا، ان سب کو بڑے لطف سے ادا کیا ہو اور بعض بعض نکات ایسے بیان کیے ہیں جن کی قدر وہی کر سکتے ہیں جنھیں زبان کا ذوق ہے۔ صرف و نحو کے قواعد بھی بڑی سلاست اور جامعیت سے بیان کیے گئے ہیں اور حیرت ہوتی ہو کہ اس بارے میں جن جن باتوں کا اُنھوں نے خیال کیا ہو متاخرین کو بھی وہ نہیں سوجھیں۔ حالانکہ ایسا عمدہ نمونہ موجود تھا۔ اس سے سید انشاء اللہ خاں کے دماغ اور ذوقِ زبان کا صحیح اندازہ ہوتا ہو۔ الفاظ کی فصاحت و غیر فصاحت و صحت و غیر صحت کے متعلق کتنی سچی رائے دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہو گیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سُریانی، پنجابی ہو یا پوربی، از روے اصل غلط ہو یا صحیح وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے۔" اگر اصل کے موافق مستعمل ہو تو بھی صحیح ہو۔ اور اگر خلاف اصل مستعمل ہو تو بھی صحیح ہو۔ اُسکی صحت و غلطی اُردو کے استعمال پر موقوف ہو۔ کیونکہ جو کچھ خلافِ اُردو ہو غلط ہو، گو اصل میں وہ صحیح ہو اور جو کچھ موافق اُردو ہو صحیح ہو۔ گو اصل میں صحت نہ رکھتا ہو"۔ اس اصول کو قائم کرنے کے بعد وہ بہت سے عربی الفاظ کو جو اُردو میں کچھ کے کچھ ہو گئے ہیں صحیح بتاتے ہین۔ مثلاً سید انشا کی رائے میں برقا صحیح اُردو کا لفظ ہو، گو وہ خلاف اصل ہو۔ یا وہ غَدَر کو بفتح و اُردو کا صحیح لفظ خیال کرتے ہیں اگرچہ اصل میں بسکونِ دال ہو۔ یہ سُن کر بعض اصحاب جنھیں صحت لغت کا اسی قدر خیال رہتا ہو جیسے ایک مومنِ متقی کو اداے ارکانِ صلوٰۃ کا۔ اور خصوصاً ثقات لکھنؤ بہت جز بز ہوں گے۔ لیکن جو لوگ اصولِ لسان سے واقف ہیں

و اشعارِ ترکی وغیرہ بھی شریک ہیں) (۴) دیوان فارسی - (۵) مثنوی شیر برنج فارسی (۶) مثنوی بے نقط (لوح سرخی بھی بے نقط و موزوں) (۷) مثنوی شکار نامہ - (۸) مثنویات در ہجو زنبور، کھٹمل، پیشہ، مگس - (۹) مثنوی شکایتِ زمانہ - (۱۰) مثنوی فیل - (۱۱) مثنوی در ہجوگیان چند ساہوکار (۱۲) اشعار متفرقہ و رباعیات و قطعات و تاریخ ہائے متفرقہ - (۱۳) چیستانیں اور پہیلیاں، مخمس وغیرہ - (۱۴) دیوان اُردو بے نقط مع رباعیات و نثر بے نقط - (۱۵) شرح مأتہ عامل نظم فارسی - (۱۶) مثنوی مرغ نامہ -

اس کے علاوہ ایک داستان اُردو نثر کی لکھی ہے جس میں یہ اہتمام کیا ہے کہ کوئی لفظ عربی فارسی کا نہ آنے پائے۔ اور باوجود اس کے کلام اُردو کے پایہ سے گرنے نہیں پایا۔ یہ درحقیقت بڑے کمال کی بات ہے۔ آج اگر کوئی چاہے ایسا صفحہ بھی اس رعایت کے ساتھ لکھ لے تو ممکن نہیں۔

لیکن سید انشا کی سب سے بڑی یادگار اور قابلِ قدر تصنیف **دریائے لطافت** ہے۔ اس میں اُردو صرف و نحو، منطق، عروض و قافیہ، معانی و بیان وغیرہ کا ذکر ہے۔ پہلا حصہ یعنی اُردو صرف و نحو تو سید انشاء اللہ کی تصنیف ہے اور دوسرا حصہ یعنی منطق، عروض و قافیہ و معانی و بیان **مرزا محمد حسن قتیل** کا تالیف کیا ہوا ہے۔ کتاب کی جان پہلا ہی حصہ ہے۔ اگرچہ اس سے قبل بعض اہل یورپ نے متعدد کتابیں اُردو قواعد پر لکھی تھیں[۱] لیکن یہ پہلی کتاب ہے جو ایک ہندی اہل زبان نے اُردو صرف و نحو پر لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ عجیب جامع اور بے مثل کتاب ہے۔ اُردو زبان کے قواعد، محاورات اور روزمرہ کے متعلق اس سے پہلے کوئی ایسی مستند اور محققانہ کتاب نہیں لکھی گئی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی کتاب اس پایہ کی نہیں لکھی گئی۔ جو لوگ اُردو زبان کا محققانہ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں یا اس کی صرف و نحو یا لغت پر کوئی محققانہ تالیف کرنا چاہتے ہیں اُن کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے

[۱] ملاحظہ ہو راقم کا مقدمہ قواعد اُردو، جس میں اس کے متعلق بتفصیل بحث کی گئی ہے۔

لطیفہ گوئی طبّاعی اور شاعری کی بدولت وہ عروج ہوا کہ نواب سعادت علی کی ناک کے بال ہو گئے۔ نواب سعادت علی خاں اگرچہ بہت بیدار مغز اور منتظم شخص تھے۔ مگر آخر فرصت کے وقت انھیں بھی دل لگی اور تفنن طبع کے لیے کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اس کے لیے سید انشا اللہ سے بڑھ کر اور کون مل سکتا تھا۔ انھوں نے نواب کو ایسا رجھایا کہ ان کے بغیر ایک دم چین نہ آتا تھا۔ امرا کی مصاحبت آدمی کو کہیں کا نہیں رکھتی اور باوجود غیر معمولی قابلیت اور ذہانت کے سید صاحب کا بھی یہی حشر ہوا۔

مولوی محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب آبِ حیات میں میاں بیتاب کا ایک قول نقل کیا ہے کہ "سید انشا کے فضل و کمال کو شاعری نے کھویا اور شاعری کو سعادت علیخاں کی مصاحبت نے ڈبویا۔" اس قول کے پہلے حصہ سے تو مجھے بالکل اتفاق نہیں۔ البتہ دوسرا حصہ بالکل صحیح ہے۔ شاعری خود ایک بڑا کمال ہے۔ اور ایسا بڑا کمال ہے کہ اگر کسی شخص میں صحیح طور سے موجود ہو تو اُس کے سامنے دوسرے کسبِ کمال ہیچ ہیں۔ البتہ افسوس اس بات کا ہے کہ سید انشا کی طبعی ظرافت اور شوخی کو درباری مصاحبت اور مذاق نے خراب کیا اور اس نے اُن کی شاعری کو بھی بگاڑے بغیر نہ چھوڑا۔ شوخی و ظرافت بڑی پُر لطف چیز ہے اور کلام کا رتبہ اس سے بعض اوقات بہت بلند ہو جاتا ہے اور دلوں کے شگفتہ کرنے اور بعض خیالات کے ادا کرنے میں یہ ایک سحر کا کام کرتی ہے۔ بشرطیکہ ایک حد تک اور مناسبت سے ہو اور کوئی لطافت بھی پائی جاتی ہو (جیسے مرزا غالب کے کلام میں) لیکن افسوس ہے کہ سید انشاء اللہ کے کلام میں بعض اوقات یہ شوخی و ظرافت تمسخر اور پھکڑ کی درجہ تک اور پھکڑ سے فحش اور شہدپن تک پہنچ گئی ہے جو کانوں کو ناگوار اور ذوق سلیم پر بہت گراں گزرتا ہے۔

سید انشا کا کلام ان کا کلیات جو طبع ہو گیا ہے، اُس میں کلام ذیل شامل ہے:-

(۱) اُردو کا دیوان (۲) دیوان ریختی (۳) قصائد (جس میں ایک قصیدہ منقبت بے نقط

مقدمہ

سید انشاء اللہ خاں کے نام سے کون واقف نہیں۔ اُن کی خداداد ذہانت، طبّاعی، شوخی وظرافت اور جدّت کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اُن کی خاندانی شرافت، اور خاندانی اخلاق و آداب دلّی اور لکھنؤ کے شرفا سب مانتے تھے۔ ان کے بزرگ دلی میں آکر بس گئے اور وہیں کے ہوگئے اور رفتہ رفتہ شاہی دربار میں رسائی ہوئی اور سلسلۂ امرا میں داخل ہوے۔ سید انشاء اللہ خاں بھی شاہ عالم بادشاہ کے درباریوں میں تھے، لیکن شاہ عالم کی بادشاہت نام کی رہ گئی تھی۔ اگرچہ بادشاہ نیکدل تھے، اور اپنے خانہ زادوں اور خاندانی متوسلین کی ہر طرح خاطر کرتے تھے لیکن وہ خود مجبور تھے۔ کمپنی بہادر کے پنشن خوار اور نام کے بادشاہ، وہ قدردانیاں اور قدرافزائیاں کہاں کرسکتے تھے، جن کی وجہ سے اُن کے بزرگوں کے نام اب تک دنیا میں روشن ہیں دلی اب وہ دلی نہ رہی تھی۔ ظاہری آداب باقی رہ گئے تھے مگر سلطنت کی جڑ کبھی کی کھوکھلی ہو چکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی دولت و ثروت اور علم و فضل بھی رخصت ہو رہے تھے وہ اہل کمال جن کا دارومدار بادشاہوں کی قدردانی پر ہے، اُن کا ٹھکانا اب یہاں نہ رہا تھا۔ دلی کے زوال پر سلطنت کا ٹھاٹھ لکھنؤ میں جما۔ آصف الدولہ کی سخاوت اور فیاضی نے حاتم کے نام کو بھلا دیا تھا، اہل کمال جو قدردانی کے بھوکے تھے ایک ایک کرکے وہاں پہونچے۔ یہاں تک کہ میر تقی جیسے شخص نے بھی، جن کی غیرت اور استغنا کی قسم کھانی چاہیے، اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہی۔ غرض سید انشاء اللہ کو بھی یہی کشش لکھنؤ لے گئی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد دربار تک رسائی ہوئی۔ اور وہاں پہنچتے ہی اپنی

فہرست مضامین

مطبوعات انجمن ترقی اردو

فلسفۂ تعلیم ہربرٹ اسپنسر، انگلستان کا وہ نامور فلسفی تھا جس کے متعلق یورپ و امریکہ کے ارباب علم کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ ارسطو کے بعد اس پایہ کا دوسرا شخص پیدا نہیں ہوا۔ رموز فطرت کا وہ معلم اول تھا تو اسپنسر معلم ثانی سمجھا جاتا ہے۔ یہ اُسی کی لاجواب کتاب کا نہایت اعلیٰ درجے کا ترجمہ ہے۔ جسکے مطالعہ سے مسئلۂ تعلیم پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے اور بڑی حد تک اس منزل میں رہ نمائی ہوتی ہے قیمت عگ ر

القمر میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، چاند کی حقیقت و ماہیت پر علم ہیئت و ریاضی کے رو سے بحث کی گئی ہے۔ جدید معلومات کے لحاظ سے یہ کتاب نہایت قابل قدر ہے۔ قیمت ۱۲ر

القول الاظہر ترجمۂ فوز الاصغر (لابن مسکویہ) اس کتاب میں تین اہم مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا صانعِ عالم کا ثبوت نہایت فلسفیانہ دلائل سے، دوسرا مسئلۂ نفس اور اُس کے ادراکات کے بیان میں۔ اور تیسرا اثبات نبوت میں ہے۔ اس میں مسئلۂ ارتقا جو ڈارون کی تھیوری کہی جاتی ہے، موجود ہے۔ قابل دید اور نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

رہنمایان ہند جس میں بتایا گیا ہے کہ ہندوؤں کا اصل مذہب کیا ہے اور اُس میں ہر زمانے میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اس کے بعد سری کرشن جی۔ سدھارتھ۔ گوتم بدھ کی جامع و مقدس سوانحمری و فلسفہ آموز تعلیمات و دیگر رہنمایان ہند مثل شنکر اچارج رامانج۔ رامانند۔ گورکھ ناتھ اور کبیر کے مختصر تذکرات و تلقینات اور رامانند کے سربرآوردہ مرید شعرائے باکمال باواجی سورداس، تلسی داس اور جے دیو کے حالات نہایت خوبی کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ قیمت عہ

نپولین اعظم قیصر ولیم جو یورپ کی موجودہ مصیبتوں کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اسی نامور فاتح اور شہنشاہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے جس کی مکمل سوانحمری دیکھنے سے انسان کے حیرت انگیز کمالات اور قابلیتوں کا ایک طرف اندازہ ملے گا اور دوسری طرف یورپ کے موجودہ مناقشات و جنگ کی بہت کچھ گتھی سلجھ جائے گی۔ قیمت جلد اول عہ ۸ر جلد دوم عگ ۱۲ر جلد سوم ۸ ؎ جلد چہارم عگ ۱۲ر جلد پنجم عگ ۸ر

امرائے ہنود اس کتاب میں عہد مغلیہ کے ہندو علما و وزرا۔ اکابر و مشاہیر عہدہ داران و امرا کے مفصل حالات ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے عہد حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ کیسی مساوات برتی جاتی تھی۔ قیمت عہ ر

ملنے کا پتہ:- مہتمم دارالاشاعت انجمن ترقی اردو۔ کٹرہ سید حسین خاں۔ چوک لکھنؤ

سلسلۂ انجمنِ ترقیِ اردو

نمبر ۱۴

دریاے لطافت

من تصنیف

بلبلِ ہندوستان فخرِ اہلِ زبان سید انشاء اللہ خان دہلوی المتخلص انشا

باہتمام و ترتیب انجمنِ ترقیِ اردو

در الناظر پریس واقع بلدۂ لکھنؤ طبع گردید

پرنٹر۔ اسحاق علی علوی

قیمت

طبع اول